This PDF you are browsing is in a series of several scanned documents containing the collation of all research material of Prof. Kul Bhushan Mohtra ji.Mohtra ji is currently the State Incharge Library and Documentation Department, J&K BJP Headquarters, Nanaji Deshmukh Library..This material was gathered while he was working on his multiple books on J&K History.All this rare material is now offered to the Community freely.

CV:

Kul Bhushan Mohtra was born on 9th Sep, 1957 in a village Amuwala in Kathua district.

Matric from BOSE, Jammu and Adeeb from AMU. Has been awarded Honorary Professor by School of Liberal Art & Languages, Shobhit University, Gangoh, Distt. Saharanpur, U.P.

Director General, Raja Ram Mohan Roy Library Foundation nominated him as his nominee in the Committee for purchasing of Books for UT Jammu & Kashmir. Incharge of Nanaji Deshmukh Library & Documentation Department at BJP state HQ in J&K.

Actively engaged in political, social, charitable and religious activities. Always striving to serve the poor and downtrodden of the society.

Main works-

A saga of Sacrifices: Praja Parishad Movement in J&K

100 Documents: A reference book J&K, Mission Accomplished

A Compendium of Icons of Jammu & Kashmir & our Inspiration (English)

Jammu Kashmir ki Sangarsh Gatha (Hindi)

صدارتی ایڈرس

شریمت کیسری پنڈت پریم ناتھ جی ڈوگرا صدر
آل جموں کشمیر پرجاپریشد نے
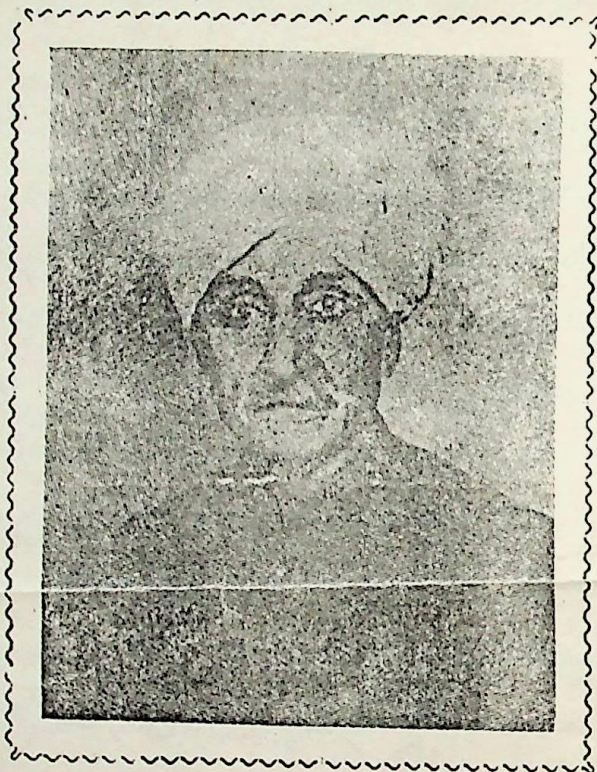
بمقام جموں ۱۰ نومبر ۱۹۵۱ کی منعقدہ
کنونشن میں فرمایا

پیار یہ متر و!

آل جموں و کشمیر بھاجپا پریشد کا یہ نمائندہ اور خاص اجلاس ایسے نازک وقت میں بلایا گیا ہے جبکہ ایک طرف پاکستان اینگلو امریکن بلاک کی طاقت اور حمایت کے بل بوتے پر تمام ریاست جموں و کشمیر کو ہڑپ کر لینے کی کوشش کر رہا ہے اور اس کے لئے ہر ایک حربہ استعمال کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ نیز سلامتی کونسل میں اسوقت گراہم رپورٹ کی روشنی میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس سے واضح ہوتا ہے کہ اب اس ریاست کا مسئلہ فیصلہ کُن مرحلہ پر پہنچ رہا ہے۔

دوسری طرف نیشنل کانفرنسی حکومت (بظاہر تقسیم ریاست کی مخالفت کر رہی ہے۔ لیکن عملی طور پر) اس تقسیم شدہ ریاست کے لئے (جس کا ⅓ حصہ اس وقت بھی دشمن کے قبضہ میں ہے) جس کے اُجڑے ہوئے لاکھوں باشندے ابھی تک شرنارتھیوں کی حیثیت میں ہندوستان کے مختلف کیمپوں اور شہروں میں انتہائی بے بسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ایک ایسا ودھان بنانے میں مصروف ہے جسکی بنیاد صوبائی تعصب پر ہے (جسمیں وہ کشمیر چھوڑ دو تحریک میں لگائے گئے صوبائی نعرے کو آخری شکل دینا چاہتی ہے) یہ سبھی کچھ ہندوستان کے ساتھ کشمیر کے نام نہاد الحاق کی آڑ میں کیا جا رہا ہے۔

ایسے اہم موقعہ پر ہم نے جن کے بزرگوں نے ہندوستان کی حدود کو اپنا خون بہا کر۔ اپنی ہڈیاں کھپا کر، اور اپنے سر کٹوا کر چینی۔ روس۔ تبت اور افغانستان کے ساتھ ملایا۔ جن کے بزرگوں نے اپنے تدبر اور سیاسی قابلیت سے ریاست کے مختلف جغرافیائی علاقوں۔ جُدا جُدا تہذیبوں۔ تمدنوں اور علیحدہ علیحدہ اقوام کو ایک سیاسی اکائی میں رکھا۔ اور جن کی آئندہ نسلوں کی فلاح و بہبود۔ عزت و آبرو کا دار و مدار موجودہ وقت پر اٹھائے گئے قدم پر منحصر ہے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم آئندہ کے لئے کِس طرح اپنی اس ماتری بھومی میں آزادی، خود داری اور فارغ البالی کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

سجنو! میں آپ کو وہ وقت یاد دلانا چاہتا ہوں جس وقت سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان نے کشمیر پر قبائیلی وحشیوں کا حملہ کرایا۔ اُس وقت اُن کے سواگت کے لئے ریاست کی حدود کے اندر سب سے پیش پیش ریاستی فوج کا وہ مسلم لیگی عنصر تھا جو پشت ہا پشت سے ریاستی حکومت کا نمک خوار تھا جس نے سب سے پہلے اپنے ہندو۔ سکھ فوجیوں کو گولی کا نشانہ بنایا۔ اور دشمن کے ساتھ مل کر اُن سے اپنے ہموطنوں کو قتل کیا۔ اُنہیں لوٹا۔ اُن کی بہو بیٹیوں کی بے عزتی کی۔ اُن کے گھر جلائے۔ اور اُنہیں لوٹ کر اِس مُلک سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

ایسے نازک ترین وقت پر بھی اگر ان ریاستی باغیوں اور حملہ آور قبائیلیوں سے کشمیر کو محفوظ رکھنے کی خاطر

کسی نے ہمت اور شجاعت دکھائی تو وہ ڈوگرہ ویر ہی تھے۔ اگر شہید اعظم بریگیڈیئر راجندر سنگھ مہاراجہ بہادر کے حکم کی تعمیل میں اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ اوڑی کے محاذ پر تین دن تک قبائیلیوں کو آگے بڑھنے سے نہ روکے رکھتے تو آج کشمیر کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ تاریخ عالم میں شہید بریگیڈیئر اور ان کے ساتھیوں کی یہ لاثانی بہادری اور بینظیر قربانی ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی رہیگی۔ اس ضمن میں کیا یہ امر تعجب خیز نہیں ہے کہ بریگیڈیئر راجندر سنگھ اور ان کے ایک صد بیس ساتھیوں نے ہزاروں حملہ آوروں اور ان کے لاکھوں اندرونی حمایتیوں کے منصوبے خاک میں ملا کر رکھ دیئے۔ ڈوگرہ ریاستی لوگوں اور ویروں کی یہ تمام قربانیاں اپنے وطن کی حفاظت کی خاطر دی گئیں۔ کشمیر کی حفاظت کیلئے سری مہاراجہ ہری سنگھ بھی آخری دم تک ڈٹے رہنا چاہتے تھے اگر مسٹر وی۔ پی۔ مینن انہیں وہاں سے چلے آنے کیلئے مجبور نہ کرتے۔ بہرکیف سری مہاراجہ بہادر نے ہند کے ساتھ ریاست کا الحاق کیا اور اس کے مطابق ہی انڈین یونین کی فوجیں کشمیر پہنچ گئیں۔ اس کے بعد حکومت ہند کی خواہش کے مطابق ریاست میں ہنگامی حکومت قائم ہوئی اور عملی طور پر ریاست کا تمام نظم و نسق شیخ صاحب اور ان کی پارٹی کے سپرد تھا۔ اور اس ہنگامی دور میں میرپور۔ راجوری۔ بھمبر اور دوسرے علاقہ جات پر پاکستانی قبضہ ہو گیا۔ اور میرپور۔ راجوری بھمبر اور دیگر مقامات میں قریباً ایک لاکھ ہندو اور سکھ مارے گئے۔ اور ہزاروں عورتیں پاکستان لے جائی گئیں۔ ستم کا مقام ہے کہ وہ ابھی تک دشمن کے قبضے میں ہیں۔

لیکن اس کے برعکس کیا یہ فخر کی بات نہیں کہ پونچھ۔ کوٹلی اور اسکردو اور دوسرے محاذوں پر جہاں کہیں ڈوگرہ اور ریاستی فوج اور افسر موجود تھے انہوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جن میں لفٹینٹ کرنل پنڈت ہیرانند دوبے میجر اگندیر سنگھ۔ لفٹینٹ ملوک سنگھ اور شہید کیپٹن سردار گنگا سنگھ وغیرہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں اور ریاست کے ہر فرد و بشر نے ملک کے بچاؤ کے لئے پورا پورا تعاون دیا۔

اس ہنگامی دور کے بعد عبوری حکومت قائم ہوئی جس کی بدعنوانیوں نے پرجا پریشد کی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ آپ کو یاد ہی ہے کہ آل جموں و کشمیر پرجا پریشد کا جنم سال ۱۹۴۶ء میں اس وقت ہوا جب شیخ صاحب صدر آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس نے از خود کشمیر چھوڑ دو کا نعرہ بلند کیا۔ شیخ صاحب کے اس نعرہ سے جو صوبائی تعصب کی بناء پر مبنی تھا ریاست اور ہندوستان کا سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والا طبقہ چونک اٹھا اور عوام کے مستقبل پر سنجیدگی کے ساتھ غور و خوض کرنے اور سیاسی جاگرتی پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء میں بھارت ورش بدقسمتی سے ہند اور پاکستان یعنی دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا اور مغربی پنجاب اور صوبہ سرحد کے لاکھوں شرنارتھی ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ پرجا پریشد نے اس اڑے وقت

ہیں ایک ریلیف کمیٹی بنا کر مصیبت زدگان کی ہر طرح سیوا کی۔ خوراک، کپڑا، رہائش وغیرہ کا انتظام کیا۔
گیا ملیکن افسوس کا مقام ہے کہ جب ریاست کے شرنارتھیوں کی خدمت کا وقت آیا تو پرجا پریشد کی
ریلیف کمیٹی کو شیخ صاحب کی حکومت نے حکماً بند کر دیا تاکہ پرجا پریشد مقبول عام نہ ہو جائے عوام سے یہ
حقیقت پوشیدہ نہیں کہ نیشنل کانفرنس کی جدوجہد خاص طور پر صوبہ کشمیر میں ہی محدود رہی۔ جموں میں
اسکی گنتی کے ممبران ہی تھے۔ جب حکومت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ آئی تو کئی ابن الوقت لوگ ذاتی مفاد اور
بدکرداریاں چھپانے کی خاطر اس میں بھرتی ہونے شروع ہوئے۔ اس وجہ سے نیشنل کانفرنس عوام کا اعتماد
حاصل کرنے اور ان کی صحیح خدمت میں ناکام ہوئی۔ برعکس اس کے نیشنل کانفرنس کا ہر ایک کارکن بدترین قسم کا
ڈکٹیٹر بن گیا اور حکومت وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بھولی بھالی جنتا کو دبانے اور اخلاقی طور پر پست
و ذلیل کرنے کا آلہ کار ہو گیا۔ یہاں تک کہ مقامی حکام کو بھی ان کی خوشنودی اپنی اپوزیشن کو برقرار رکھنے کیلئے
ضروری ہو گئی۔ ایسے حالات کو ہر ایک شریف اور غیرت مند شہری حیرت اور افسوس کے ساتھ دیکھ رہا تھا اور
پرجا پریشد میں ہی وہ اپنی نجات خیال کرنے لگا۔ اس طرح ہر گاؤں قصبہ اور شہر میں پرجا پریشد کے جھنڈے
لہرانے لگے۔ ہمیں امید تھی کہ حکومت وقت بھی پرجا پریشد کے کارکنان کی دیش بھگتی بے غرض خدمت اور حق گوئی
کی قدر کریگی۔ اور ہمارے فراخدلانہ تعاون کو خوش آمدید کہیگی۔ مگر اس نے اپنی طاقت کے زعم میں ہماری اس فراخدلانہ
تعاون کو ہماری کمزوری سمجھ کر ٹھکرا یا ہی نہیں بلکہ جب ڈاکٹر رگھو بیر اور شری جیٹھا دھیانے فروری سنہ ۱۹۴۹ء
میں شری ولیشنو گپت کے ساتھ ریاستی حالات کا صحیح جائزہ لینے کے لئے دہلی سے جموں تشریف لائے تو ان کی واپسی
پر ولیشنو گپت کو نظر بند کر لیا۔ اور مجھے اور میرے چند دیگر ساتھیوں لالہ شیو رام گپتا، ٹھاکر دھنونتر سنگھ، لالہ شیو ناتھ
نندہ و شری شام لال جی کو گرفتار کر کے جیل میں بھیجدیا۔ اور بغیر مقدمہ چلائے عرصہ تک نظر بند رکھا۔
حکومت کے نامنصفانہ اور جابرانہ فعل نے گذشتہ پندرہ ماہ سے جنتا کے دبے ہوئے جذبات کو بھڑکا دیا۔
ایک زبردست ایجی ٹیشن شروع ہوئی جس کو دبانے کیلئے حکومت نے تشدد و دیگر ہر قسم کے حربے استعمال کئے۔
مگر سینکڑوں نوجوانوں اور دلیویوں نے بلاخوف ستیہ گرہ کر کے ہر قسم کے مظالم برداشت کئے اور اپنے آپ کو
گرفتار کرایا۔ آخر شری عملی چندجی شرما اور شری کھانڈیکر و ان کے ایک ساتھی دہلی سے تشریف لائے اور پرجا پریشد
و حکومت میں سمجھوتہ کرایا۔ مگر حکومت نے طے شدہ شرائط سمجھوتہ کو تا حال پورا نہیں کیا۔ کوبراج ولیشنو گپت،
شری بلراج مدھوک وغیرہ کے خلاف احکام جلاوطنی تا حال واپس نہیں لئے گئے۔ اور کئی ستیہ گرہیوں کے جرمانے بھی
واپس نہیں ہوئے۔ حکومت کے دور عبوری میں کنبہ پروری، جانبدارانہ پالیسی، بڑھتی ہوئی بیکاری، ٹیکسوں کی بھرمار

دفعہ ۳۷ سکیورٹی ایکٹ مسلسل دفعہ ۵۰ کی ڈیفنس رولز کی برقراری و دیگر عنوانوں کے ہوتے ہوئے پرجا پریشد نے ریاست
کے بڑے مسائل کے پیش نظر پبلک کے جذبات کو قابو میں رکھا اور ہمیشہ یہ کوشش کی کہ گورنمنٹ کے راستہ میں ریاست کے
اہم مسئلہ کے حل ہونے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ حالانکہ مسئلہ ریاست کی گفت و شنید میں پرجا پریشد کو اعتماد میں نہیں لیا گیا
چنانچہ آئین ہند میں مخصوص دفعہ ۳۷۰ جو ریزرو کروائی گئی اور جس سے باشندگان ریاست آئین ہند کی برکات سے محروم
ہوئے وہ محض شیخ صاحب اور ان کے چند ساتھیوں نے بلا عوام کو اعتماد میں لئے اپنی ڈکٹیٹرانہ حکومت کو برقرار رکھنے
کیلئے منظور کرائی۔ اس کے بعد جو شیخ صاحب اور ان کے ساتھیوں کے بیانات و تقاریر اخبارات میں شائع ہوئیں اور جس سے
یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ریاست میں خود مختار حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں یا ہندوستان کے ساتھ نام نہاد الحاق رکھکر
اور خاندان شاہی کے آئینی اقتدار کو بھی ختم کر کے اپنی ڈکٹیٹرانہ حکومت برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر پرجا پریشد
کی ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ چونکہ ریاست کا قانونی اور آئینی طور پر مکمل الحاق ہند کے ساتھ ہو چکا ہے اس لئے
آئین ہند بمثل دوسری B کلاس ریاستوں کے ہماری ریاست پر بھی لاگو ہونا ضروری ہے اور اس کے لئے
عارضی دفعہ ۳۷۰ کو ہند کے ودھان سے خارج کیا جائے۔ اس پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا پرجا پریشد
نے اپنا فرض اولین قرار دیا ___ چنانچہ آئین ساز اسمبلی کا اعلان ہونے پر کافی سوچ بچار کے بعد پرجا پریشد
اس نتیجہ پر پہنچی کہ اپنے مذکورہ بالا پروگرام کی تکمیل کی خاطر اسمبلی میں حصہ لے اور زیادہ سے زیادہ سیٹیں
حاصل کرے۔ عوام کی تمام تر ہمدردی پرجا پریشد کے ساتھ دیکھ کر اور اپنی ناکامیابی کو محسوس کر کے حکومت گھبرا
اٹھی۔ اور پرجا پریشد کو ناکامیاب بنانے کی خاطر نہایت جانبدارانہ اور غیر منصفانہ طرز عمل اختیار کیا۔
حلقہ انتخاب اپنی مرضی کے مطابق بنائے گئے اور ان حلقہ ہائے انتخاب میں جہاں پریشد کی کامیابی یقینی تھی
ان میں سے کچھ تو مخصوص حلقے بنائے گئے اور بہت سے امیدواران کی درخواستیں ہی معمولی لفظی اعتراضات پر
خارج کرائی گئیں۔ اور حکومت کی تمام مشینری بیرونی و اندرونی پولیس کو پرجا پریشد کے خلاف استعمال کیا
گیا۔ اس طرز عمل کے پیش نظر پریشد نے حکومت ریاست و حکومت ہند کی توجہ دلائی۔ مگر حق رسی نہ
ہوتی دیکھ کر بطور پروٹسٹ الکشن میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا۔ تاوقتیکہ جائز مطالبات پورے نہ ہوں۔
پرجا پریشد یہ یقین سے کہہ سکتی ہے کہ ریاستی عوام پریشد کے ساتھ ہیں اور صوبہ جموں سے جو اشخاص
اسمبلی میں گئے ہیں وہ عوام کے نمائندے نہیں بلکہ محض نیشنل کانفرنس کے نامزد ممبران ہیں اور اسیطرح یہ اسمبلی
صحیح معنوں میں صوبہ جموں کی نمائندگی سے محروم ہے۔ ایسے حالات میں اس اسمبلی کے فیصلہ جات جو پرجا
پریشد کے STAND کے خلاف ہونگے وہ مہم پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ اس سلسلہ میں کنونشن کی توجہ

شیخ صاحب کی حالیہ تقریر کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں انہوں نے اپنی پارٹی کی پالیسی کا اعلان اسمبلی کے اجلاس میں کیا ہے۔

(۱) شاہی خاندان کی پوزیشن۔ شیخ صاحب کے اعلان کے مطابق شاہی خاندان کی پشتینی حکمرانی ختم کر کے ریاست کا آئینی ہیڈ (سردار) منتخب کیا جایا کرے گا اور یوراج کرن سنگھ سے ان کے پسندیدہ طرز عمل کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں کچھ عرصہ کیلئے پہلا آئینی ہیڈ چنے جانے کی سفارش کی ہے۔ اس کے متعلق جیسا کہ شروع میں ہی کہا گیا ہے کہ ہماری ریاست مختلف تمدنی، جغرافیائی خطوں کا مجموعہ ہے جسکو موجودہ خاندان شاہی نے ایک سیاسی اکائی میں اکٹھا کیا ہوا ہے اور جسکو سر اوون ڈکسن نے اپنی رپورٹ میں تسلیم کیا ہے اس لئے ریاست کی علاقائی یکجہتی کو برقرار رکھنے کیلئے موجودہ شاہی خاندان کا لطور آئینی حکمران برقرار رہنا از بس ضروری ہے ریاست میں فرقہ دارانہ اور صوبائی توازن کو قائم رکھنے اور تمام باشندگان ریاست کا حکومت پر اعتماد برقرار رکھنے کیلئے بھی ڈوگرہ شاہی خاندان کی ہستی مفید ہے۔ علاوہ ازیں یہ اسمبلی تمام جموں و کشمیر سٹیٹ کے باشندگان کی نمائندہ نہیں کہی جاسکتی۔ یہ صرف نیشنل کانفرنس کے نامزدہ ممبران کی ایک جماعت ہے جسکو ایسے اہم فیصلہ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ علاوہ ازیں جبکہ پولیٹیکل پاور تا حال مہاراجہ بہادر کے پاس ہی ہیں جنہوں نے اپنے اعلان ۵ مارچ سنہ ۱۹۴۸ء کے تابع موجودہ حکومت کو تشکیل دی اور یوراج کرن سنگھ کو اختیار تفویض کئے قانوناً اور آئینی طور ایسی حکومت یا جماعت کو یا یوراج کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی ایسا فیصلہ کرے جو اختیارات دینے والی ہستی کو ہی ختم کر دے اور نہ ہی یہ اسمبلی آئینی طور پر کلی اختیارات رکھتی ہے جبکہ ریاست کی سلامتی کا دارو مدار ہند پر ہے جبکہ دوسری B کلاس ریاستوں میں گورنمنٹ ہند نے وہاں کے شاہی خاندانوں کو برقرار رکھا ہوا ہے اور نظام حیدر آباد جس نے حکومت ہند کے ساتھ جنگ کیا بطور راج پرمکھ کے فرائض انجام دے رہے ہیں تو مہاراجہ کشمیر جو جموں کے ڈوگرہ خاندان سے ہیں اور جنہوں نے ہند سے الحاق کیا ان کے ساتھ یہ امتیازی سلوک محض انتقامیہ جذبہ کے سوائے اور کسی بات پر دلالت نہیں کرتا۔ یہ درج کرنا بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ شیخ صاحب کا کہنا کہ مہاراجہ ہری سنگھ ہر طبقہ ریاست کا اعتماد کھو چکے ہیں یہ ان کی اپنی پارٹی کی ذاتی رائے ہے۔ عوام کو مہاراجہ بہادر پر پورا اعتماد ہے۔

(۲) الحاق ہند۔ شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ کشمیر اپنے حق خود ارادیت کو پوری طرح محفوظ رکھتے ہوئے صرف دفاعی۔ رسل و رسائل اور امور خارجیہ کیلئے ہند کے ساتھ الحاق کریگا جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ بھارت کا آئین۔ قوانین اور اس کی عدالتیں کشمیر کی حکومت پر کسی قسم کا اثر نہ ڈال سکینگی۔

اس قسم کا جزوی و مشروط الحاق ہند کے ساتھ وقتی طور پر راہ و رسم جاری رکھنے کی مجبوری سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ حملہ پاکستان کے وقت سے لیکر اس وقت تک ریاست کی سلامتی کا دارومدار ہندوستان پر ہے۔ ریاست کی حفاظت کی خاطر افواج ہند کے ہزاروں نوجوان اور اعلےٰ افسر کرنل رائے۔ میجر شرما۔ برگیڈیر عثمان وغیرہ میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ ہند نے اربہا روپیہ ریاست پر خرچ کئے۔ بدوں امداد ہند تمام ریفیوجی اس وقت تک صفحہ ہستی سے ختم ہو جاتے۔ ریاست کی اقتصادی اور غذائی حالت زیادہ تر ہندوستان کی امداد پر منحصر ہے ان حالات میں ایسے ہمدرد محسن کے ساتھ شرطیہ اور جزوی الحاق نہ صرف احسان فراموشی ہے بلکہ خودکشی کے مترادف ہے اور ناقابل عمل بھی۔ اس لئے ہم جا پرلشیڈ مکمل اور غیر مشروط الحاق میں ہی ریاست کی بہتری اور سلامتی سمجھتی ہے۔ اور دفعہ ۳۷۰ کا آئین ہند میں وجود باشندگان ریاست کی آزادی کو سلب کرنے کا موجب خیال کرتی ہے۔

(۳) معاوضہ اراضیات۔ ایک طرف سے تو شیخ صاحب لوگوں کو پوری آزادی سماجی انصاف وغیرہ کا اعلان کرتے ہیں اور دوسری طرف بدوں معاوضہ جملہ مالکان کی اراضیات کو چھیننے کو حق بجانب قرار دیتے ہیں اور معاوضہ کے تصفیہ کی کمیٹی کے تقرر کے ساتھ ہی اپنی پالیسی کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ وہ معاوضہ دینے کے حق میں نہیں۔ پرجا پرلشیڈ اس بات کے حق میں ہے کہ زمین کسان کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت دی جائے۔ مگر مالکان اراضیات کو مطابق آئین ہند جائز معاوضہ دیا جائے۔ موجودہ قانون خاتمہ حکداری مالک اور کسان ہر دو کے مفاد کے منافی ہے اور رسوائی کا موجب ہے۔

(۴) ریاست کا ودھان۔ شیخ صاحب کی تقریر کے مطابق وہ ریاست کے لئے اپنا علیحدہ آئین روس۔ چین۔ امریکہ۔ انگلینڈ وغیرہ کے آئینوں کے امداد سے بنانا چاہتے ہیں، کیونکہ آئین ہند کے ذریعہ ان کو یہ حق حاصل ہے الیا حق تمام B کلاس ریاست ہائے کو ان کے پہلے الحاق نامہ کے مطابق حاصل تھا۔ لیکن انہوں نے ہند کی ودھان سبھا کے تیار کردہ آئین کو جو کہ ہندوستان کے بہترین مدبرین اور ماہرین قانون نے تیار کیا تھا اور جملہ ترقی یافتہ ممالک کے آئینوں کا نچوڑ ہے اس کو اپنی اپنی ریاستوں میں لاگو کیا۔

پرجا پرلشیڈ سمجھتی ہے کہ آئین ہند سے بہتر اور کوئی آئین نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو ہی مکمل طور پر ریاست میں لاگو کر کے ہندوستان کے ساتھ یکجہتی کے رشتہ کو مستحکم کیا جائے۔

دوستو اور ساتھیو! یہ ہے ہمارا نظریہ اور پروگرام جو آپکو الگ طور پر بھی پیش کیا گیا ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پرجا پریشد کو اس پروگرام اور نظریہ کے پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لیے جدوجہد کے سوائے اور بھی کوئی راستہ ہے یا نہیں؟ میں جہاں آشا وادی ہوں وہاں صلح کن رویہ کی فضیلت پر بھی ہمیشہ میرا اعتقاد رہا ہے اور اسی جذبہ کے تحت میں ہمیشہ کام کرتا آیا ہوں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۱ء میں بھی جبکہ کشمیر کے اندر شیخ صاحب اور اُن کی مسلم کانفرنس دو سمت حکومت وقت کے ساتھ بر سر پیکار تھے میں نے مظفر آباد کے وزیر وزارت کی حیثیت میں اسی مخصوص پالیسی کے تحت امن و امان قایم رکھا۔ آج شیخ صاحب یا اُن کے ساتھی حصول اقتدار کے بعد مجھے فرقہ پرست کہیں یا کچھ اور — یہ لوگ ہمیں پاکستانی ایجنٹ یا انگلو امریکی بلاک کے پٹھو بھی کہتے ہیں۔ لیکن دُنیا جانتی ہے اور وقت بتلائے گا کہ پاکستانی جاسوس یا پاکستانی ایجنٹ کون ہیں؟ اگر ہندوستان کے ساتھ مکمل الحاق چاہنے والوں اور ہند کا ودھان ریاست میں لاگو کرانے کا نعرہ بلند کرنے والے پاکستانی ایجنٹ یا اینگلو امریکی بلاک کے پٹھو کہلائے جا سکتے ہیں۔ تو مجھے یا ہماری سنستھا کو نیشنل کانفرنسی دوستوں کے عطا کردہ اِس خطاب پر قطعاً کوئی افسوس۔ گلہ یا شکایت نہیں۔ ہمارے خداوندان مجازی جو اپنی خوش قسمتی سے اس وقت ریاست جموں و کشمیر کے سیاہ و سفید کے مالک بن کر غرور اور تکبر میں سرشار ہیں اُن کو میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وقت بدل چکا ہے۔ آپ کے سیاہ کارناموں نے جنتا کے دلوں میں ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے جو آسانی سے دبایا نہیں جا سکتا۔ اب بھی وقت ہے کہ حالات کی نزاکت کا احساس کرو۔ اپنے سابقہ تجربات کو سامنے رکھ کر یہ دیکھو کہ جنتا کے ابھرے ہوئے جذبات ڈنڈے۔ جیل خانے یا کسی بھی متشددانہ اقدام سے دب نہیں سکتے۔ یہ وہ طوفان ہے جس کے آگے بڑی سے بڑی طاقتیں خس و خاشاک کی مانند بہہ جایا کرتی ہیں۔

ہمارے ایک معزز رفیق کار ٹھاکر رگھوناتھ سنگھ جی سمیال کو ایک مدت سے بلا کسی وجہ کے جیل میں بند رکھا گیا ہے۔ کویراج ولیشنو گپت۔ شری بلراج مدھوک و کئی دیگر سرگرم کارکنوں کو ریاست بدر کر رکھا ہے اور باوجود متعدد بار مطالبہ کرنے کے حکومت نے اِس طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ آخر مُلک کب تک اِس قسم کی سخت گیرانہ کارروائیوں کو برداشت کر سکتا ہے؟

آخیر میں میں پھر آپ سب کا دھنیہ باد کرتا ہوں کہ آپ نے یہاں آنے کا کشٹ برداشت کیا ہے - اور مجھے پوری آشا ہے کہ آپ اپنے دیش پر آئے ہوئے سنکٹ کے اس نازک ترین وقت پر اپنی اور ملک کی رکھشا کے لئے موثر اقدام اٹھائیں گے - اور کسی بھی ایسی قربانی سے جو ایسے نازک دور میں زندہ قوموں کو بادلِ ناخواستہ دینی پڑتی ہے ہرگز دریغ نہ کریں گے - یہی وقت ہے جب کہ ہمیں اپنے ملک کی عزت و ناموس کی خاطر اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش اور جد و جہد کرنی چاہیئے ورنہ :-

نہ سنبھلو گے تو مٹ جاؤ گے اے جنّت نشاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

جے ہند

پریم ناتھ ڈوگرہ

(پریم پریس جموں)

شائع کردہ پرکاش وبھاگ جموں و کشمیر پرجا پرشید

BJP Itas

دین دیال اُپہ دھیائے کی مہان

تعلیمی مہم

بھارتیہ جنتا پارٹی، جموں و کشمیر

کشمیر ورک شاپ

(اتوار 16 اگست 2015)

بھارتیہ جنتا پارٹی کی تاریخ اور اس کا فروغ

بھارت کی تحریک آزادی دو قومی نظریہ کی وجہ سے پرگندہ ہو گئی جبکہ قوم پرست لیڈران کی وسعت نظری میں کمی اور فرقہ پرست علیحدگی پسندانہ مزاج نے بھارت کو مذہب کی بنیادوں پر تقسیم کرنے کی حامی بھرلی۔ تقسیم کی سخت الفاظ میں مذمت اور مخالفت کے بعد کانگریس حکومت نے مہاتما گاندھی کے قتل کا غلط الزام عائد کر کے راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ یا آر ایس ایس پر پابندی عائد کی۔ ڈاکٹر شیام پرساد مکھرجی نے تمام بنگال پاکستان کو دینے کی مخالفت کرتے ہوئے مزاحمت کی جس کے بعد پاکستان کو صرف مشرقی بنگال پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ مہاتما گاندھی کے مشورے پر ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی کو مرکزی کابینہ میں شامل کیا گیا تاہم پاکستان کے تئیں بھارت کی نرم پالیسی اور نہرو لیاقت معاہدے میں پاکستانی رہائش پذیر ہندوؤں کے تحفظ پالیسی میں امتیاز کی بنیاد پر انہوں نے مرکزی کابینہ سے استعفیٰ دیا۔ یہ ہی دو تناظر جنک سنگھ کی پیدائش کی وجہ بنے جبکہ ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی سنگھ راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ یا آر ایس ایس کے دوسرے سنگھ چالکوں یا عہداروں سے ملاقی ہوئے اور اس طرح جن سنگھ کو قائم کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ مئی 1951 میں اس طرح بھارتیہ جن سنگھ کو منصۂ شہود پر لانے کا سلسلہ شروع ہوا اور 21 اکتوبر 1951 کو ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی کی سربراہی میں بھارتیہ جن سنگھ کی شیرازہ بندی مکمل کی گئی۔ دلّی کے رگھومل کنیا مادھمک ودھالیہ میں اس تنظیم کی داغ بیل ڈالی گئی جبکہ زعفرانی پرچم کو جماعت کے جھنڈے کے طور پر منظوری دی گئی۔ زعفرانی پرچم میں چراغ کے نشان کو انتخابی نشان کے طور پر بھی تسلیم کیا گیا۔ آزاد بھارت کے پہلے عام انتخابات میں جن سنگھ کو مجموعی طور پر 3.06 فیصد ووٹ حاصل ہوئے اور ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی سمیت تین ممبران پارلیمنٹ بھی منتخب ہوئے۔ اس طرح سے جن سنگھ کو قومی پارٹی کا درجہ بھی حاصل ہوا۔ پارلیمنٹ میں پہلی مرتبہ کئی حزب مخالف جماعتوں پر مشتمل ایک اتحاد بھی سامنے آیا جبکہ ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی کی سربراہی میں تشکیل پانے والے اس اتحاد نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ میں مجموعی طور پر 38 ممبران پارلیمنٹ جن میں لوک سبھا میں 32 اور راجیہ سبھا میں 6 شامل تھے ایک ہی چھتری کے نیچے جمع ہوئے۔ نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ مین شامل ہونے والی جماعتوں میں اکالی دل، گنتنتر پریشد، ہندو مہا سبھا، تامل ناڈو ٹیلرس پارٹی، کامن ویل پارٹی، دراوڈھ کازگم، لوک سیوک سنگھ اور کچھ آزاد ممبران بھی شامل تھے۔ اس طرح سے بھارتیہ جن سنگھ پارٹی کے صدر ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی بھارت میں آزاد اور منتخب پارلیمنٹ کے پہلے اپوزیشن لیڈر بن گئے۔

سال 1952 میں 29 مئی کو جموں کشمیر قانون ساز اسمبلی نے بھارتی فیڈریشن کے تحت خود مختار ریاست کی تجویز کو منظور کیا جس کے بعد 24 جولائی کو نہرو عبداللہ معاہدے پر بھی دستخط ہوئے۔ بھارت میں پہلے سے ہی شامل ہوئی ریاست جموں کشمیر کو علیحدہ ریاست میں تبدیل کرنے کی یہ ایک سازش تھی جبکہ اس انتظام کے تحت جموں کشمیر میں علیحدہ آئین، علحدہ وزیر اعظم اور الگ پرچم ریاست کیلئے تشکیل پایا۔ پرجا پرشید نے اس تجویز کی مخالفت کی جبکہ بھارتیہ جن سنگھ نے اس کی حمایت کی۔ پارلیمنٹ میں اس فیصلے کے خلاف ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی نے سخت تقریر کی جبکہ جموں کشمیر میں بھی ایجی ٹیشن شروع ہوئی۔ اس بیچ بھارتیہ جن سنگھ کی پہلی کانفرنس 29 سے 31 دسمبر 1952 کو کانپور میں منعقد ہوئی جس کے دوران پنڈت دین دیال اپدھائی کو سنگھ کا پہلا جنرل سیکریٹری بھی منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس میں پنڈت دین دھیال اپدھیائی نے تہذیبی

نشاۃ ثانیہ کی پہلی قرارداد پیش کی جس میں عالمی تہذیبی قوم پرستی کی جھلک نظر آتی تھی۔ مذکورہ قرارداد نظریاتی بنیادوں پر پیش کی گئی پہلی قرارداد تھی جس میں ریاستوں کی تشکیل نو کیلئے کمیشن کی تشکیل کا مطالبہ کیا گیا۔

سال 1953 مارچ کے دوران دلی میں کشمیر کو مکمل طور پر وحدت بھارت میں شامل کرنے کیلئے ستیہ گرہ شروع کیا گیا جبکہ 11 مئی کو ڈاکٹر شاما پرشاد مکھرجی نے ستیہ گرہ کے دوران ہی بغیر پرمٹ جموں وکشمیر میں داخل ہوئے۔ انہیں جموں وکشمیر میں گرفتار کر کے سرینگر پہنچایا گیا جبکہ ان کے ہمراہ مجموعی طور پر پورے ملک سے 10 ہزار 750 لوگوں نے ستیہ گرہ میں شمولیت کی تھی۔ 23 جون کو ڈاکٹر شاما پرساد مکھرجی نے جموں وکشمیر میں شہادت کا جام نوش کیا جس کے بعد ستیہ گرہ کو روکا گیا۔ اس دوران 9 اگست کو شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری عمل میں لائی گئی اور انہیں وزیر اعظم کے عہدے سے بھی ہٹایا گیا جس کے ساتھ ہی پرمٹ سسٹم کا بھی خاتمہ ہوا۔ 1954 میں 22 جنوری سے 25 جنوری تک جنگ سنگھ کی دوسری کانفرنس بمبئی میں منعقد ہوئی جس میں سودیشی کی کال دی گئی جبکہ روس کی ایماء پر 5 سالہ منصوبہ کی تشکیل کی بھی مخالفت کی گئی۔

1947 میں اگر چہ برطانیہ بھارت سے نکل چکا تھا تاہم گوا، دمن دیو اور پانڈی چری پھر بھی پرتگال اور فرانس کے زیر قبضہ تھے۔ اس سلسلے میں جنگ سنگھ نے ان علاقوں کی آزادی کیلئے تحریک شروع کی جبکہ جنگ سنگھ کے کارکن نادین نے دادر کو 22 جولائی 1954 کو آزادی دلائی جبکہ 29 جولائی کو انہوں نے نارولی جزیرہ میں تحریک آزادی کی الم بلند کی۔ جنگ سنگھ کے کارکن ہیمنت سومن نے 15 اگست کو پناجے کے سیکریٹریٹ پر ترنگا لہرایا جبکہ جنگ سنگھ کے کل ہند سیکریٹری جگن ناتھ راؤ جوشی 101 ستیہ گرہوں کے ہمراہ گوا میں داخل ہوئے۔ انہیں گوا میں قید کر کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا جس کے دوران مدھیہ پردیش کے راج بہومہا کال اور اتر پردیش کے امیر چندرا گپتا شہید ہوئے۔

نظام تعلیم میں تبدیلی کی کال سے متعلق جنگ سنگھ کی تیسری کانفرنس جودھپور میں 28 دسمبر سے 2 جنوری 55-1954 میں منعقد ہوئی جس کے دوران جموں وکشمیر کی احیائے نو تحریک کے لیڈر پریم ناتھ ڈوگرہ کو صدر منتخب کیا گیا۔ 1955 کو 19 سے 22 اپریل تک چوتھی کانفرنس جے پور میں منعقد ہوئی جس کے دوران معروف ریاضدان آچاریہ گوش کو صدر منتخب کیا گیا۔ پانچویں کانفرنس دلی میں منعقد ہوئی۔ ریاستوں کی تشکیل وفاق کو مضبوط بنانے کیلئے کی جاتی ہے تاہم اس دوران علاقائیت اور تشدد کا ننگا ناچ بھی دیکھا گیا۔ جنگ سنگھ نے مطالبہ کیا کہ تا تنسیخ انتظامیہ اور مرکزیت کو قائم کیا جائے۔ دہلی کانفرنس کے دوران بھارتیہ کرن کی قرارداد بھی کیمونلزم کے خلاف منظور کی گئی اور 1957 کے عام انتخابات کیلئے منشور بھی مرتب کیا گیا۔ 1957 میں 8 اگست کو پہلا 11 روزہ تدریسی کیمپ بھارتیہ جنگ سنگھ کی طرف سے بیلاس پور مکمل کیا گیا۔ سال 1958 میں 4 سے 6 اپریل تک امبالا میں آچاریہ دیو پرشاد گوش کی سربراہی میں بھارتی جنگ سنگھ کی چھٹی کانفرنس منعقد کی گئی جس کے دوران انتخابی اصلاحات میں آئینی انتخابات کا مطالبہ کیا گیا۔ آچاریہ گوش کی سربراہی میں ہی 26 سے 28 دسمبر 1958 کو بنگلور میں ساتویں کانفرنس منعقد ہوئی۔ 1957 کے عام انتخابات میں جنگ سنگھ نے 4 نشستیں حاصل کیں اور اس دوران مجموعی طور پر 5.93 فیصد ووٹ بھی حاصل کئے۔ سال 1958 میں 10 ستمبر کو نہرو، نون معاہدے پر دستخط کئے گئے جس کے دوران جلپگوری کو پاکستان کے حوالے کیا گیا۔ اس سلسلے میں جنگ سنگھ نے بیروباری کو بچانے کیلئے ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کیا جبکہ 1959 میں چین کی طرف سے سرحدوں پر در اندازی کے خلاف جنگ سنگھ نے سخت صدا بلند کی جس کے دوران انہوں نے تبت کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ ادھر اس سلسلے میں سال بھر عوامی

جانکاری پروگرام منعقد کرائے گئے۔ سال 1959 میں 27 جون سے 6 جولائی تک پونے میں اسٹڈی ورکشاپ کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس کے دوران ممبران اسمبلی اور ممبران پارلیمنٹ نے شرکت کی۔ 1960 میں 23 سے 25 جنوری تک جنگ سنگھ نے پتمبر داس کی صدارت میں ناگپور میں آٹھویں کانفرنس کا انعقاد کیا جس کے دوران سرکار کو ہندی چینی بھائی بھائی کے نظریے پر خبردار کیا گیا۔ اس دوران سال بھر چین کی جارحیت کے خلاف بھی آواز بلند کی گئی۔ 61-1960 کے دوران 30 دسمبر سے یکم جنوری تک راما راؤ کی سربراہی میں جنگ سنگھ کی نویں کانفرنس منعقد ہوئی جبکہ 1962 میں 19 سے 31 دسمبر تک بھوپال میں معروف لسانیت دان آچاریہ رگھو ویر کی سربراہی میں دسویں کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ 14 مئی 1963 کو بدقسمتی سے آچاریہ رگھو ویر ایک ٹریفک حادثے کے دوران از جان ہوئے جس کے دوران ایک مرتبہ پھر آچاریہ گوش کو ایک مرتبہ پھر صدر منتخب کیا گیا۔ جنگ سنگھ کی گیارہویں کانفرنس 28 سے 30 دسمبر 1963 کو احمد آباد میں آچاریہ دیوا پرشاد گوش کی سربراہی میں منعقد ہوئی۔

1962 کے انتخابات میں جنگ سنگھ کے 14 ممبران پارلیمنٹ منتخب ہوئے اور مجموعی طور پر 6.44 ووٹ بھی حاصل کئے۔ جنگ سنگھ کی تاریخ میں 1964 ایک سنگ میل سے کم نہیں ہے۔ 10 اگست سے 15 اگست تک گوالیار میں جنگ سنگھ کی طرف سے اسٹڈی کیمپ منعقد ہوا جس کے دوران اصول اور پالیسی کا مسودہ مرتب کیا گیا جس میں اٹوٹ انسانیت بھی شامل کی گئی۔ 1964 نومبر میں جنگ سنگھ کی قومی ایگزیکٹیو نے یہ مسودہ منظور کیا جبکہ بارہویں کل ہند کانفرنس بھی اس دوران بچ راج ویاس کی صدارت میں 23 سے 26 جنوری 1965 تک وجے واڑا میں منعقد ہوئی جس کے دوران اعلانا پارٹی کی فلاسفی اور نظریات کو منظر عام پر لایا گیا۔ 1964 میں جنگ سنگھ نے ایٹم بم کو بنانے کا مطالبہ کیا جبکہ 1965 میں پاکستان نے کچھ میں کنجر کوٹ علاقہ پر قبضہ کیا اور بھارت کے خلاف جارحیت جاری رکھی۔ حکومت ہند اگرچہ پاکستان کے ساتھ امن قائم کرنا چاہتی تھی تاہم جنگ سنگھ نے اس کی مخالفت کی۔ جولائی اور اگست میں جنگ سنگھ نے ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا منصوبہ بنایا جبکہ ملک بھر میں ایک لاکھ سے زائد جگہوں پر اس حوالے سے احتجاج کیا گیا۔ 16 اگست کو 5 لاکھ لوگ دہلی میں جمع ہوئے اور ملک کی سیاسی تاریخ میں یہ سب سے بڑا مظاہرہ تھا جس کے دوران حکومت ہند کی طرف سے کچھ ایگریمنٹ کی مذمت کی گئی۔ اس دوران ''فوج نہ ہاری، قوم نہ ہاری، ہار گئی سرکار ہماری'' کا نعرہ بلند کیا گیا۔ وزیراعظم لعل بہادر شاستری کو اس سے ہمت مل گئی اور وہ جنگ کیلئے تیار ہوگئے جس کے بعد یکم ستمبر کو باضابطہ طور جنگ شروع ہوئی۔ جنگ کے دوران جنگ سنگھ نے حکومت اور فوج کے شانہ بشانہ کام کیا اور بھارتی فوج فتحیاب ہوئی۔ روس کی مداخلت سے جنگ بندی کا اعلان کیا گیا اور تاشقند میں ایک کانفرنس بلانے کا فیصلہ بھی کیا گیا تاہم جنگ سنگھ نے اس کی مخالفت کی۔ تاشقند میں شاستری جی نے پاکستان کے ساتھ معاہدے پر دستخط کئے اور جنگ کے دوران بھارتی فوج نے جن علاقوں پر فتح حاصل کی تھی انہیں واپس پاکستان کو دیا گیا اور اسی رات لعل بہادر شاستری دل کا دورہ پڑنے سے تاشقند میں از جان ہوئے۔ بھارتیہ جنگ سنگھ نے تاشقند معاہدے کی مخالفت کی۔ ادھر 1966 اپریل میں سنگھ کی کل ہند تیرہویں کانفرنس جالندھر کے مدھوک علاقہ میں پروفیسر بلراج کی سربراہی میں منعقد ہوئی۔

1967 میں چوتھے عام انتخابات منعقد ہوئے جس کے دوران جنگ سنگھ ملک کی دوسری سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی اور مجموعی طور پر 35 ممبروں نے کامیابی حاصل کی اور اس دوران 9.41 فیصد ووٹ لیکر کانگریس کے بعد دوسری نمبر پر آئے۔ لیجسلیٹو اسمبلیوں میں بھی مجموعی

جانکاری پروگرام منعقد کرائے گئے۔سال 1959 میں 27 جون سے 6 جولائی تک پونے میں اسٹڈی ورکشاپ کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس کے دوران ممبران اسمبلی اور ممبران پارلیمنٹ نے شرکت کی۔1960 میں 23 سے 25 جنوری تک جنگ سنگھ نے پتمبر داس کی صدارت میں ناگپور میں آٹھویں کانفرنس کا انعقاد کیا جس کے دوران سرکار کو ہندی چینی بھائی بھائی کے نظریے پر خبردار کیا گیا۔اس دوران سال بھر چین کی جارحیت کے خلاف بھی آواز بلند کی گئی۔61-1960 کے دوران 30 دسمبر سے یکم جنوری تک راما راؤ کی سربراہی میں جنگ سنگھ کی نویں کانفرنس منعقد ہوئی جبکہ 1962 میں 19 سے 31 دسمبر تک بھوپال میں معروف لسانیت دان آچاریہ رگھو ویر کی سربراہی میں دسویں کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔14 مئی 1963 کو بدقسمتی سے آچاریہ رگھو ویر ایک ٹریفک حادثے کے دوران از جان ہوئے جس کے دوران ایک مرتبہ پھر آچاریہ گوش کو ایک مرتبہ پھر صدر منتخب کیا گیا۔جنگ سنگھ کی گیارہویں کانفرنس 28 سے 30 دسمبر 1963 کو احمد آباد میں آچاریہ دیوا پرشاد گوش کی سربراہی میں منعقد ہوئی۔

1962 کے انتخابات میں جنگ سنگھ کے 14 ممبران پارلیمنٹ منتخب ہوئے اور مجموعی طور پر 6.44 ووٹ بھی حاصل کئے۔جنگ سنگھ کی تاریخ میں 1964 ایک سنگ میل سے کم نہیں ہے۔10 اگست سے 15 اگست تک گوالیار میں جنگ سنگھ کی طرف سے اسٹڈی کیمپ منعقد ہوا جس کے دوران اصول اور پالیسی کا مسودہ مرتب کیا گیا جس میں اٹوٹ انسانیت بھی شامل کی گئی۔1964 نومبر میں جنگ سنگھ کی قومی ایگزیکیٹو نے یہ مسودہ منظور کیا جبکہ بارہویں کل ہند کانفرنس بھی اس دوران بچ راج ویاس کی صدارت میں 23 سے 26 جنوری 1965 تک وجے واڑا میں منعقد ہوئی جس کے دوران اعلانا پارٹی کی فلاسفی اور نظریات کو منظر عام پر لایا گیا۔1964 میں جنگ سنگھ نے ایٹم بم کو بنانے کا مطالبہ کیا جبکہ 1965 میں پاکستان نے کچھ میں کنجر کوٹ علاقہ پر قبضہ کیا اور بھارت کے خلاف جارحیت جاری رکھی۔حکومت ہند اگرچہ پاکستان کے ساتھ امن قائم کرنا چاہتی تھی تاہم جنگ سنگھ نے اس کی مخالفت کی۔جولائی اور اگست میں جنگ سنگھ نے ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا منصوبہ بنایا جبکہ ملک بھر میں ایک لاکھ سے زائد جگہوں پر اس حوالے سے احتجاج کیا گیا۔16 اگست کو 5 لاکھ لوگ دہلی میں جمع ہوئے اور ملک کی سیاسی تاریخ میں یہ سب سے بڑا مظاہرہ تھا جس کے دوران حکومت ہند کی طرف سے کچھ ایگریمنٹ کی مذمت کی گئی۔اس دوران ''فوج نہ ہاری، قوم نہ ہاری، ہار گئی سرکار ہماری'' کا نعرہ بلند کیا گیا۔وزیراعظم لعل بہادر شاستری کو اس سے ہمت مل گئی اور وہ جنگ کیلئے تیار ہو گئے جس کے بعد یکم ستمبر کو باضابطہ طور جنگ شروع ہوئی۔جنگ کے دوران جنگ سنگھ نے حکومت اور فوج کے شانہ بشانہ کام کیا اور بھارتی فوج فتحیاب ہوئی۔روس کی مداخلت سے جنگ بندی کا اعلان کیا گیا اور تاشقند میں ایک کانفرنس بلانے کا فیصلہ بھی کیا گیا تاہم جنگ سنگھ نے اس کی مخالفت کی۔تاشقند میں شاستری جی نے پاکستان کے ساتھ معاہدے پر دستخط کئے اور جنگ کے دوران بھارتی فوج نے جن علاقوں پر فتح حاصل کی تھی انہیں واپس پاکستان کو دیا گیا اور اسی رات لعل بہادر شاستری دل کا دورہ پڑنے سے تاشقند میں از جان ہوئے۔بھارتیہ جنگ سنگھ نے تاشقند معاہدے کی مخالفت کی۔ادھر 1966 اپریل میں سنگھ کی کل ہند تیرہویں کانفرنس جالندھر کے مدھوک علاقہ میں پروفیسر بلراج کی سربراہی میں منعقد ہوئی۔

1967 میں چوتھے عام انتخابات منعقد ہوئے جس کے دوران جنگ سنگھ ملک کی دوسری سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی اور مجموعی طور پر 35 ممبروں نے کامیابی حاصل کی اور اس دوران 9.41 فیصد ووٹ لیکر کانگریس کے بعد دوسری نمبر پر آئے۔لیجسلیٹو اسمبلیوں میں بھی مجموعی

طور پر جنگ سنگھ دوسرے نمبر کی پارٹی بن گئی اور کل ملا کر ملک میں ہوئے انتخابات کے دوران 268 ممبران اسمبلی نے کامیابی حاصل کی ۔ 1967 میں بہار میں پہلی بغیر کانگریس حکومت قائم ہوئی اور جنگ سنگھ اس کا حصہ بنے۔ اس کے بعد پنجاب، دہلی، اتر پردیش، ہریانہ اور مدھیہ پردیش کی حکومتوں میں بھی جنگ سنگھ اہم اکائی کے طور پر شامل ہوئی ۔ 1967 میں ہی 26 سے 30 دسمبر تک کالی کٹ میں بھارتیہ جنگ سنگھ کی چودھویں کل ہند کانفرنس منعقد ہوئی جس کے دوران پنڈت دین دیال اپدھیائی کو صدر منتخب کیا گیا۔ اس موقعہ پر دین دلال جی نے تاریخی خطاب بھی کیا۔ جماعت کے پیچھے کام کرنے والے منظر عام پر آئے تاہم قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور 11 فروری 1968 کو دین دیال نے بھی شہادت نوش کی ۔ پنڈت دین دیال ابدھیائی کی موت ملک کی سیاست میں المیہ سے کم نہیں تھی اور اس کے بعد 1968 میں 13 فروری کو اٹل بہاری واجپائی کو جن سنگھ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس دوران ناگپور میں 8 سے 11 جولائی تک کل ہم ہند خواتین کیمپ منعقد کیا گیا۔ 1969 میں 25 سے 27 اپریل تک جنگ سنگھ کی 15 ویں کل ہم کانفرنس ممبئی میں منعقد ہوئی جس کے دوران ایک مرتبہ اٹل بہاری واجپائی کو صدر منتخب کیا گیا ۔ اس کانفرنس کے دوران ''پردھان منتری کی اگلی باری، اٹل بہاری اٹل بہاری'' کے نعرے بھی بلند ہوئے۔ ادھر 2 جولائی سے 8 جولائی تک کل ہند اسٹیڈی کیمپ بھی رائے پور میں منعقد ہوا ۔ 16 ویں کل ہند کانفرنس پٹنہ میں اٹل بہاری واجپائی کی صدارت میں 1969 میں 28 سے 30 جنوری تک منعقد ہوئی جس کے دوران کانگریس، کیومنسٹ اور مسلم لیگ کے درمیان آپسی ملی بھگت پر ملک کو خبردار کیا گیا اور '3 تلنگے کرتے دھنگے'' کے نعرے بلند کئے گئے ۔ یہ نعرہ ملک بھر میں گونجنے لگا اور لوگوں نے اس کی پذیرائی بھی کی ۔ اس دوران سودیشی پلان کا اعلان بھی کیا گیا اور ایک مرتبہ پھر بھارتیہ کرن کی صدائیں بلند ہونے لگیں ۔ جولائی 1970 میں یہ منصوبہ مکمل روزگار کے ساتھ جوڑا گیا۔

1971 کے عام انتخابات کا منشور ''غریبی کے خلاف جنگ'' اعلامیہ کے بطور منظر عام پر لایا گیا۔ جنگ سنگھ کے قیام کے بعد پہلی مرتبہ یہ جماعت مرکزی حکومت کا حصہ بنی ۔ جنگ سنگھ کے قیام کے بعد پہلی مرتبہ جماعت کے گراف میں پستی نظر آئی اور لوک سبھا میں جہاں ممبران کی تعداد 35 سے گھٹ کر 21 ہوگئی وہیں ووٹوں کی شرح میں بھی کمی دیکھنے کو ملی اور اندرا گادھی کی سربراہی میں کانگریس نے تاریخی فتح حاصل کی ۔ 1971 میں ہی پاکستان نے بھارت پر حملہ کیا اور اس طرح سے بنگلہ دیش جنگ شروع ہوئی ۔ جنگ سنگھ نے ایک مرتبہ پھر فوج اور حکومت کے شانہ بشانہ لڑائی میں شرکت کی اور بھارت کو جہاں بڑی کامیابی حاصل ہوئی وہیں بنگلہ دیش کا قیام بھی عمل میں آیا۔ اس دوران جنگ سنگھ نے دہلی میں ایک بڑا احتجاجی مظاہرہ شروع کیا جس کے دوران بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ 2 اپریل کو جنگ سنگھ نے دوسرے تاشقند معاہدے کی نفی کرتے ہوئے احتجاج کا اہتمام کیا ادھر دلتوں پر تشدد کرنے کے خلاف اٹل بہاری واجپائی نے ممبئی کے ہوتما چوک میں علامتی بھوک ہڑتال بھی شروع کی ۔ جنگ سنگھ نے جنگ میں فتح کے بعد شملہ معاہدے کی مخالفت بھی کی جبکہ راجستھان میں گادراسڑک پاکستان کو واپس کرنے پر اٹل بہاری واجپائی نے گادراروڑ پر ستیہ گرہ شروع کرنے کا اعلان کیا اور اس سلسلے میں شملہ ایگریمنٹ کے خلاف پارلیمنٹ کے سامنے بھی احتجاج بلند کیا۔ 3 اگست کو جگن ناتھ راؤ جوشی نے سیالکوٹ سیکٹر میں ستیہ گرہ شروع کیا جبکہ ڈاکٹر بھائی مہاویر نے گجرات کے سونام میں اسی طرح کا ستیہ گرہ شروع کیا۔ 15 اگست کو جنگ سنگھ نے آروبندو صدی کے موقعہ پر اکھنڈ بھارت دیوس منایا۔ 1971 میں پاکستان پر بھارت کی فتح نے اندرا گاندھی کو مغرور بنایا جبکہ ان کے اقتدار میں کورپشن نے ہر جگہ پنجے گاڑ دیئے ۔ 1972 میں 18 ویں کانفرنس کانپور میں لعل کرشن ایڈوانی کی

صدارت میں منعقد ہوئی۔اس دوران بھارت بھر میں تیزی سے کئی مہمیں شروع ہوئیں جن میں سے گجرات میں نونرمان تحریک اور بہار میں سماگرہ کرانتی بھی شامل ہے۔ بابو جے پرکاش نارائن ان تحریکوں کے لیڈر بن گئے۔ اکھل بھارتی ودھیہ پریشد اس تحریک کو صف اول سے قیادت کر رہی تھی جبکہ جنگ سنگھ بھی تحریک کا ساتھ دے رہی تھی۔اس دوران نانا جی دیش مکھ نے جے پرکاش نارائن کو سامنے لانے میں ایک اہم رول ادا کیا جبکہ لعل کرشن ایڈوانی جو کہ جنگ سنگھ کے دوسری مرتبہ صدر بنے تھے، نے بھی جے پرکاش نارائن کو 19 ویں کل ہند کانفرنس جو 1973 میں 7 مارچ کو منعقد ہو رہی تھی، میں دعوت دی گئی۔اس موقعہ پر جے پرکاش نارائن نے کہا کہ اگر جنگ سنگھ فسطائی تنظیم ہے تو میں بھی فسطائی ہوں۔

کانگریس کو مرکز میں منعقد ہونے والی ضمنی انتخابات میں شکست ہوئی اور راج نارائن کی طرف سے الہ آباد ہائی کورٹ میں پیش کی گئی درخواست پر عدالت، نے اندرا گاندھی کو نااہل قرار دیتے ہوئے انہیں انتخابات لڑنے کی اجازت نہیں دی۔ادھر 1975 میں 25 جون کو درمیانی شب سے ملک بھر میں ایمرجنسی کا اعلان کیا گیا اور جمہوریت کو دبایا گیا۔میسا قانون کے تحت تمام لیڈروں کو یا تو جیلوں میں بھرا گیا وہ از خود زیر زمین زندگی گزارنے لگے۔آر ایس ایس پر پابندی عائد کی گئی۔ادھر آئندہ برس عام انتخابات منعقد ہونے والے تھے تاہم آئین میں ترمیم کر کے لوک سبھا کی مدد کار میں ایک سال کی توسیع کی گئی جس کے بعد فطری طور پر انتخابات بھی نہیں ہوئی۔بابو جے پرکاش نارائن نے لوک سنگھرش سمیتی کی ذمہ داری نانا جی دیش مکھ کو سونپ دی۔ ملک بھر میں تحریک نے دوام پکڑا جس کے دوران کثیر تعداد میں لوگوں کو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔بھارتیہ جنگ سنگھ کے کارکنوں اور آر ایس ایس کے سوئم سویک ان تحاریک میں صف اول پر نظر آنے لگے۔1977 میں عام انتخابات ہوئی اور یہ ایک خاموش انتخاب تھا۔ان انتخابات میں نہ صرف کانگریس بلکہ اندرا گاندھی اور ان کے فرزند سنجے گاندھی کو انتخابات میں بری طرح سے شکست ملی اور پہلی مرتبہ جنتا پارٹی کانگریس سے انتخابات میں سبقت حاصل کر گئی۔جے پرکاش نارائن کی لیڈرشپ میں بھارتیہ جنگ سنگھ، سماج وادی پارٹی، بھارتیہ لوک دل اور کانگریس آرگنائزیشن نے ایک ہی جماعت تشکیل دی تھی۔انتخابات کے بعد 23 مارچ 1977 کو ایمرجنسی کو ختم کرنے کا اعلان کیا گیا اور جنگ سنگھ جنتا پارٹی میں ضم ہوگئی۔اس موقعہ پر نئی تشکیل پانے والی حکومت میں جنگ سنگھ کے 3 لیڈر شامل ہوئے۔جنتا پارٹی اندرونی خلفشار اور اقتدار سیاست کا نشانہ بن گئی کیونکہ دوہری ممبر شپ کے سوال جنگ سنگھ کے ممبران کے خلاف اٹھنے لگے۔جنتا پارٹی نے جنگ سنگھ کو ہدایت دی کہ وہ یا تو جنتا پارٹی سے بے دخل ہو جائیں یا آر ایس ایس کے ساتھ اپنے رشتے ختم کرے۔اس معاملے پر جنگ سنگھ کے لیڈروں نے جنتا دل کو چھوڑ دیا اور 6 اپریل 1980 کو 5 وعدوں کی بنیاد پر بھارتیہ جنتا پارٹی کی داغ بیل ڈال دی۔1980 کے ضمنی انتخابات میں اندرا گاندھی نے فتح حاصل کی تھی جبکہ جنتا پارٹی منقسم ہونے کے بعد ایک مرتبہ پھر کانگریس کے ساتھ لڑنے کیلئے بغیر کانگریس جماعتوں کو یکجا کرنے کی پہل شروع ہوئی۔ جنگ سنگھ کے لیڈروں کو اگرچہ ایک مرتبہ دھوکہ دیا گیا تھا وہ دوسری مرتبہ اس اتحاد میں شامل ہونے پر زبردست محتاط تھے اور یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ اگر وہ اس اتحاد میں شامل ہوئے تو ان کی شناخت بھی مسخ ہو سکتی ہے۔1984 میں اندرا گاندھی کو اپنے ذاتی محافظ نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جس کے بعد سکھ مخالف دھنگے شروع ہوئے۔جن سنگھ اور آر ایس ایس کارکنوں نے متحرک ہو کر سکھوں اور ہندوؤں کے درمیان تفرق پیدا کرنے کی کوششوں کو ناکام بنانے کی پہل کی۔ادھر 31 اکتوبر کو صدر ہند یعنی زیل سنگھ نے راجیو گاندھی کو 31 اکتوبر کو حلف

دلایا اور اس کے ساتھ ہی لوک سبھا انتخابات کا اعلان بھی کیا گیا۔ اندرا گاندھی کو قتل کرنے سے کانگریس کو ہمدردی حاصل ہوئی اور پہلی مرتبہ بھارتیہ جنتا پارٹی کو انتخابات میں صرف 2 نشستیں حاصل ہوئیں۔

انتخابات کے نتائج ظاہر ہونے کے بعد بی جے پی نے پارٹی کے کام کاج کا جائزہ لیا اور ایک کارگزار ٹیم کرشن لعل شرما کی قیادت میں تشکیل دی گئی جنہوں نے اٹوٹ انسانیت کا نظریہ ایک مرتبہ پھر سامنے لانے کی تجویز پیش کی اور اس کو ہی بنیادی نظریہ واصول بنانے کی وکالت کی۔ 1985 اکتوبر میں قومی ایگزیکٹو کی میٹنگ گاندھی نگر میں منعقد ہوئی جس کے دوران اٹوٹ انسانیت کو پارٹی کے آئین میں شامل کیا گیا۔ اس دوران بی جے پی کو کارکنوں پر مبنی ایک جماعت بنانے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ 1986 میں بی جے پی کی قیادت لعل کرشن ایڈوانی کو سونپی گئی۔ راجیو گاندھی سیاست میں معروف ہو چکے تھے اور انہیں مسٹر کلین کے نام سے جانا جانے لگا تھا اور بی جے پی سیاست میں سائیڈ لائن ہو گئی تھی تاہم یہ حقیقت نہیں تھی۔ 1987 میں بوفورس گھپلہ منظر عام پر آیا جس میں سینئر وزیر وی پی سنگھ نے پارٹی سے کنارہ کشی اختیار کی اور مسٹر کلین کی شبیہ بھی خراب ہو گئی۔ شہاب بانو کیس میں بھی اقلیتوں کا ووٹ بنک سیاست بے نقاب ہو چکا ہے جبکہ بی جے پی کارکنوں نے اس مسئلے پر مختلف پروگرام منعقد کر کے عوام میں بیداری لائی اور مشترکہ سیول کوڈ کا مطالبہ ایک بار پھر دہرایا۔ 1988 جنوری میں بی جے پی نے راجیو گاندھی سرکار کو مستعفی ہونے کا مطالبہ کرتے ہوئے انتخابات کی آواز بلند کی اور اس سلسلے میں ملک بھر میں ستیہ گرہ منعقد ہوئے۔ 1988 میں 3 مارچ کو لعل کرشن ایڈوانی ایک مرتبہ پھر بی جے پی کے صدر منتخب ہوئے جبکہ اگست 1988 میں نیشنل فرنٹ کا قیام عمل میں لایا گیا اور این ٹی راما راؤ اس کے صدر اور وی پی سنگھ کنوینئر منتخب ہوئے۔ اس طرح سے ایک مرتبہ پھر جنتا دل کا وجود عمل میں لایا۔ 1989 کو 25 ستمبر بی جے پی اور شیو سینا کے درمیان اتحاد قائم کیا گیا اور راجیو گاندھی کی حکومت کو باہر کا راستہ دکھایا گیا۔ 1984 کے انتخابات میں بی جے پی کو صرف 2 نشستیں حاصل ہوئی تھیں تاہم اب ان کی تعداد 86 تک پہنچ گئی تھی۔ بوفورس مسئلے کے ساتھ ہی بی جے پی نے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے سب کیلئے انصاف کا نعرہ بلند کیا اور اس دوران لعل کرشن ایڈوانی پہلی مرتبہ لوک سبھا ممبر کیلئے منتخب ہوئے۔ جون 1989 میں ہماچل پردیش کے پالم پور میں قومی ایگزیکٹو میٹنگ کے دوران اس بات کا فیصلہ لیا گیا کہ بی جے پی رام جنم بومی تحریک کی حمایت کرے گی کیونکہ یہ قومی تہذیب کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ بی جے پی نے اس کو نام نہاد سیکولرازم اور اصل حقیقت ومذہب کے احترام کے درمیان تنازعہ قرار دیا۔ اس سلسلے میں لعل کرشن ایڈوانی نے سومناتھ مندر سے پنڈت دین دیال اوپدیائی کے یوم پیدائش 25 دسمبر کے موقعہ پر رام رتھ یاترا برآمد کی اور اس کو 30 اکتوبر کو اجودھیہ پہنچنا تھا تاکہ یہ کارسیوا میں شمولیت کر سکیں۔ رتھ یاترا کو لوگوں کی طرف سے کافی پذیرائی اور ہمت حاصل ہوئی تاہم 23 اکتوبر کو رتھ یاترا کو بہار میں سمستی پور کے نزدیک روکا گیا اور لعل کرشن ایڈوانی کو 5 ہفتوں تک نظر بند رکھا گیا۔ ادھر حکومت کی طرف سے تمام ہدایات کو نظرانداز کرتے ہوئے 30 اکتوبر کو کارسیوا شروع کی گئی۔ چندر شیکھر بھارت کے وزیراعظم بن گئے اور انہوں نے اجودھیا معاملے کو ایمانداری کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی تاہم وہ اس میں ناکام ہوئے۔ ادھر راجیو گاندھی نے صرف 7 ماہ کے بعد اس حکومت سے اپنی حمایت واپس حاصل کی۔ اتر پردیش اسمبلی انتخابات میں 1991 میں بی جے پی نے کامیابی حاصل کی تھی اور کلیان سنگھ وزیراعلیٰ بن گئے۔ ادھر لوک سبھا انتخابات سے قبل ہی راجیو گاندھی کو بھی قتل کیا گیا اور ایک مرتبہ پھر کانگریس کو لوگوں کی ہمدردی حاصل ہوئی تاہم بی جے پی اس دوران 86 سے بڑھ کر 119 تک پہنچی۔ پی وی نرسیما راؤ کی

قیادت میں کانگریس نے حکومت بنائی تاہم اس دوران بھی رام مندر کا مسئلہ حل نہیں ہوا اور کارسیوکوں نے 6 دسمبر 1992 کو بابری ڈھانچہ کو منہدم کیا۔

1996 اور 1998 کے بعد 1999 میں تین انتخابات ہوئے جس کے دوران بی جے پی سب سے بڑی انفرادی جماعت کے بطور سامنے آئی۔ اٹل بہاری واجپائی پہلی مرتبہ 13 دنوں جبکہ دوسری مرتبہ 13 ماہ اور اس کے بعد ساڑھے 4 برسوں کیلئے بھارت کے وزیراعظم بن گئے۔ یہ صرف بی جے پی ہی نہیں بلکہ قومی جمہوری اتحاد کی حکومت تھی تاہم این ڈی اے نے 2004 کے انتخابات میں شکست حاصل کی۔ 10 برسوں کیلئے پارٹی نے متحرک حزب اختلاف کا رول بھی نبھایا۔ سال 2014 کے پارلیمانی انتخابات میں نریندر مودی کی لیڈرشپ میں پہلی مرتبہ بی جے پی کو مکمل اکثریت حاصل ہوئی جو فی الوقت بھارت کو شاندار بنانے کی کوشش بھی جاری ہے وہی سب کا ساتھ سب کا وکاس کا نعرہ بلند ملک کی تعمیر کیلئے بلند کیا گیا ہے۔ امیت شاہ کی سربراہی میں بی جے پی دنیا کی سب سے بڑی سیاسی جماعت بھی بن گئی ہے اور ممبران کی کل تعداد 11 کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔

ACHIEVEMENTS OF GOVT

ہماری حکومت کی کارکردگی

ہمارے واعدے ہمارے عزائم ،لوک سبھا انتخابات 2014 کا منشور

فیصلوں اور پالسیوں کی تیزی

اعتباریت اور بھروسوں کی بحالی

ہم قومی ترقی کا ماڈل تیار کریں گے جو ریاستوں میں لاگو کیا جائے گا

شمالی مشرق ریاستوں کو مین اسٹریم سے جوڑا جائے گا

شراکتی جمہوریت کی تعمیر

سماجی تحفظ اسکیموں کو مزید بامعنی بنایا جائے گا

جنوبی ایشاء کی سارک اور علاقائی فورموں کو مظبوط و مستحکم بنایا جائے گا جبکہ برانڈ انڈیا کی تشکیل دی جائے گی۔

ہماری طرز حکومت کی خصوصیات

ماحولیاتی تبدیلی

غریبوں اور ناداروں کی حکومت

حکومت جو فیصلہ سازی کی اہل ہو

ترقی ۔اجتماعی تحریک

نئی سوچ ،نئی بصیرت

ماحولیاتی تبدیلی

عام آدمیوں کے اصل نمائندوں کی حکومت

ورک کلچر کی تبدیلی

رشوت سے پاک انتظامیہ

حساس اور جوابدہ حکومت

ماں باپ حکومت سے پالیسی کی بنیادوں تک کی سرکار

حقوق اور بااختیاری

مفلسوں اور احساس محرومیت کے حامل لوگوں کی حکومت

پردھان منتری جن دھن یوجنا۔تقریباً14 کروڑ بنک کھاتے

پردھان منتری جیون جوتی بیمہ پلان

سیکورتی انشورنس اسکیم

اٹل پنشن اسکیم

ایک ہزار روپے کا کم از کم پنیشن کی فراہمی

بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑاؤ مہم

سوکنیا سمردھی یوجنا

2022 تک ہر ایک کیلئے مکان

ہر ایک اسکول میں بیت الخلاء کی سہولیات

دین دیال دیہی جیوتی یوجنا

فیصلہ سازی کیلئے اہل حکومت

تیز فیصلے۔۔۔

منی پور حملے کا سرعت سے ردعمل

نیپال اور یمن میں امدادی کام

راتوں رات مالدیپ میں صاف پانی کی سپلائی

سیکورٹی اور اسٹرا ٹیجیک پروجیکٹوں کیلئے ماحولیاتی ترخیص

بڑی سوچ۔۔۔۔

سمارٹ سٹی اور امرُت

مدرا بنک

باہنر بھارت اور میک ان انڈیا، بلیٹ ترین

یوگا ڈے

ترقی۔ایک اجتماعی تحریک

سوچھ بھارت مہم، وزیر اعظم کی طرف سے معروف شخصیات کی نامزدگی

بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑاؤ مہم۔۔آزادی کے بعد سب سے بڑی پہل

بیٹی کے ساتھ عکاسی از خود

ایل پی جی چھوڑ دو

نئی تکنیکوں میں لوگوں کی شرکت

نئی سوچ نئی بصیرت

www.mygov.in

خیالات اور نوآوری کا بنک

سوئیل ہیلتھ کارڈ

ڈیجیٹل انڈیا

آیوش وزارت

لائف سرٹیفکیٹ پورٹل

ڈونر منسٹری،، حکومت آپ کی دہلیز پر

بی جے پی واین ڈے اے کے وزیر اقتدار ریاستیں

گجرات---1998 سے آگے

چھتیس گڑھ 2003 سے آگے

مدھیہ پردیش 2003 سے آگے

پنجاب 2007 سے آگے

گوا 2012 سے آگے

راجستھان 2013 سے آگے

مہاراشٹرا 2014 سے آگے

جموں کشمیر 2015 سے آگے

جھارکھنڈ 2010 سے آگے

ہریانہ 2014 سے آگے

ہریانہ

چیف منسٹر کھر کی یوجنا

دیہی سیکریٹریٹ

نئی صنعتی پالیسی

ادھار کی سرعت کے ساتھ راجسٹریشن

گاؤ ہتھیا پر پابندی

مدھیہ پردیش

آؤ، چلو مدھیہ پردیش کو بنائے مہم

7/12 سرٹیفکیٹ ایک کروڑ 20 لاکھ کسانوں کی دہلیز پر

وزیر اعلیٰ ہیلپ لائن ۔۔ 181

سونگرافی مشین ٹریکر سسٹم

چھتیس گڑھ

قبائلی نوجوانوں کیلئے جامع ہنر اسکیم

27 اضلاع میں پیشہ وارانہ کالج

پسند۔۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بنیادوں پر سروس کی باہمی

عالمی صحت کوریج۔۔ وزیر اعلیٰ انشورنس اسکیم

مارا شٹرا

جل یکتا شیورا بھیان

پبلک سروس گارنٹی ایکٹ

گاؤ ہتھیا پر پابندی

ٹول پر کنٹرول

بجلی فیس میں کمی

جھارکھنڈ۔۔

دریائے ہار مر کی بحالی۔

ہر ایک ڈویژن میں انسداد کورپشن بیورو

نئی راجدھانی کی تعمیر

اراضی دستاویزات اور نقشہ جات کی کمپیوٹرائزیشن

راجستھان۔۔۔

مزدور اصلاحات

نئی کان کنی پالیسی

تعلیمی پالیسی میں اصلاحات

ریونیو عدالت آپکی دہلیز پر

گجرات

وزیراعلیٰ مکانات اسکیم

صنفی بجٹ

سموادھ سھتو (ہر تحصیل میں حکومت لوگوں کی دہلیز پر)

خواتین کیلئے صحت کی مفت جانچ

غیر تسلیم شدہ مزدوروں کی فلاح ایک ہی چھت کے نیچے

جموں کشمیر۔۔

تجارت کی سہولیات۔۔صنعت کیلئے جامع سہولیات

بجلی چوری کو روکنے کیلئے کوششیں

سیاحت کو ریاست کے تینوں خطوں میں فروغ دینے کی پہل

گوا۔۔۔

افراط زر میں کمی کے دوران خواتین کو رعایت

دیانند سوشل سیکورٹی اسکیم کی اصلاح

لاڈلی لکشمی یوجنا کی وسعت

شکریہ

कार्य पद्धती
WORKING PROCEDURE

بی جے پی کا کام کرنے کا طریقہ

ہمارا کام قوم کی خدمت اور قوم کی ترقی ہے۔ ہم ۱۹۵۱ سے کام کرتے چلے آرہیں ہیں۔

۱۔ ہماری سوچ

۲۔ ہمارے کام کرنے کا طریقہ۔

۳۔ قوم کی ترقی کے لیے لگاتار کوشش۔

ان تین چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں بہت سے مشکلات کا سامنا کیا ہے۔ ہماری پارٹی جس کامیابی کے مقام پر پہنچی ہے اس کے کچھ اہم سیاسی وجوہات ہیں۔ سماجی بیداری لوگوں کی شمولیت اور بھی کچھ خاص وجوہات شامل ہیں۔ ہمارے کام کرنے کا طریقہ دوسروں کے کام کرنے کے طریقے سے بلکل مختلف ہے۔ ہم لوگوں اور پارٹی کا کنان کو ساتھ لے کر کام کرتے ہیں۔ کاندھے سے کاندھا ملا کر کام کرنے کی وجہ سے ہی ہم اِن بلندیوں پر پہنچ گیے ہیں۔

اگر ہمیں کوئی ضروری فیصلہ لینا ہو تو ہم پہلے صلح و مشورہ کرتے ہیں۔ کیونکہ صلح و مشورہ کرنے سے ہی مسائل کا صحیح حل نکلتا ہے۔

بات چیت ہر مسلے کا حل ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ بات چیت کے لیے ہم پہل کرینگے ہمیں دوسرے کا کبھی بھی اِنتظار نہیں کرنا چاہے کہ جب وہ ہماری اور بڑے گا تب ہی ہم اُس کے قریب جاینگے بلکہ ہمیں خد ہی دوریاں مِٹا کر دوسرے کے قریب جانا چاہے بہت ہی اہم چیز جو سیاسی پارٹیوں میں ہونی چاہے وہ ہے کوئی اہم فیصلہ لینے کی صلاحیت۔ اہم فیصلے لیتے وقت پارٹی کے تمام چھوٹے سے بڑے کارکن لے کر بڑے سے بڑے لیڈر کی رائی لینی ضروری ہے۔ اُسی سے فیصلے مظبوط اور صحیح ہو

ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وقت وقت پر مشورے بھی بہت ضروری ہیں۔ ہماری پارٹی کا اصول ہے کی ہم ہر سطح پر مشورہ کرتے ہیں چاہے وہ عام ووٹر کی سطح پر ہو یا پارٹی کا بڑے سے بڑا لیڈر کی سطح پر ہو۔ اور ایک اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنی پارٹی کے تمام کارکنوں کی ترقی اور فائیدے کے لے ہمیشہ اُن کے ساتھ رہتے ہے۔ ہم کارکنوں کی جانکاری اور ان کے کام میں بہتری کے لے اُن کو بہت سے تربیتی پروگرام مناقد کرتے ہے۔ جن میں ان کو پارٹی کے لے نئے منسوبوں کے بارے میں جانکاری دی جاتی ہیں۔

ہم سب کو یہ بات ذہن مین رکھنی چاہے کہ اکیلا انسان کبھی بھی مکمل نہیں ہوتا ہے۔ لیکن جب ہم ایک دوسرے کے ساتھ کاندھے س کاندھا ملا کر چلا ینگے تو ہم ترقی کی نئی اونچایوں کو چھو سکیں گے۔ ہمیں ساتھ ساتھ چلنا پڑیگا تب ہی ہم ترقی کر سکیں گئے۔ اسی لئے ہمارا کام کرنے کے تریقے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

ا۔ ایک دوسرے سے تالمیل

۲۔ سب لوگوں کی کچھ نہ کچھ خصوصیت ہوتی ہیں۔

۳۔ کام سے پہلے صلاح مشورہ۔

۴۔ ہمیں اپنے لئے سخت ہونا چاہے مگر پارٹی کارکنوں کئے لئے بہت ہی نرم رہنا چاہیے۔

بات چیت صلاح مشوارہ فیصلہ لینے کی صلاحیت کارکنان کی بہالی تربیتی پروگرام۔ اپنی گلتی ماننا آگئے بڑھنے کی لگن ایسی اہم باتیں ہیں۔ جن سے کام وکاج میں بہتری آتی ہے۔

یہ سب چیزیں ہماری پارٹی کو دوسری سیاسی پارٹیوں سے علحیدہ کر دیتی ہیں۔ اور ہمارا یہی نارہ ہے

سب کا ساتھ سب کا وِکاس۔

ہر ہاتھ کام ہر کھیت پانی ہر گاوں سڑک ہر پردیش ریل۔

SOCIAL MEDIA

سیاسی کاموں کیلئے سماجی میڈیا

سوشل میڈیا کیا ہے؟

میڈیا روابط کا ایک آلہ ہے اور سماجی میڈیا سوشل روابط کا ایک ذریعہ ہے، سوشل میڈیا کمپیوٹر اور انٹرنیت کی وساطت سے ایک دوسرے سے جڑنے، روابط بنانے، اپنے تجربوں کے بارے میں جنکاری فراہم کرنے اور اپنا نظریہ وفکر ایک دوسرے تک پہنچانے کے علاوہ تصاویر پہنچانے اور روزمرہ کے حالات میں باخبر کرنے ذریعہ بھی ہے۔ سوشل میڈیا کی اصطلاح کو اگر 2 حصوں میں تقسیم کیا جائے تو یہ سوشل یعنی سماجی، کینوکہ ایک انسان سماج کا حصہ ہوتا ہے اور ثانیاً یہ کہ میڈیا کیونکہ ایک شخص دوسرے لوگوں کو ویب پر تشہیر اور تحریر کے ذریعے ہی جڑتا ہے اور ان کے ساتھ رابطہ میں رہتا ہے۔ اگرچہ اس سے انفرادی طور پر بھی ایک دوسرے کے ساتھ لوگ جڑتے ہیں تاہم عمومی طور پر اجتماعی طور پر لوگون تک اپنی بات پہنچائی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا پر جو جس کسی بھی چیز کی تشہیر کی جائے وہ عام لوگوں تک پہنچتا ہے اور آن لائن لوگ اس سے باخبر رہتے ہیں۔ سماجی میڈیا چوبیسوں گھنٹوں مہیا رہتا ہے اور اس سے لوگ استفادہ حاصل کرتے ہیں جبکہ جسمانی طور نہ پہنچنے اور وقت کی کمی کے باعث بھی لوگ ایک دوسرے کے ساتھ آسانی کے ساتھ جڑتے ہیں۔

سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کیا ہے؟

اس وقت ہزاروں سماجی نیٹ ورکنگ سائٹس موجود ہے جبکہ کئی ایک سے کروڑوں لوگ بھی جڑے ہوئے ہیں اور کچھ غیر معروف ہے۔ مندرجہ ذیل کچھ سماجی سائٹس کی مثالیں ہے جو لوگوں میں بہت معروف ہے۔

فیس بک معروف مفت سماجی نیٹ ورک ویب سائٹ ہے جو ممبران کو اپنے بارے میں مفت پروفائل اپ لوڈ کرنے کے علاوہ تصویر، ویڈیو اور پیغامات تحریر کرنے کی سہولایت فراہم کرتی ہے اور اس سے دور دراز علاقوں مین موجود اپنے دوستوں اور رشتہ داروں تک اپنے من کی بات پہنچنے کا استفادہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ فیس بک بھارت اور بیرون دنیا میں بہت معروف ہے۔

ٹویٹر مفت میکرو بلانگ سہولیت ہے جو ممبران کو چھوٹے پیغامات درج کرنے یا نشر کرنے کی سہولیت فراہم کرتی ہے جنہیں ٹویٹر کہتے ہیں۔ ٹویٹر کے ممبران ایک دوسرے کے پیغامات کو پڑنے اور دیگر آلات سے جڑنے کی بھی سہولیت فراہم کرتی ہے۔

گوگل پلس ایک سوشل نیٹ ورکنگ پروجیکٹ ہے جس سے ایک دوسرے سے آف لائن بھی دیگر نیٹ ورکنگ کے مقابلے میں لوگ جڑ سکتے ہیں۔

وٹس آپ جدید اور انڈروائڈ موبائل فونوں کی ایک پیغامات کی اپلیکیشن ہے۔ اس کو انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دوسرے سے جڑا جاسکتا ہے اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے علاوہ دیگر لوگوں تک تحریری ونشری پیغامات کے علاوہ ویڈیو اور تصاویر بھی ارسال کر سکتے ہیں۔ اس سے گروپ میں آپسی بات چیت کا فائدہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بھارت میں ٹیکنالوجی کا دخول

انٹرنیٹ کا استعمال ۔۔ 25 کروڑیا 20 فیصد لوگ

بھارت میں موبائل فونوں کی تعداد ۔۔ 96 کروڑ

بھارت میں فیس بک استعمال کرنے والوں کی تعداد ۔۔ 11 کروڑ

بھارت میں ٹیویٹر استعمال کرنے والوں کی تعداد ۔۔ 2 کروڑ

سماجی میڈیا کو استعمال کرنے کے فوائد

سماجی میدیا استعمال کرنے کے کئی ایک فائدے ہیں جن میں سے کچھ ایک یہ ہے

یہ مفت ہے

آپ کے پاس کثیر سامعین ہے

یہ ایک اور رابطہ آلہ ہے جس کو متبادل طریقے پر روایتی طور پر قابل استعمال لایا جاسکتا ہے۔

آپ بہ آسانی اپنے ہدف کے ساتھ جڑ سکتے ہیں۔

وئب پر آپکی جسمانی موجودگی ظاہر ہوتی ہے۔

آپ کو بروقت اطلاعات فراہم ہوتے ہیں۔

آپ کسی بھی وقت اپنے من موافق دن رات اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں اور سماجی وسیاسی ضروریات کو پورا کرسکتے ہیں۔

سماجی میڈیا موثر کیوں ہے

مین اسٹریم میڈیا تعصبات سے بھرپور ہے۔

لوگ اپنی انگلیوں کی نوک پر اطلاعات حاصل کرنے کی تلاش میں رہتے ہیں۔

سوشل میڈیا نے بھارت کے نوجوانوں کے تصور پر قبضہ کیا ہے جبکہ 2014 کے پارلیمانی انتخابات کے علاوہ دیگر الیکشن میں بھی اس کی عکاسی ہوئی۔

سماجی میڈیا کے فوری عمل سے متعلق حکمت عملی

سب سے قبل خود سے ہی سوال کرنا ہے کہ سوشل میڈیا کس مقصد کیلئے 3 یا چھ یا ایک سال کے دوران استعمال میں لایا جارہا ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ

کثیرالاتعداد پیروکار یا عوام بنیاد اس سے جڑے ہوئے ہیں
کچھ لوگوں کی تعداد مواصلات روابط اور عکس کیلئے شامل حال ہے
عزت و احتشام بنانے کیلئے، آپکے شعبے سے متعلق ماہرین سے استفادہ حاصل کرنے کیلئے
کچھ لوگوں کی توجہ آپ کی اپنی ویب سائٹ مبذول کرانے کیلئے۔۔

اس کے بعد خود سے سوال کریں

سماجی میڈیا کو استعمال کرنے کا میرا مقصد کیا ہے
میں کیا حاصل کرنے کی امید رکھتا ہو۔
میرے مطلوبہ نتائج کیا ہے۔

مواد کی منصوبہ کیلئے حصولیابی

اپنے کام یا افارمیشن سے متعلق مواد کی تشہیر ہی آپکی کامیابی کا اصل زینہ ہے اور اس سے اصل بحث کا آغاز کرنے کی صلاحت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ آپ استعمال شدہ مواد، ویب سائٹوں، موضوعات اور انفارمیشن کی فہرست تیار کر سکتے ہو اور اس وسائل کی فہرست بھی تیار کر کے اپنے پاس محفوظ رکھا جائے تاکہ آپ کے بعد سوشل میڈیا میں اپکی ٹیم میں سے کو اس کو ضرورت کے موقعے پر اپ ڈیٹ کر سکیں۔

بی جے پی کی طرف سے استعمال میں لائی جانے والی کچھ وسائلی لنکس

پارٹی رسمی لنکس

وٹس آپ نمبر 9650000272
بی جے پی ویب سایٹ www.bjp.org
بی جے پی فیس بک پیج www.facebook.com/bjp4india
بی جے پی ٹیویٹر اکونٹ www.twitter.com/bjp4india
بی جے پی یوٹیوب چینل (ویڈیو کیلئے) www.youtube.com/user/bjp4india
فیلکر (فوٹو کیلئے) www.flicker.com/photo/bjp4india
بی جے پی آفیشل ایپ پی
android:https://play.google.com/store/apps/details?id=com.bjp
ios:https://itunes.apple.com/in/app/bjp-for-india/id388956261?mt=8

حکومتی لنکس

وزیراعظم کی ویب سائٹ www.pmindia.gov.in

حکومت اور وزیراعظم کیلئے ویب سائٹ برائے آرا، و تجویز www.mygov.in

وزیراعظم کا فیس بک پیج www.facebook.com/PMOIndia

وزیراعظم کا ٹویٹر اکونٹ www.twitter.com/pmoIndia

لیڈروں کا پیج

شری نریندر مودی www'.facebook.com/narendramodi

شری امیت شاہ www.facebook.com/Amitshahofficial

مصروفیت کے ضوابط اور آن لائن آداب و تحفظ عزت

اپنے مواد کو بہتر بنائے کیونکہ آپ جو بھی چیز پوسٹ کریں گے وہ ہمیشہ وہی رہے گی اور اسکا تفکر ہمیشہ آپ کے ساتھ جڑا رہے گا۔ اس لئے ان چیزوں سے خبردار رہے کہ جو تحریر یا پوسٹ عوام یا لوگوں کے سامنے نہیں کہہ سکتے یا اسکا اظہار کر سکتے ہیں اس کو پوسٹ نہ کریں۔ جب کوئی شبہ ہو تو آرٹیکل یا مضمون کی لنک اس میں شامل کریں۔

سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کیلئے کچھ بنیادی رہنمائے خطوط

پارٹی اور اسکے عہداروں کو کبھی بھی تنازعہ میں نہ ڈالے

کسی بھی شخص کو نقصان نہ پہنچائے

دوسری جماعتوں کے کارکنوں یا دیگر لوگوں کے ساتھ بحث مباحثہ کے دوران معقول منطق اور جواز کا استعمال کریں اور غیر ضروری مباحثوں کو ترک کریں

تمام آراؤں، اعتراجات، شکایات کا مقابلہ اس طرح سے کریں جیسا کہ وہ شخص آپ کے سامنے ہو۔

CHALLENGES

دن دیال اُپادھیائے پراشکشن مہا ابھیان

بنکٹ ھال سرینگر

16 اگست 2015

بیرونی مشکلات

☆ بھارت کا چین اور پاکستان کے ساتھ ایک مسلسل سرحدی تنازعہ جاری ہے۔اور یہ دونوں ممالک سرحد کے ساتھ ساتھ گھریلو محاذ پر بھی بھارت کے لئے پریشانی پیدا کرنے کے لئے کوشش کرر ہے ہیں۔

☆ یہ دونوں ممالک یعنی چین اور پاکستان آپس میں سیاسی سمبندھ اسی لئے بنائے ہوئے ہیں تا کہ بھارت کونقصان پہنچایا جائے اوراس ابھرتی ہوئی طاقت یعنی بھارت کوخوفزدہ کیا جائے۔

☆ یہ دونوں ممالک جوہری ہتھیاروں کے پہلے استعمال نہ کرنے کا اعلان کرنے کے لئے تیار بھی نہیں اس کے برعکس بھارت جوہری ہتھیاروں کے پہلے استعمال نہ کرنے کے لئے وعدہ بند ہے اور مصروف عمل بھی۔

پاکستان(Pakistan)

☆ پاکستان کی پشت پناہی والی دہشت گردی نے بھارت میں ہزاروں جانیں ضائع کیں اور یہی ملک دہشت گردی کے ۔۔نڑوں ماڈیول ملک کے اندر ہونے کے لئے جانا جاتا ہے۔دنیا نے زیادہ تر دہشت گردی کا منبع ہونے کے طور پر پاکستان کو قبول کیا ہے اور یہیں کے کئی حصوں میں دہشت گردی برآمد کرر ہا ہے۔اسی ملک نے بھارتی سرحد پار دہشت گردی کیمپوں کو پناہ دے رکھی ہے۔اسی نے داؤد اور یعقوب اور دہشت گردوں کی پشت پناہی کی اور ہمیشہ امن معاہدوں کی خلاف ورزی کی اور مذاکرات کی میز پر اپنے عزم سے منہ موڑا۔

☆ پاکستان کی پشت پناہی والے دہشت گردی کے ماڈیولز سے نمٹنے کے لئے 26/11 کے حملوں میں ملوث ملزموں کو واپس لانے کے لئے اور بالخصوص جموں کشمیر میں پاکستان کی طرف سے کی جانے والی سرگرمیوں کے لئے بھارت ۔ یہ قومی وسائل پر بہت زیادہ دباؤ پڑتا جار ہا ہے۔

☆ یہاں تک کہ پاکستان بھارت کوسب سے زیادہ پسندیدہ ملک کا اعزاز عطا کرنے کو بھی تیار نہیں ہے۔اگر چہ بھارت نے اقتصادی تعاون میں توسیع بھی کی اور ایم،این،ایف کی حیثیت بھی پیش کی ہے۔

چین(China)

☆ چین کا بھارت کے ساتھ ایک طویل عرصے سے سرحدی تنازعہ ہے جسے حل کرنے کے لئے چین جلدی

☆ کئی این جی او نے ترقی کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کی از حد کوشش کی جیسے ڈیم نہ بنائے جائے، سڑکیں نہ بنائے جائے، معدنی وسائل کو نہ نکلا جائے اور واناواسی کے لوگوں کو مرکزی دھارے میں شامل نہ کیا جائے بالخصوص حالیہ دومثالیں مخالفت کی اڑیسہ اور این ای میں جیسے ''کوڑن کولم پروجیکٹ'' اور کانوں کے پروجیکٹ۔

اقتصادی مشکلات (Economic Challenges)

☆ ۲۰۱۵ قومی سماجی واقتصادی اور ذات پات کی مردم شماری کے ملک میں آبادی کی بڑی اکثریت کی اشد اور خوفناک اقتصادی حیثیت کو صاف صاف ظاہر کر دیا۔

☆ کانگریس کے 60 سالہ اقتدار نے 60% دیہی بھارت کو پونے داموں یعنی کہیں کا نہ چھوڑا ہے۔

☆ آبادی کا تقریباً 75% فیصد حصہ مہینہ میں / 5000 کی اوسطٔ آمدنی پر گذر بسر کر رہا ہے۔

☆ زراعت 30 فیصد آبادی کی آمدنی کا اہم ذریعہ ہے۔

☆ لیکن دیہی آبادی کا 56% فیصد زمین کے مالک نہیں ہیں۔

☆ ایک ملین سے زائد افراد رومال اٹھانے اور بھیک مانگنے کا کام کر رہے ہیں۔

☆ 13.25 فیصد سے زائد لوگ کچے مکانوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

☆ 11 کروڑ محرومی میں رہتے ہیں۔

معیشت سے متعلق سماجی عوامل (Economic Related Social Factors)

☆ بھارت میں غذائی قلت سے ماری ماؤں اور بچوں کی اعلیٰ آبادی ہے۔

☆ زچگی میں اموات کی اعلیٰ شرح بھی بھارت سے ہی موصول کی جاتی ہے، جس سے یہ صاف اشارہ ملتا ہے کہ یہاں صحت کی سہولیات تک رسائی کی کمی ہے۔

☆ جنسی تناسب کی رو سے لڑکیوں میں کمی رونما ہو رہی ہے۔ اور اس کی وجہ ہے طفل کشی اور برانن قتل۔

☆ اس کے پہلے ہی کئی ریاستوں میں سنگین نتائج برآمد ہو رہے ہیں جیسے ہریانہ، پنجاب، اتر پردیش کے حصے جہاں مرد شادی کے لئے لڑکیوں کی تلاش سے قاصر ہیں۔ یعنی لڑکیوں کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے۔

☆ اس عدم تعوازن کو درست کرنے کے لئے بی جے پی نے ایک اہم مہم کا آعاز کیا جس کا نام ہے ''بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ۔

☆ دیہی وصحت کی بنیادی رسائی سب سے زیادہ، بھارت کے لئے مایاوی یعنی کم یا زیادہ مشکلات سے بھری ہے۔

میں نہیں لگتا ۔۱۹۶۲ء سے سرحد پر چین کی طرف سے کوئی بھی فائرنگ یا اضافہ نہیں کیا گیا لیکن اس کی ہتھیاں کی طرف پیش رفت اور مسلسل مقابلہ نقطہ نظر سے بالخصوص بھارت کے لئے جیسے اس نے اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل میں لکھوی کے معاملے میں پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔

☆ چین کے ساتھ بھارت کا نہایت ہی بہترین اقتصادی تعاون ہے لیکن یہ بھارت کی معاشی مفاد کو دونوں سطح پر یعنی سفارتی اور بحر ہند کی ریاستوں کے تعلق سے کمزور کرنے کی کوشش جاری رکھئے ہوئے ہے۔

☆ چین کی طرف سے اپنی بحریہ کی مضبوطی کی طرف خاص دلچسپی اور بھارتیہ سمبندھ میں بڑھتی ہوئی دلچسپی اہم تشویش ہے۔

☆ چین کا سڑکوں کی تعمیر کے لئے کوشش کرنا، پاکستان اور سری لنکا کی مدد کرنا، چیلنج ہے بحر ہند علاقے میں بھارت کی بالادستی کے لئے۔

☆ بی جے پی نے مرکز میں اقتدار میں آنے کے بعد بھارت نے جان بوجھ کر نیپال، میانمار، بنگلہ دیش، اور سری لنکا کے ساتھ علاقائی تعاون مضبوط کیا ہے۔ حکومت اپنے اڑیل پڑوسیوں کے خطرے سے پوری طرح وقف ہے اسی لئے حکومت ملک کے دفاع اور انٹیلی جنس کو مضبوط بنانے کے لئے قمر بند ہے ساتھ ہی ساتھ موثر اقدامات بھی کر رہی ہے

اندرونی مشکلات

ماؤنواز (Maoists)

☆ این ای گروپ پڑوسی ممالک سے اپنی کاروائی چلا رہیں ہیں اور بالخصوص اپنے میانمار اور بنگلہ دیش کے ٹھکانوں سے دہشت گردی کی سرگرمیوں کو فروغ دے رہیں ہیں۔

☆ جولائی ۲۰۱۵ء میں بھارت نے موثر طریقے سے جوابی کاروائی کرتے ہوئے دہشت گردی کے ٹھکانوں کو میانمار کی سرحد پر تباہ و برباد کر دیا۔

این جی او (NGO's)

☆ بھارت کی سرزمین پر ہزاروں کی تعداد میں این جی او کام کر رہے ہیں جو غیر ملکی امداد حاصل کر رہے ہے لیکن گھریلو رکاوٹ بھی پیدا کر رہے ہیں اور جس سے بھارتی دیہی علاقوں میں اقتصادی ترقی کو خطرہ لاحق ہے خصوصاً وانا واسی علاقوں میں۔

☆ ایک اہم پہل کے تحت ۲۰۱۵ کے اوائل میں بی جے پی حکومت نے ۴۰۰ ۱ این جی اوز پر روک لگا دی اور یہ فیصلہ کیا کہ غیر ملکی امداد کی پوری پوری نگرانی کی جائے گی جس میں ''فورڈ فاونڈیشن''، ''گرین پیس'' وغیرہ جیسے ادارے شامل ہیں۔

آرن گگن پر مہا پرتیکا اب پھر منگل گان اُٹھا۔

کروٹ بدلی انگڑائی لی سویا ہندوستان اُٹھا

سورب سے بر گئی دِشاعیں اب درتی مُسکاتی ہے۔

کن کن گاتا گیت گگن کے سیما اب دھراتی ہے۔

منگل گان سناتا ساگر گیت دِشاعیں گاتی ہے۔

مکتھ پون پر راشٹر اپتا کا لہر لہراتی ہے۔

ٹرن رکھتہ پھر لگا کھلنے ہر دِیوں میں توفان اُٹھا۔

رام عیشور کا جل انجلی میں کشمیر کی سندرتا۔

کام روف کی ڈولی دوارکا کی پاون پیاری ممتا۔

بنگ دیش کی بختی باونا مہاراشٹر کی تن میتا۔

بند و بند و جل مل کر بنتی پر لنکر جل کی دارہ۔

کن کن بورج مل کر کرتے اندکار میں جگ سارہ۔

کوٹی کوٹی ہم اُٹھے اُٹھائے بھارتیہ کا نارہ۔

بڑے وشو کے بڑے قدموں نے پھر ہم کو للکارہ۔

جگے دیش کن کن سے پھر جن جن کا آوان اُٹھا۔

☆ جدیدیت معربیت نہیں ہے۔

☆ گلوبلائزیشن کے نام پر بھارت کی ملکی صنعت ومقامی ثقافت کوخطرے ہی خطرے لاحق ہیں۔

☆ غیر ملکی سامان کی ڈمپنگ ''یعنی زیادہ استعمال'' بھارتیہ روایت، کاٹیج صنعت، اور چھوٹے شعبے کو دھمکی دے رہا ہے، یعنی خطرے کی زد میں ہے۔

☆ بھارت کی دس ہنرمند کمیونٹیز جن کو'' وشوکرما'' کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس کے ساتھ وابستہ چاہے وہ کارپنٹیری، بنائی، سنار، لوہار، دھاتی کارکن، پاٹر، چرمی کا کام کرنے والے تعمیراتی انجینیر ز، وغیرہ ہوں ایک بہت بڑا کام کرنے والوں کا طبقہ ہے۔

☆ لیکن اب یہ لوگ یہ روایتی ہنر چھوڑ رہے ہیں ہنرمند چھوڑ رہیں ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو حکومت ہند کی سکل ڈیولپمنٹ (Skill Development) پروگرام میں لایا جائے۔

☆ بھارت کی اکثریت روزی کمانے کے لئے غیر منظم سیکٹروں سے وابستہ ہیں

سماجی مسائل (Social Issues)

☆ Swatch Bharat سوچھ بھارت، صاف وشفاف بھارت مشن، بی۔ جی۔ پی حکومت کی طرف سے شروع کیا گیا۔

☆ صفائی سے کئی متعدی بیماریوں کو کم کیا جاسکتا ہے جوموت کا باعث بنتی ہیں۔

☆ Clean Ganga ''یعنی صفائی کا'' بھارت کے تمام بڑے دریاوں کے بارے میں نقل کرنے یا دہرانے کی ضرورت ہے۔

☆ اشد ضرورت اس بات کی ہے کہ جو جگہیں بھارت کی تاریخ سے وابستہ ہیں اور جو ہمارا ثقافتی ورثہ ہے ان کی حفاظت کی جائے، برباد ہونے سے بچایا جائے ناجائز تجاوزات سے محفوظ رکھا جائے۔

☆ چوری اور تباہی سے اپنے ورثے کی حفاظت کے بارے میں بیداری کی ضرورت ہے۔

☆ ضرورت وقت یہ ہے کہ ثقافتی ورثے کو تحفظ دینے کے لئے مقامی سطح پر حمایت حاصل کی جائے۔

☆ بھارت کی پوری آبادی کو پینے کے صاف پانی تک رسائی حاصل ہو۔

☆ ''ہر گھر بجلی'' ''سوچھ بھارت'' Swatch Bharat بی، جے، پی حکومت کا ہدف ہے۔

☆ 100% فیصد خواندگی بھی بی، جے، پی کا ہدف ومہتوا کانکن ہے۔

☆ مسائل حل نہیں ہو پاتے قانون سازی سے جیسا کہ اس سے قبل حکومت کی طرف سے کیا گیا تھا یا اپنایا گیا بلکہ اچھی حکمرانی اور بہتر عمل سے وہ بھی مشن موڑ پر اور یہی آج ایک نیا چیلنج ہے۔

کشمیر میں صوفی ریشی تعلیمات کی ترویج سے اُمید

تحریر: ڈاکٹر درخشاں اندرابی

(تمہید)

سیرتِ حضرت محمدؐ سے لیا گیا یہ واقع میں ایک مقصد سے تمہید کے طور پر پیش کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ پیغمبر صاحب جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو بار بار مُڑ کر پیچھے کی طرف بھری ہوئی نظروں سے دیکھے جا رہے تھے۔ اُن کے ساتھ جا رہے اُنکے ساتھیوں نے اُنکے مُڑ مُڑ کے پیچھے دیکھنے کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے وطن کا عشق مُجھے کھینچ رہا ہے۔ میں اپنے وطن کے تمام نظاروں کو اپنی آنکھوں میں بھر کر لے جانا چاہتا ہوں تا کہ ہجرت کی تکلیف دہ محرومیوں کو سہہ سکنے کی ہمت پا سکوں۔ یہ مختصر سا اہم تاریخی واقعہ آپ کو یاد دِلانے کا مقصد صرِف یہی ہے کہ آپ کو اِسلام کے علمبردار کے وطنیت کے تصوُر سے آگاہ کروں۔ کُچھ علِما یہ پرُوپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ اِسلام میں وطن پرستی یا حُب اُلوطنی کا کوئی تصوُر نہیں ہے۔ جب خُود رسولِ کریمؐ نے وطن کے تئیں اِس قدر عِشق کا اِظہار کیا ہے تو حُب اُلوطنی غیر اِسلامی کیسے ہو سکتی ہے؟

(اصل موضوع)

اِس تمہید کے بعد اَب میں اپنے مخصُوص موضوع کی بات کروں۔ ہم جس سَر زمینِ کشمیر میں موجُود ہیں، وہ نہ صرِف اپنی قُدرتی خوبصورتی اور حُسن و جمال کی وجہ سے جنتِ ارضی کے طور پر پوری دُنیا میں مشہُور رہے بلکہِ اِس خطۂ ارض کی مُنفرد ثقافت، علوم و فنون اور روشن تواریخ کی وجہ سے اِسے ایک اِمتیازی مُقام حاصِل ہے۔ یہ سرِ زمین پچھلے پانچ ہزار سال سے امن و آشتی اور عِشق و محبت کے درس دیتی رہی ہے۔ کشمیر میں ہمیشہ زِندگی کا دُوسرا نام ''اِشتراک'' یا ''ہم آہنگی'' رہا ہے۔ صدیوں تک اِس سرِ زمین نے مُختلِف اقوام کے لئے باہیں کھُلی رکھیں، مُختلِف زبانوں کے سَروں پر اِظہار کے تاج رکھے، مُختلِف فلسفوں اور علوم کی تشہیر کی، مُختلِف مذاہب اور عقیدوں کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا۔ اِس چھوٹی سی وادی کی تہذیب کی وُسعت ایک جہاں کے برابر رہی ہے۔

ساری دُنیا کو ایک کُنبے کی طرح ماننے کی جو تلقین ہندوستانی آچاریوں نے کی، کشمیریوں نے اُسے ہر دور میں عملی طور پر اُپنا کر دِکھایا۔ ناگوں اور پشاچوں کی دھرتی کشمیر میں آریوں کا نئے عقیدے اور نئی زبان کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا اور آریوں نے ناگوں اور پشاچوں کی تہذیبی رِوایات کو آج تک قائم رکھا ہے۔ ناگ مت کے بعد ہندو مت کے کئی عقیدوں، پھر بدھ مت اور اِسلام کے نظرِیات کے واسطے بھی یہ سَر زمین ہمیشہ ماں کی گود ثابت ہوئی۔ نیل مت پُران یہاں کے بھائی چارے کا پہلا عہد نامہ ہے۔ اُسکے

بعد رشیوں اور صوفیوں کی سرزمین کشمیر نے بے شمار ایسے تحریری اور غیر تحریری مصالحت کے عہد نامے درج کیئے جن پر ہم آج تک نازاں ہیں۔

کشمیر تہذیبی سطح پر 'کثرت میں وحدت' کی اعلی ترین مثال ہے جس کا بدل پوری دُنیا میں نہیں ملتا۔ اِس وحدت کے ترجمان ہیں ہمارے رِشی اور صوفی ـ ـ ـ جو ایک یا دوسرے عقیدے کے ساتھ وابستہ رہے ہیں ـ ـ پر اُنہوں نے اپنی تعلیمات کے ذریعے ہم آہنگی کا ایسا ماحول پیدا کیا کہ وہ بذاتِ خود اور پھر اُنکی تعلیمات بلا لحاظ مذہب وعقیدہ سب کا اثاثہ ہوگیں۔ اِنہی صوفیوں اور رِشیوں کی تعلیمات کی بدولت سنسکرت تہذیب کے زیر اثر رہے رِشی طبقۂ فکر اور فارسی تہذیبی بُنیاد والے صوفی طبقۂ فکر کا ایسا اِمتزاج دیکھنے کو مِلا جسکی نظیر پورے عالم میں کوئی نہیں۔ یہاں رِشی کے رنگ میں صوفی رنگ گیا اور صوفی کے رنگ میں رِشی۔ اِسی کرشمائی ہم آہنگی نے ایک مُنفرد اصطلاح کو جنم دِیا جس کا نام پڑا 'کشمیریت'۔ ہم موجودہ دور میں اِس نظریئے کے راہبروں کے طور پر حضرت شیخ العالمؒ اور للیشوری کو دیکھتے ہیں جو عوام میں نُند ریشی اور لل دید بنکر مقبول ہیں اور دونوں بلا لحاظ مذہب وملت ہر کشمیری کے دِل میں بستے ہیں۔ نُند ریشی کا یہ کلام ہر کشمیری کے ایمان کا حِصہ ہے کہ

شِو چھُ تھلِہ تھلِہ روزان

موزان ہوٚند تے مُسلمان

شِو یا خُدا تُمہارے روٗبروٗ نور بن کر موجود ہے۔ تُم ہندو یا مُسلمان میں فرق مت کرو۔

کشمیری ترکہ فلسفے نے جو پیغام آچاریہ واسوگپت کے ذریعے دِیا، اُسی کی بُنیاد پر اِسلام کے نظریۂ توحید نے کشمیر میں امن و امان کے ساتھ داخلہ پایا۔ بقولِ مہجور ـ ـ ـ ـ یہ ہند واور مُسلمان کا مِلن دودھ کی پیالی میں شکر کی طور ہوگیا۔ یہ سب رِشی اور صوفی سنگم کی وجہ سے ممکن ہوسکا۔ رِشیوں اور صوفیوں نے جہاں اپنے اپنے عقیدوں کی تبلیغ کی، وہیں اُنہوں نے کشمیر کی مربوط تاریخ، یہاں کے فلسفوں، یہاں کی تہذیبی قدروں کی ہم آہنگی کو اپنے نظریات کے ساتھ جوڑا اور تبھی 'کشمیریت' جیسی تہذیبی اِنفرادیت کے ہم وارِث ہوگئے۔

ہندو مُسلم سِکھ اِتحاد کا نعرہ تو سیاسی طور پر بہت بعد میں گونجا لیکن صدیوں سے اِس اِتحاد کی جڑیں یہاں کے دِلوں میں پیوست ہیں جنہیں کوئی طوفان مُکمل طور پر اُکھاڑ نہیں سکتا۔ پورا برِ صغیر جب ۱۹۴۷ء میں مذہبی منافرت کی آگ میں جل رہا تھا تو کشمیر ہی واحد سرحدی علاقہ تھا جہاں مذہبی ہم آہنگی کا بےنظیر مُظاہرہ ہوا تھا۔

لیکن پھر کیا ہوا کہ ۹۰-۱۹۸۹ میں بندوقیں چلیں تو یہ جذبہ ہی تار تار ہوگیا۔ یہاں کی اقلیت کو جڑ سے ہی اُکھڑنا پڑا۔ یہ

ہزاروں سال کی وادئ کشمیر کی تاریخ میں اِس طرح کی پہلی گہری ضرب تھی کشمیر یت پر۔ صوفی رِشی سنگم پر۔ جس پر ہماری تاریخ شرم سار ہے۔ اور ہم جو خود کو نُند رِشیؒ اور لل دید کی تہذیبی اور فکری وراثت کے امین مانتے ہیں، ہمارے واسطے یہ ایک

تاحیات چیلینج ہے کہ ہم اِس دھبے سے خود کو پاک کر کے دِکھائیں۔ آج اونتی ورمن یا بڈشاہ جیسے حاکِم کشمیر موجود نہیں ہے جو منافرت کے اندھیروں کے خلاف بے باک جنگ لڑ سکتے اور خون آلودہ کشمیر میں محبت اور بھائی چارے کے گُل کھلا سکتے۔ لیکن ہم جنہیں ناز ہے اپنے رِشیوں اور صوفیوں پر ابھی زندہ ہیں۔ اِس لئے اُمید مری نہیں ہے۔ اُمید تصحیح باقی ہے۔

آج کشمیر کی وادی جس بارُود کے ڈھیر پر کھڑی ہے اُس کا کشمیر کے معاملات اور کشمیر کے اصل حالات کے ساتھ دُور دُور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمیں ایک وحشی نظریئے نے جکڑ لیا ہے۔ ہم 'کثرت میں وحدت' کی سوچ تک کو برداشت نہیں کر پاتے۔۔۔ یہ ہماری سوچ قطعاً نہیں ہے۔ ہمارے یہاں تو علمدارِ کشمیر نے خنجر کو درانتی بنانے کا سبق دِیا ہے اور ہم اُسی سبق پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں۔ ہمارے یہاں موت کا سامان قبوُل نہیں ہوسکتا۔ مُنافرت اور تقسیم صوفی تعلیمات میں شامل نہیں ہے۔ ہم اِس وقت کشمیر یت کے گھائل وجوُد کو شانوں پر لئے گھوم رہے ہیں۔

یہی وقت ہے جہاں ہمیں تخریب کے کھنڈروں پر نئے تعمیر بُلند کرنے کی ضرورت ہے۔ پچھلی ساٹھ ستر دہائیوں میں ہم جس تنگ نظر سیاست کے شِکار ہوئے ہیں، موجودہ حالات اُسی سیاست کا نتیجہ ہیں۔ اور اَب ایک نیئ سیاسی تحریک کو شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ تفریق و تقسیم نہیں بلکہ ضرب وجوُد کی پالیسی لے کر بلا خطر سماج میں مذہبی ہم آہنگی کے لئے کام کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ ہم اپنے رِشیوں اور صوفیوں کی تعلیمات کے ذریعے پھر دِلوں میں پڑے شِگافوں کو بھر سکتے ہیں۔۔۔ کھائیوں کو پُلوں سے جوڑ سکتے ہیں۔ ایک ایسی سیاسی سوچ کی ضرورت ہے جو مذہب، علاقہ، زبان، فکر کی بُنیاد پر سماج کو نہ بانٹے بلکہ کُل ہم سماج کی فلاح و بہبُود اُس کی نظر میں ہو۔ ہم آج کے سماج کے باجس فرد ہیں۔ ہمارے سامنے سیاسی پلیٹ فارم بھی ہے۔۔۔ تو کیوں نہ ہم دِل سے آج خود کو کشمیر دُشمن سیاست کے خلاف صف آرا کریں تا کہ صوفیوں اور رِشیوں کی سَر زمین سے تشدُد اور منافرت کا یک لخت خاتمہ ہو۔

ہم اپنے نیٹ ورک کے ذریعے نوجوانوں تک جائیں، اُنہیں سیاسی اجنڈے نہ دیں، اُنہیں سیاسی سطح پر ہم آہنگی کے شعوُر کُل کا حِصہ بنائیں اور پھر دیکھئے کہ بدلاؤ کیسے آتا ہے۔ جس نوجوان کو وحشی نظریات کی نفسیات کے ساتھ جوڑا گیا اور اُسکے ہاتھوں سے تباہی و بربادی کی داستانیں رقم کی گئیں اُسی نوجوان کو لل دید اور نُند ریشی" کے پیغامِ امن سے پیدا شُدہ احساس سے جوڑا جائے، تو اِنقلاب دُور نہیں۔ ہمارے پاس سب کُچھ تباہ نہیں ہُوا ہے۔ ہمارے پاس اب بھی کشمیر یت کی روح موجود ہے۔۔۔ اُسے سیاسی سطح پر ہی اِنقلابی تبدیلی کے لئے اِستعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں جو بات کرنی ہے، وہ ہم یہاں کی مٹی کی روح میں ترجمہ کرنے کے بعد مُقامی مُحاورے اور زبان اور احساس کے ساتھ کریں تو بات دِلوں تک پہنچنے میں زیادہ دِقت نہیں آئیگی۔

کشمیر کی نیئ پیڑھی سیاست کے منفی آلات کی شِکار ہوئی ہے تو آیئے ہم سیاست کا مثبت پہلو لیکر غلطیاں سُدھارنے

میں لگ جائیں ۔ بہت خون بہا ہے اِس رشیوں اور عارفوں کی دھرتی پر۔۔۔ آیئے ہم اپنی نیئ پیڑھی کو احساس دِلائیں کہ اُسکی اصلی پہچان کی رُوح وہی کشمیریت ہے جسمیں کُل عالَم کے گُلوں کے واسطے خیر کی دُعا کی رِوایت ہے۔

سیاست زدہ کشمیر میں ہم اور سیاست نہ کھیلیں بلکہ اِن غیر موافق حالات میں ہمارے سامنے ایک موقع ہے یہ ثابت کرنے کا کہ:

صِرف ہنگامہ کھڑا کرنا میرا مقصد نہیں
میری چاہت ہے کہ یہ صوُرت بدلنی چاہیے

آیئے یہ صوُرت بدلنے کے واسطے خود کو وقف کریں۔ اِنفرادی سطح پر تو ہم کام کرتے ہی ہیں، اِجتماعی سطح پر اِسے ایک مِشن کی طرح قبوُل کر کے مُقامی نوجوان نسل سے رابطہ اُستوار کریں اور رِشی صوفی رِوایت کی وحدت کی طاقت نیئ نسل کو مُنتقل کریں تا کہ ایک صوُرت کے اِمکانات روشن ہوں جہاں ہم یہ 'رود' مِل کر گا سکیں:

واہ واہ یہِ پوشہِ وأرسانی
اَسو تہِ گِندَو پانہٕ وأنی

کِتنا دِلکش ہے ہمارا یہ چمن پھولوں کا
جہاں ہم ہنستے کھیلتے ہیں ساتھ ساتھ

(اِختتامیہ)

خاص موضوع سے ہٹ کر مقصداً میں اپنی بات اِختتام تک لے جاؤں ۔ ہم پیغمبرِ اِسلام کو قُران کی زبان میں رحمتہً لِلعالمین کہتے ہیں، نہ کی رحمتہً لِلمُسلمین یعنی وہ تمام کائینات کے لیئے رحمت ہیں، نہ کی مُسلمانوں کے لیئے ہی۔ دوسری بات کہ اِسلام کا مطلب ہے امن و سلامتی کا دین۔ وہ راستہ جو دُنیا میں امن و سکوُن لا سکے۔ اِختتامیہ کے یہ دو نُقطے دو بڑے ہتھیار ہیں جن کو لے کر ہم بدلاؤ کے عمل کے لیئے جدوجہد کرتے جائیں تو آسانیاں ہونگی۔

اپنے ہاتھوں میں قندیلوں کو تھام کے نکلیں
یہ اندھیرے بڑے بُزدِل ہیں، بھاگ جائینگے

☆☆☆☆☆

जम्मू
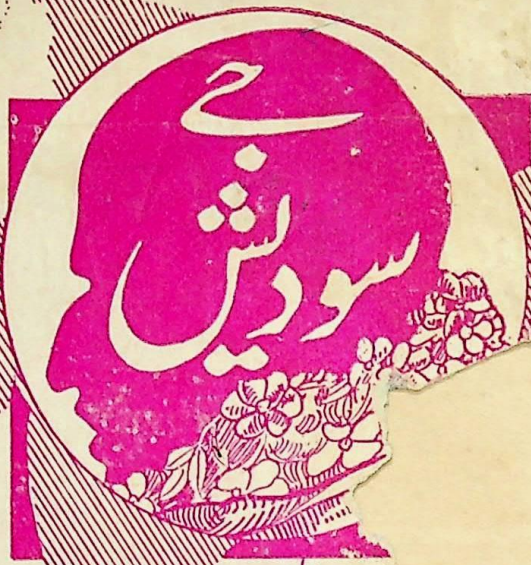
Vol. VI | 5 May, 1961 | No.

जम्मू कश्मीर प्रजा-परिषद वार्षिक अधिवेशन अङ्क

रिजिस्टर्ड नं० पी 327

मूल्य 30 नये पैसे

प्रधान प्रजा-परिषद

जय स्वदेश जम्मू

Vol. IV | 25 APRIL, 1959 | No. 7

जम्मू व काश्मीर प्रजा-परिषद
वार्षिक अधिवेशन
अङ्क

मूल्य
25 नये पै...

प्रधान प्रजा-परि

रषद

1959 3/7/13 ۔۔۔

پرجا پریشد کا تواریخی اجلاس!

جموں وکشمیر پرجا پریشد کا بارھواں سالانہ اجلاس یہاں ۲-۳-۴ اپریل کو ہوا۔ اجلاس ہذا میں سات سو کے قریب پرتی ندھیوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد میں دیکھکوں نے بھی شرکت کی۔ پرجا پریشد کے اس سے قبل جتنے بھی اجلاس منعقد ہوئے ان میں کسی بھی موقع پر اس قدر بڑی تعداد میں پرتی ندھی شامل نہیں ہوئے۔ اجلاس میں لداخ اور پونچھ کے علاقوں سے شیخ عبدالرحمان اور پیر سیف الدین بخاری کی قیادت میں پرتی ندھیوں کی ایک بڑی تعداد نے حصہ لیا۔ ۲ اپریل کی صبح شری بلدیو سنگھ ایڈووکیٹ اُپ پردھان پرجا پریشد نے اجلاس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر پرچم اور جھنڈا لہرانے کے بعد یہاں قومی ترانے گائے گئے۔ دہاں اندر دیوتا نے بوندیں برسا کر اپنی پرسنتا کا اظہار کیا۔ صبح دس بجے سے لیکر ایک بجے تک بارش ہوتی رہی۔ لیکن دو بجے جب شوبھا یاترا نکالنے کا وقت آیا تو کالے بادل چھٹ گئے اور سورج دیوتا پوری شان سے چمکنے لگے —— پرجا پریشد کے صدر کا سواگت کرنے کے لئے بازار جھنڈیوں اور سواگتی دروازوں سے سجائے گئے تھے۔ جلوس پریڈ گراؤنڈ سے شروع ہوا۔ جلوس میں سب سے آگے گھوڑ سوار پرجا پریشد کا ترنگا اُٹھائے ہوئے تھے۔ صدر پرجا پریشد پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ پھولوں کے ساتھ سجائی گئی کھلی جیپ میں کھڑے تھے اور آپ کے ساتھ ہی جیپ میں سواگتی سمتی کے پردھان شری رام ناتھ ایڈووکیٹ۔ شری بلدیو سنگھ ایڈووکیٹ نائب صدر پرجا پریشد اور شری شیام لال شرما کنوینر انتظامیہ کمیٹی بھی کھڑے تھے۔ جلوس میں مہارانا پرتاپ۔ شیواجی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ۔ وزیر لوڑا و رسنگھ —— امر شہید بھگت سنگھ اور دیگر ... کی سندر جھانکیاں ایک قابل دید منظر پیش کر رہی تھیں۔ شوبھا یاترا کتنی سندر اور کتنی بڑی تھی۔ اس کے متعلق عام لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ۱۹۵۳ء میں سورگیہ ڈاکٹر مکرجی کے جموں آنے کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ اتنا منظم اور بھاری جلوس نکالا ہو اور جموں کے عوام نے اس قدر عقیدت اور پریم کے ساتھ کسی نیتا کا سواگت کیا ہو۔ سواگت کرنے والوں اور شری ڈوگرہ کو پھولوں و نوٹوں کے ہار پیش کرنے والوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ شوبھا یاترا کو ڈیڑھ میل سے بھی کم ہونے کے باوجود اسے ادھیویشن کے ستھان ذوراور سنگھ نگر تک پہنچنے میں ساڑھے چار گھنٹے سے بھی زائد وقت لگا۔ شوبھا یاترا کے خاتمہ پر اجلاس کی کاروائی بندے ماترم کے قومی ترانہ کے ساتھ شروع ہوئی۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر شری رام ناتھ ایڈووکیٹ نے پرتی ندھیوں کا سواگت کرتے ہوئے اپنا ایڈریس پڑھا۔ اس کے بعد پُر زور تالیوں کی گونج میں پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ نے اپنا صدارتی بھاشن پڑھا —— صدارتی بھاشن اتنا جامع اور مفصل تھا کہ ... دیش کی سمسیاؤں اور جنتا کے مسائل کو اُبھارتے ہوئے سرکار کی غلط نیتیوں پر کڑی نکتہ چینی کی گئی تھی بلکہ ان مسائل کے حل کے لئے سوجھاؤ بھی پیش کئے گئے تھے —— رات کو ساڑھے آٹھ بجے کھلا اجلاس شروع ہوا جس میں پچیس ہزار کے لگ بھگ لوگوں نے شرکت کی۔ لوک سبھا میں بھارتیہ جن سنگھ کے نیتا شری اٹل بہاری باجپائی کے سوویچار بھاشن کو حاضرین نے بڑے دھیان اور اشتیاق کے ساتھ سُنا۔ اس کے بعد کوی سمیلن کا پروگرام شروع ہوا جس میں مشہور کوی سردار گوبچن سنگھ دیپک اور شری موہن لال سپولیہ کے علاوہ دیگر مقامی شعرائے نے بھی بھاگ لیا۔ کوی سمیلن نہایت ٹھاٹھ کے ساتھ رات کے ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا۔

۱۳ اپریل کی صبح کو پرتی ندھی سمیلن شروع ہوا۔ سمیلن ہذا میں شری رشی کمار کوشل نے سیاسی قرارداد پیش کی اور وضاحت کے ساتھ ریاست کے سیاسی حالات پر روشنی ڈالی۔ اس قرارداد کی تائید شیخ عبد الرحمان زونل سیکرٹری پرجا پریشد ضلع ڈوڈہ نے کی اور کہا کہ وقت کا تقاضا ہے کہ جہاں وطن دشمن طاقتوں سے نپٹنے کے سلسلہ میں مضبوطی اور جرأت سے کام لیا جائے وہاں بھارت کے آئین کی دفعہ ۳۷۰ کو حذف کر کے ہندوستان کا پورا آئین دیش کے دوسرے حصوں کی طرح یہاں بھی لاگو کیا جائے۔ —— ریزولیوشن کی تائید مزید ڈاکٹر دید پرکاش نے کی۔

ریزولیوشن میں شری رنگا داس ایم اے ایل ایل بی وکیل ہیرانگر، جگت سنگھ داس، پنڈت لچھمن ناتھ، شری جگت سنگھ، شری دیا کرشن اور ماسٹر رام داس نے ترامیم پیش کیں اور ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ لیکن وضاحت کے بعد ترامیم واپس لے لی گئیں اور ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوا۔

مہیلا سمیلن

۱۳ اپریل دوپہر کو دو بجے سے لیکر ساڑھے چار بجے تک استری سمیلن ہوا جس میں ہزاروں کی تعداد میں مہیلاؤں نے بھاگ لیا۔ سمیلن ہذا میں جالندھر سے شریمتی سیلا کوہلی نے بھی شرکت کی۔ اور اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے بھارتیہ سنسکرتی اور بھارت کی بلند جیون پدتی پر روشنی ڈالی —— ویربگیہ دت شرما نے سمیلن میں بھاشن کرتے ہوئے بھارت کے اتہاس میں استری کے بلند استھان اور اُوچیہ کرتویہ کا ورنن کیا —— سمیلن میں تین پرستاؤ بھی پاس کئے گئے۔ ایک پرستاؤ میں اشیاء خوردنی میں بڑھتی ہوئی ملاوٹ پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مانگ کی گئی کہ ملاوٹ کو روکنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

دوسرے ایک ریزولیوشن میں کہا گیا کہ بکم خرچہ برداشت کرنے کے باوجود صوبہ جموں میں باہر سے درآمد کیا جانے والا غلہ مقابلتاً مہنگے نرخوں پر سپلائی کرنا ایک بڑا

انیائے ہے اور امتیازی سلوک کی اس پالیسی سے دونوں صوبوں میں بسنے والوں کے باہمی اتحاد میں فرق آتا ہے۔ لہذا غلہ کی سپلائی کے سلسلہ میں امتیازی سلوک کی اس پالیسی کو ختم کیا جائے اور جموں میں آٹا اور چاول سرینگر کے نرخوں پر سپلائی کئے جائیں۔

تیسرے ایک ریزولیوشن میں کہا گیا کہ سنیما کا بڑھتا ہوا پرچار اور اخلاق سوز فلموں کا بہت بُرا اثر لوگوں کے چرتر پر پڑ رہا ہے۔ اخلاق سے گری ہوئی فلمیں دکھانے کے علاوہ عورتوں کے عجیب عجیب چتر دکھا کر استری جاتی کا اپمان کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پہلے دربار کے فلمیں آنے پر عورتوں کے لئے سپیشل شو دکھائے جاتے تھے۔ مگر اب یہ طریقہ بدل کر ہر فلم کے سپیشل شو عورتوں کے لئے رکھے جا رہے ہیں۔ لہذا یہ انتہائی ضروری ہے کہ سنیما سے پیدا ہونے والی تمام برائیوں پر سنجیدگی سے وچار کے ساتھ سُدھار کے لئے فوری اور ضروری اقدامات کئے جائیں۔

پرتی ندھی سمیلن

۱۳ اپریل شام کو پانچ بجے پھر پرتی ندھی سمیلن شروع ہوا۔ جس میں صوبیدار مہری سنگھ نے ایک آن آفیشل قرارداد پیش کی کہ آج کے بدلے ہوئے حالات میں جبکہ لوگوں کے پاس بہت کم زمین رہ گئی ہے اور سرکار کا یہ دعویٰ ہے کہ ریاست کی آمدن میں چار اور پانچ گنا کا اضافہ ہو گیا ہے تو یہ کسی بھی طرح مناسب نہیں کہ زمینوں کے مالیہ کی وصولی کے دیرینہ ٹیکس کو جاری رکھا جائے —— اس ریزولیوشن کی تائید پیر سیف الدین بخاری تحصیل صدر پرجا پریشد پونچھ نے کی —— شری شوچرن گپتا زونل سیکرٹری پرجا پریشد اودھم پور اور شری دیا کرشن تحصیل سیکرٹری بھدرواہ نے ریزولیوشن کے نقائص پر روشنی ڈالی۔ بحث مباحثہ کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد کثرت رائے سے منظور ہوئی ہے۔

قرارداد

ریاست میں خاتمہ جاگیرداری کے بعد کاشتکاروں کے پاس بہت ہی کم زمین رہ گئی ہے اور اکثر زمین کے مالک ایسے لوگ ہیں جن کے پاس پانچ پانچ

سات سات ایکڑ سے زیادہ اراضی نہیں۔ اس قدر کم اراضی سے اُن کا گزارہ چلانا نہایت کٹھن ہو رہا ہے۔ اس بدلتے ہوئے دور میں مالکان اراضی سے مالیہ کی وصولی کے دیرینہ سسٹم کو رائج رکھنا محنت کش عوام کے ساتھ ایک شدید ناانصافی ہے۔ اس کے علاوہ جبکہ دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ ریاست کی آمدن پانچ کروڑ روپیہ سے بڑھ کر ستر کروڑ روپیہ تک پہنچ گئی ہے تو اس بڑھتی ہوئی آمدنی کے سامنے زمین کے مالیہ کے طور پر وصول ہونے والے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کی کوئی خاص اہمیت نہیں رہتی —— لہٰذا پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ زمینوں کے مالیہ کی وصولی کے موجودہ سسٹم کو ختم کر دیا جائے۔ اور یہ ٹیکس آمدنی کے لحاظ سے دوسرے لوگوں سے لئے جانے والے انکم کی شرح سے ہی وصول کیا جائے۔

پہاڑی علاقہ جات میں بندوقوں کے لائسنس

زمینوں کے مالیہ کی منسوخی سے متعلق قرارداد پاس ہونے کے بعد شری دھیان سنگھ منڈل انچارج حلقہ ہلاور نے اپنی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کا بیشتر حصہ پہاڑی اور جنگلات سے بھرپور ہے۔ خونخوار درندوں سے اپنی رکھشا کے لئے لوگوں کو بندوقیں وغیرہ رکھنا پڑتی ہیں لیکن سادہ لوح دیہاتی عوام کو بندوقوں کے لئے لائسنس حاصل کرنے اور اُن کے استعمال کے سلسلہ میں کئی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا بندوقوں کے لائسنس وغیرہ کے سلسلہ میں موجودہ طریقہ کار کو بدل دیا جائے۔

شری دیا کرشن نے اس ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ بندوقوں کی لائسنس فیس جمع کرانے کے لئے دور دراز سے چل کر سادہ لوح دیہاتیوں کو تحصیل و ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر آنا پڑتا ہے اور کئی کئی دن دربدر کی ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں۔ لہٰذا لائسنس فیس نمبرداروں یا پنچایتوں کے ذریعہ وصول کر لی جایا کرے۔

ریزولیوشن پر شری مدن لال وکیل ہیرانگر اور دیگر کئی اصحاب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بحث مباحثہ کے بعد قرارداد منظور کر لی گئی۔

موسلادھار بارش اور ویریگیہ دت کا بھاشن

۳ اپریل شام کو نو بجے کھلا اجلاس شروع ہوا۔ لیکن ویریگیہ دت شرما سیکرٹری پنجاب جن سنگھ نے اپنا بھاشن شروع ہی کیا تھا کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ لیکن زوردار بارش کے باوجود ہزارہا لوگوں کے ایک عظیم اجتماع نے ستر منٹ تک ویریگیہ دت کے مدلل اور موثر بھاشن کو بڑے دھیان کے ساتھ سنا۔ ویریگیہ دت نے سرکار کی طرف سے آج منائے جانے والے کلچرل پروگراموں اور بھارت کے صحیح کلچر کا موازنہ کیا اور سرکار کی دلکش گھاتک نیتیوں کی آلوچنا کی۔

جنرل سیکرٹری کی رپورٹ

رات کو زوردار بارش کے کارن پنڈال گر پڑا۔ چنانچہ ۴ اپریل صبح کا ڈیلیگیٹ سیشن براہمن سبھا میں کرنا پڑا۔ پرتی ندھیوں کے اس سمیلن میں شری رتنی کمار کوشل جنرل سیکرٹری نے تنظیمی رپورٹ پیش کی۔ اور بتایا کہ بھاری مشکلات اور کانفرنسی حکمرانوں کی حکومتی طاقت کے بل بوتے پر لوگوں کو طرح طرح کے لالچوں اور دباؤ سے بھرشٹ کرنے کی نیتوں کے باوجود پرجا پریشد کی مقبولیت لوگوں میں کسی بھی پہلو میں کم نہیں۔ لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ وہ ہماری وچار دھارا کو پسند کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بکھری ہوئی طاقت کو منظم کرنے کے لئے زیادہ توجہ دی جائے۔ ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ تنظیم کو منظم کرنے کے سلسلہ میں ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اور اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

شری کوشل نے بتایا کہ پرجا پریشد (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

کی کوششوں میں مصروف ہیں اور جنہیں اِس امتیازی پوزیشن کی آڑ میں عوام کے شہری اور بنیادی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کا موقع ملتا ہے۔ ورنہ اس میں کیا وجہ جواز ہے کہ دیش سے ایک الگ ہونے ہوئے یہاں بسنے والے ہندوستانیوں کو لوک سبھا کے لئے اپنے چُنے ہوئے نمائندے بھیجنے کے ادھیکار سے محروم کر دیا جائے؟ اور اِس میں کون سی دلیل ہے کہ ریاست میں بسنے والوں کو بھارت کے آئین کے تحت ملنے والے بنیادی وجمہوری حقوق نہ دیئے جائیں۔

تلخ تجربات کے بعد بھی آج ریاست کی امتیازی پوزیشن کو برقرار رکھنا ایک بھاری غلطی ہوگی۔ ریاست کے لوگوں میں پھیلائے جانے والے غلط رجحانات اور دیش کی ایکتا کے خلاف وطن دشمن عناصر کی آئے دن کی سازشوں کا واحد حل یہ ہے کہ بھارت کے آئین کی دفعہ ۳۷۰ کو حذف کر کے ریاست کی امتیازی پوزیشن کو ختم کر دیا جائے۔

مَیں اس موقع پر آج ایک بار پھر پرجا پریشد کے منتہائے مقصود کو دُہراتا ہوں کہ جب تک سپیشل پوزیشن کی آڑ میں ریاست اور باقی بھارت کے درمیان کھڑی کی گئی مصنوعی دیواروں کو مسمار نہیں کر دیا جاتا، ہم آرام اور چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

پاکستان کی جارحیت

پاکستان نے گذشتہ تیرہ سال سے ریاست جموں وکشمیر کے ایک تہائی حصہ پر جارحانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ بھارت کے اِس علاقہ کو آزاد کروانے کی بجائے حکمرانوں نے ذوقت کو ٹالنے کی نیتی اپنا رکھی ہے۔ اِس کمزور پالیسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان نے جہاں ریاست میں توڑ پھوڑ کی کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں وہاں ریاست کو ہڑپ کرنے کے جارحانہ ارادوں کی تکمیل کے لئے نئے سرے سے ریشہ دوانیاں شروع کر دی ہیں۔ فوری ضرورت اِس بات کی ہے کہ پاکستان کو کڑی وارننگ دی جائے اور مقبوضہ علاقوں کی واپسی کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔

کمیونسٹ چین کا حملہ

کمیونسٹ چین نے ہندی چینی بھائی بھائی، اور پنچ شیل کے دلفریب نعروں کے پردہ میں بھارت کی پیٹھ میں چھُرا گھونپا ہے اور ہندوستان کے ہزاروں مربع میل علاقہ پر جارحانہ طور پر قبضہ ہی نہیں کر لیا۔ بلکہ چین کے خطرناک ارادے سامنے آ گئے ہیں۔ تبت میں خُونی یلغار کے ساتھ ساتھ بھارت کی سرحدوں پر امپیریلسٹ چین کی پیشقدمی نہ صرف بھارت کی سوتنترتا کے لئے ایک بڑا خطرہ ہے بلکہ سارے ایشیا میں لوکتنتر کو ایک چیلنج دی ہے۔

کانفرنسی حکمران اور چین

ہماری ریاست کے ایک اہم حصہ لداخ میں کمیونسٹ چین نے آج سے چھ سال قبل ہی جارحانہ کارروائیوں کا آغاز کیا اور ہمارے علاقہ کے اندر گھُس کر دو سو میل لمبی سڑک بنانے کے ساتھ ساتھ بارہ ہزار مربع میل پر غاصبانہ قبضہ بھی جما لیا ہے۔ لیکن انتہائی دُکھ کا پہلو یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے سرحدوں کی رکھشا کے سلسلہ میں نہ صرف کوتاہی سے کام لیا ہے بلکہ پُورے پانچ سال تک اِس حملہ کو چھپائے رکھا ہے۔ میری تو یہ اطلاعات ہیں کہ ریاست کے کانفرنسی حکمرانوں کو لداخ میں کمیونسٹ چین کی جارحانہ کارروائیوں کا پُورا پُورا علم تھا۔

لداخ میں کمیونسٹ چین کی جارحانہ کارروائیوں سے متعلق ریاست کے حکمرانوں کی متضاد بیانی اور واقعات کو چھپانے کی کوششوں سے لوگوں کے اندر طرح طرح کے شکوک پائے جاتے ہیں اور ان شکوک کو اِس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ پاکستان کی جارحانہ کارروائیوں سے متعلق ریاستی سرکار وقتاً فوقتاً دیش باسیوں کو آگاہ رکھ کر اپنے ایک فریضہ کو تو پُورا کرتی ہے مگر لداخ میں کمیونسٹوں کی جارحیت کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ واقعات اِس امر

کے شاہد ہیں کہ گزشتہ چند سال کے عرصہ میں جب کبھی ہم
نے اپنی اطلاعات کی بنا پر چینی کمیونسٹوں اور اُن کے
جاسوسوں کی سرگرمیوں کے متعلق دیش باسیوں کو آگاہ کرنے
کی کوشش کی تو ریاستی سرکار نہ صرف واقعات کو جھٹلانے
کے لئے میدان میں آ اُتری بلکہ ہمارے کارکنوں کو قانونی
شکنجہ میں پھنسانے کی کوششیں کی گئیں۔ یہ بات الگ
ہے کہ واقعات کو چھپانے میں ریاستی سرکار کو کامیابی
نہ ہو سکی۔

ان حالات میں بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ
بھارت سرکار جہاں ریاست میں موجود کمیونسٹ نواز عناصر
پر کڑی نگرانی رکھے وہاں ریاست کی سرکار پر بھی لازم آتا ہے
کہ وہ اپنی متضاد اور غلط بیانی کے لئے عوام کے سامنے
اپنی صفائی پیش کرے اور یہ بتایا جائے کہ لداخ میں چینی
کمیونسٹوں کی جارحیت کو ایک لمبے عرصہ تک صیغۂ راز
میں رکھنے کے لئے کون سی مصلحتیں کارفرما تھیں؟

چند ماہ ہوئے شمالی سرحدوں پر خطرہ کے نام پر
بخشی صادق سمجھوتہ عمل میں لایا گیا اور اس خطرہ کے مقابلہ
کے نام پر ریاست کی وزارت میں توسیع کی گئی۔ لیکن
اس موقع پر میں ریاستی حکمرانوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں
کہ انھوں نے اپنی گٹھ جوڑ اور وزارت میں توسیع کے بعد
شمالی سرحدوں پر خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے کون سے
اقدامات کئے ہیں؟

پاکستان اور چین

ہزاروں مربع میل پر قبضہ کے بعد کمیونسٹ
چین اور پاکستان نے ریاست کو ہڑپ کرنے کے لئے
اب ناپاک گٹھ جوڑ شروع کر دیا ہے۔ اس نئی صورت
حال پر سنجیدگی کے ساتھ وچار کی ضرورت ہے۔
یہ تعجب کی بات ہے کہ آج ترقی کے امن زمانہ
میں بھی ہم ان سرحدوں کی رکھشا نہیں کر پا رہے،
جنہیں ہمارے بہادر بزرگوں نے اپنے خون سے سینچا
ہے۔ اور ناقابل بیان مشکلات کا سامنا کرتے
ہوئے ان دور دراز علاقوں میں دیش کا پرچم بلند کیا تھا۔
قومی غیرت اور آزادی کی رکھشا کا تقاضا ہے
کہ بھارت کی اس مقدس دھرتی پر قابض حملہ آوروں
کو مار بھگایا جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لڑائی اچھی چیز
نہیں اور بھارت نے دنیا کو ہمیشہ شانتی کا سندیش
دیا ہے۔ لیکن آخر شانتی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہم
امن اور شانتی کے خواہاں ہیں۔ مگر ملک کو غیروں کے
ہاتھ میں دے کر نہیں۔ اگر اس قسم کا امن چاہیئے
تھا تو پھر دیش کی آزادی کے لئے انگریز کے خلاف
لڑ کر لاکھوں ویروں کا گرم لہو بہانے کی ضرورت کیا تھی؟
ہم ملک کی تعمیر سے کسی کا دھیان ہٹانا نہیں چاہتے۔
لیکن اس تعمیر و ترقی کے معنی کیا ہوں گے جب ہماری
سرحدیں خطرہ میں ہوں گی۔ ہمیں اس سلسلہ میں دیش
کے حکمرانوں سے بھی کہنا ہے کہ وہ اپنے کرتویہ کو پہچانیں
ہمت اور جرأت سے کام لیں۔ میں انہیں اپنی سنستھا
کی طرف سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ دیش کی سورکھشا
کے لئے اٹھائے جانے والے کسی بھی قدم کے لئے
انہیں ہمارا پورا پورا سہیوگ حاصل ہوگا۔ اور ہمیں
جس کسی کٹھن سے کٹھن محاذ پر بھی بھیجا جائیگا ہم وہاں
جا کر دیش کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے
کے لئے تیار ہوں گے۔

تقاضائے وقت

دیش کی سرحدوں پر بڑھتے ہوئے خطرات
کے پیش نظر یہ انتہائی لازمی ہے کہ دیش باسیوں کے
سوئے ہوئے سوابھیمان کو جگایا جائے۔ انہیں خطرات
کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ لوگوں کو فوجی
تربیت دی جائے۔ آئے دن کے حملوں کی روک تھام
کے لئے سرحدوں پر بسنے والے عوام کو مسلح کیا جائے۔
اور انہیں ہر قسم کی سہولیات دے کر ملک کی رکھشا کیلئے

تیار کیا جائے۔ کیونکہ خطرات کی محض دہائی دینے سے خطرات دور نہیں ہو جائیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کو دوست اور دشمن میں تمیز کرنا سکھایا جائے اور کم از کم ملک کے دشمنوں کو واضح الفاظ میں دشمن قرار دیا جائے۔ تاکہ لوگوں میں ایسے ممالک کے تئیں ایک نفرت کا جذبہ پیدا ہو سکے۔ ورنہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کمیونسٹ دیش کے اندر ففتھ کالمسٹوں کا پارٹ ادا کرتے ہوئے سرِ عام کمیونسٹ چین کے حق میں پرچار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

انتہائی دکھ کا پہلو

آج جبکہ لوگوں کو خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنے کی ضرورت ہے اور ہر محبِ وطن کو جگا کر اُسے دیش کے لئے جینا اور مرنا سکھانے کی ضرورت ہے یہ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ ہماری سرکار اس کے برعکس عمل پیرا ہے۔ ذاتی اغراض کو پورا کرنے کے جذبہ کو اُبھار کر لوگوں میں غلامانہ ذہنیت پیدا کی جا رہی ہے۔ اپنے اقتدار کی قائمی کے لئے برادری ازم اور طبقاتی دھڑے بندیوں کے زہر کو پھیلا کر قومی ایکتا کی جڑوں پر کلہاڑا چلایا جا رہا ہے۔ سیاسی بددیانتی اور بے ایمانی کو ہوا دے کر لوگوں کو اخلاقی گراوٹ کی گہری کھائیوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔ ریاست کی وزارت میں حالیہ توسیع پولیٹیکل کورپشن کی ایک گھناؤنی مثال ہے۔ اس طریقہ کار سے جہاں جمہوریت کو سخت دھکا پہنچ رہا ہے وہاں اخلاق نام کی چیز ہی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ حکمرانوں کی یہ روش جمہوریت کی نشوونما اور دیش کی ترقی کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ ہر وطن پرست پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حکمرانوں کے اس طریقہ کار کے خلاف جہاد کرے۔ کیونکہ اگر اس طریقہ کار کو روکا نہ گیا تو بیش بہا قربانیوں سے حاصل کی ہوئی آزادی بے معنی اور بے سود ہو کر رہ جائے گی۔ اور کئی قسم کے خطرات پیدا ہو جائیں گے۔

کانفرنسی رہنماؤں کی تنگ نظری اور پرچا پرلشیلڈ

اس دیش کے ذرہ ذرہ سے ہمیں پیار ہے۔ ہم سارے دیش کو ایک مان کر چلتے ہیں۔ جہاں بھارت کا تخیل ہمارے سامنے ہے۔ ہم صرف صوبہ جموں کے عوام کے حقوق کے لئے ہی لڑنا اپنا کام نہیں سمجھتے لیکن دیش کی ایکتا اور عوام کے اتحاد کا یہ ایک بڑا تقاضا ہے کہ دیش کے ہر حصہ میں بسنے والوں کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا جائے اور سبھی کے حقوق محفوظ ہوں ——— لیکن ریاستی عوام کی یہ بدقسمتی ہی سمجھنی چاہئے کہ فرقہ پرستی، صوبائی تعصب اور غلط نظریات کے شکار کانفرنسی رہنماؤں نے صوبہ جموں کے غیور عوام کو ہمیشہ نظرِ اغیار سے دیکھا ہے اور انہوں نے ہر مرحلہ پر جموں صوبہ کے عوام کو مجرم گرداننے کی کوشش کی ہے۔ خواہ اُن کا یہ ۱۹۳۱ء کا فرقہ دارانہ اندولن تھا یا ۱۹۴۶ء کی "کشمیر چھوڑ دو" تحریک۔ اُنہوں نے ہمیشہ کشمیری عوام کے جذبات کو جموں کے عوام کے خلاف اُبھارا اور بھائی بھائی میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی ——— اور پھر اقتدار ہاتھ میں آنے کے بعد ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک کانفرنسیوں کی سرکار نے صوبہ جموں کے ساتھ جس قسم کا ظالمانہ سلوک روا رکھا ہے وہ ہر پہلو میں قابلِ مذمت ہے۔

ریاست کے دونوں صوبوں کی آبادی لگ بھگ برابر برابر ہونے کے باوجود قانون ساز اسمبلی میں صوبہ کشمیر کی ۴۳ نشستوں کے مقابلہ میں صوبہ جموں کو صرف تیس نشستیں دی گئی ہیں۔ ملازمتوں میں صوبہ جموں کی نمائندگی برائے نام رہ گئی ہے۔ سرکار کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق گورنمنٹ سیکرٹریٹ میں آج صوبہ کشمیر کے ۵۲۴ ملازموں کے مقابلہ میں صوبہ جموں کے صرف ۱۱۵ ملازم رہ گئے ہیں۔ مختلف سربراہوں کے دفتروں میں نمائندگی کا یہ تناسب اور بھی افسوسناک حد تک پہنچ گیا ہے۔ مقامی ملازمتوں کے سلسلہ میں بھی عجیب سا وطیرہ اختیار کیا گیا ہے۔ صوبہ جموں کی [illegible] فیصدی سے زائد آسامیاں کشمیر سے لوگوں کو لا کر پُر کی گئی ہیں

یہاں تک کہ دُور دراز علاقوں میں بھی معمولی عہدوں پر کشمیر سے لا کر لوگوں کو تعینات کیا گیا ہے جبکہ صُوبہ جمُوں کا شاید ہی کوئی آدمی کشمیر میں کسی آسامی پر دکھائی دیتا ہے ـــــ ملازمتوں میں نمائندگی کے تناسب کا شاید یہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا اگر قابلیت، سینیارٹی اور تعلیمی معیار کو سامنے رکھ کر تقرریاں عمل میں لائی جاتیں۔ لیکن حالات بالکل اس کے برعکس ہیں۔ آسامیوں کو پُر کرنے اور ترقیوں کے سلسلہ میں فرقہ پرستی اور صُوبائی تعصب کے نظریات کو پیش پیش رکھ کر من مانیوں سے کام لیا جا رہا ہے۔

یہی حال ترقیاتی منصُوبوں کے تحت ہونے والے اخراجات کا ہے۔ پہلے پانچسالہ منصُوبہ کی ترقیاتی سکیموں کے تحت کُل گیارہ کروڑ ۵۱ لاکھ روپیہ کے اخراجات میں سے صُوبہ جموں میں صرف سوا دو کروڑ روپیہ کے قریب خرچ کیا گیا ہے۔ اور یہی صُورت دُوسرے پانچسالہ منصُوبہ کے تحت ہونے والے اخراجات کی ہے۔ دُوسرے پانچسالہ منصُوبہ کی تشکیل کے موقع پر دُنیا کی نگاہوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کی گئی۔ اور کشمیر کی ۱۹ کروڑ روپیہ کے اخراجات کی سکیموں کے مقابلہ میں جموں کے لئے ۲۳ کروڑ روپیہ کی سکیمیں ظاہر کی گئیں۔ جموں کے لئے دکھائی گئی ان سکیموں میں بارہ کروڑ روپیہ کی صرف ایک کنڈی نہر تھی مگر آج دُوسرے پانچسالہ منصُوبہ کے خاتمہ پر اس نہر کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملتا۔ لگ بھگ یہی حالت دُوسری سکیموں کی ہے۔ مگر اپنی مجرمیت پر پردہ پوشی کے لئے محض الفاظی طور پر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ترقیاتی منصُوبوں کے تحت جموں میں کشمیر کی نسبت زیادہ خرچ کیا گیا ہے۔ مگر یہ خرچ کہاں اور کن کن کاموں پر ہوا ہے، یہ کبھی نہیں بتایا جاتا۔

ملازمتوں اور ترقیاتی منصُوبوں کے علاوہ زندگی کے ہر شعبہ میں جموں کے عوام کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ مثالیں اور واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ ۵۸-۱۹۵۷ء میں ریاست میں غلہ کی سپلائی کے سلسلہ میں کُل ۲۵۲ لاکھ ۲۰ ہزار روپے کا خسارہ برداشت کیا گیا۔ اس رقم میں سے جموں صُوبہ میں صرف ۴۲ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے جبکہ وادیٔ کشمیر میں ۲۲۲ لاکھ روپے سے بھی زائد خرچ ہُوا ہے۔ اسی طرح ۵۹-۱۹۵۸ء میں ریاست میں غلہ کی سپلائی کے لئے کُل ۱۹۴ لاکھ روپے کے خسارہ میں سے صُوبہ جموں میں صرف ۲۵ لاکھ روپے کے قریب خرچ کیا گیا ہے، باقی ساری رقم وادیٔ کشمیر میں خرچ کی گئی ہے ـــــ اور بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ ریاست میں باہر سے درآمد کیا جانے والا غلہ جموں میں سولہ روپیہ فی من کے حساب سے سپلائی کیا جاتا ہے جبکہ یہی غلہ سرینگر شہر میں ۱۳ روپے ۳۳ نئے پیسے فی من کے حساب سے فروخت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس غلہ کو سرینگر تک پہنچانے میں مقابلتاً چار اور پانچ روپے کا زیادہ خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ غلہ کے علاوہ اسی قسم کا سلوک دُوسری باتوں کے سلسلہ میں روا رکھا جا رہا ہے۔ خواہ یہ سوال فلڈ ریلیف تقسیم کرنے کا ہو یا صنعتی قرضے دینے کا۔ ہمیں خوشی ہے کہ کشمیر کے لوگوں کا کلیان ہونا چاہیئے لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ صُوبہ جموں کے عوام کے حقوق کو نظر انداز کر دیا جائے۔

واقعات اور اعداد و شمار کی روشنی میں اس بات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ کانفرنسی رہنماؤں نے صُوبہ جمُوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھ کر ریاستی عوام کے باہمی اتحاد کو شدید زک پہنچائی ہے۔ میری اس تعلق میں ریاست کے وطن پرست عوام، خواہ وہ کسی بھی کونہ میں کیوں نہ بسنے ہوں، سے اپیل ہے کہ وہ سرکار کی صُوبائی تعصب اور فرقہ پرستی پر مبنی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کریں اور کانفرنسی رہنماؤں کے خطرناک طرز عمل کے خلاف حق کی آواز کو بلند کر کے دیش کی ایکتا کے لئے اپنے ایک اہم فرض کو ادا کریں ـــ اس تعلق میں مجھے بھارت کے رہنماؤں سے بھی گزارش کرنی ہے کہ وہ ریاستی حکمرانوں کی صوبہ جموں کے ساتھ امتیازی پالیسی پر سنجیدگی سے غور کریں اور سوچیں کہ اس روش کے نتائج کتنے نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

جمہوریت اور انتخابات

آزادانہ طور پر اپنی رائے کے حق کا استعمال جمہوری معنوں میں کسی شہری کا سب سے بڑا حق تصور کیا جاتا ہے۔ دیش کی آزادی کے بعد یہ سمجھا گیا تھا کہ صدیوں کی غلامی کا احساس کم ہو جائے گا اور لوگوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے آزادانہ انتخابات ایک بڑا ذریعہ ہو سکتے تھے۔ لیکن گذشتہ تیرہ سال کے عرصہ میں ریاست میں حکومتی گدیوں پر مسند لیڈروں نے ہر موقع پر انتخابات کو ایک مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ خواہ یہ انتخابات عام ہوں یا دوسرے عوامی اداروں کے۔ اول تو انتخابات کروائے ہی نہیں جاتے اور اگر کسی طور انتخابات کروانے کا مرحلہ آ ہی جاتے تو سو فیصدی نشستوں پر حکمران جماعت کے امیدواروں کو کامیاب کروانے کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر میں کل تین میونسپل کمیٹیاں ہیں۔ جموں اور سرینگر کی میونسپل کمیٹیوں کو ایک عرصہ سے توڑ دیا گیا ہے۔ اور بار بار مطالبہ کے باوجود انتخابات نہیں کروائے جا رہے ہیں۔ یوں جموں میونسپلٹی کے انتخابات گذشتہ اٹھارہ سال سے نہیں ہوئے اور وہاں پر تمام کے تمام نامزد ممبروں کی میونسپل کونسل عوام پر ٹھونس دی گئی ہے۔ یہی حالت ٹاؤن ایریا کمیٹیوں کی ہے۔

پنچائتوں کے حالیہ انتخابات میں حکمران پارٹی کے سارکتوں کو کامیاب کروانے کے لئے انتہائی قسم کے شرمناک حربوں کو استعمال میں لایا گیا ہے۔ اور پھر بھی کسر کو پورا کرنے کے لئے نامزدگیوں سے کام لیا گیا ہے۔ صرف صوبہ جموں میں ۱۳۷ منتخب شدہ ممبروں کے مقابلہ میں ۱۱۸۴ اصحاب کو نامزد کر دیا گیا ہے۔ اور یہ نامزدگیاں بھی عجیب من مانے ڈھنگ سے عمل میں لائی گئی ہیں۔

انتخابی عذرداریاں

انتخابات میں بے ضابطگیوں کی علاج انتخابی عذرداریاں ہوتا ہے لیکن ہمارے ہاں ریاست میں ان عذرداریوں کا جو حشر ہوتا ہے وہ اور بھی دردناک ہے۔ لوکل باڈیز کے انتخابات میں دھاندلی کے متعلق عذرداریوں کی بات ہی کیا۔ جنرل انتخابات کے سلسلہ میں عذرداریوں کا جو حشر ہو رہا ہے اس سے ریاست میں جمہوریت کی تصویر کا گھناؤنا روپ خوب سامنے آ جاتا ہے۔ ۱۹۵۷ء کے جنرل انتخابات میں بے ضابطگیوں کے متعلق پرجا پریشد نے قریباً درجن کے قریب انتخابی عذرداریاں دائر کی تھیں۔ مگر چار سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ایک درجن کے قریب عذرداریاں ابھی تک الیکشن ٹریبونل کے پاس ہی فیصلہ طلب ہیں۔ بار بار مطالبہ کے باوجود انتخابی عذرداریوں کی سماعت کے لئے دوسرا الیکشن ٹریبونل مقرر نہیں کیا گیا۔ ان حالات میں کوئی بھی ذی ہوش انسان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ ریاستی حکمران کس قسم کے فاسسٹ اور غیر جمہوری طریقہ کار پر عمل پیرا ہیں۔

آئندہ جنرل انتخابات

ریاست میں آئندہ جنرل انتخابات ۱۹۶۲ء کے شروع میں کروانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں ہمیں گذشتہ انتخابات کے تلخ تجربات کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ریاست میں بھارت کے الیکشن کمیشن کا دائرہ اختیار بڑھا دیا گیا ہے۔ لیکن انتخابات کروانے سے متعلق ریاست کے لئے اپنا الگ قانون اور ضابطہ برقرار رکھا گیا ہے۔ اس طور الیکشن کمیشن کے اختیارات کو محدود بنانے سے صاف عیاں ہے کہ ریاست کے برسر اقتدار رہنماؤں کے ارادے کیا ہیں۔ چنانچہ ان فاسسٹ رجحانات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں ابھی سے تیاریاں شروع کرنی ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے حقوق کی رکھشا کے لئے ہر طرح تیار اور منظم کرنا ہے۔

اس سلسلہ میں ریاست کے وزیر اعظم بخشی غلام محمد اور اُن کے ساتھیوں کو مجھے آج پھر یہی کہنا ہے کہ وہ انتہاس پر نظر دوڑائیں اور غیر جمہوری و فسطائی قسم کے طرز عمل کے

ناک نتائج پر ٹھنڈے دل سے وچار کریں۔

مالی امداد کے نتائج

بھارت کے ساتھ الحاق کے نتیجہ کے طور پر ریاست کو ترقیاتی منصوبوں کے تحت مرکز سے کھلے دل کے ساتھ مالی امداد مل رہی ہے۔ ریاست کے پسماندہ عوام یقیناً اس امداد کے مستحق ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ریاست کے غریب عوام کے فلاح و بہبود کے نام پر ملنے والی رقوم کے اخراجات کے نتائج کیا سامنے آرہے ہیں اور بھاری رقوم کے اخراجات کا عوام کی اقتصادیات پر اثر کیا پڑ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں نہایت دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ترقیاتی منصوبوں کے تحت خرچ کی جانے والی ان رقوم کا نہایت غلط استعمال ہو رہا ہے۔ یہ روپیہ چند گھرانوں کی زینت بنتا جا رہا ہے۔ غریب کی حالت دن بہ دن بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ مگر محض چند گھرانوں کی خوشحالی کو عوام کی خوشحالی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

میں اس سلسلہ میں سرکار سے مطالبہ کروں گا کہ ایک ایسا کمیشن مقرر کیا جائے جو اس بات کا جائزہ لے کہ ترقیاتی منصوبوں کے تحت خرچ کی جانے والی رقوم سے غریب عوام کو کتنا فائدہ پہنچا ہے اور اگر خوشحالی آئی ہے تو کن گھرانوں میں؟

غلط منصوبہ بندی

بڑھتی ہوئی بیروزگاری، کمر توڑ ٹیکسوں کی بھرمار اور تشویشناک حدوں کو چھو رہی مہنگائی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ہمارے دیش کے ترقیاتی منصوبے غلط ہیں۔ اور منصوبہ بندی ملک کے ذرائع۔ وسائل اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر نہیں کی گئی ہے۔

ہمارے ہاں جموں و کشمیر میں کروڑوں روپیہ کی بربادی کا بڑا کارن یہ ہے کہ روپیہ من مانے ڈھنگ سے خرچ کیا گیا ہے۔ ترقیاتی کام ذاتی اور سیاسی مصلحتوں کو پیش نظر رکھ کر شروع کئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ لاکھوں روپیہ کی بربادی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ عوام کی خوشحالی کے لئے ترقیاتی کام جامع منصوبہ بندی اور PRIORTY کو طے کر کے ایسے کام ہاتھ میں لینے کی ضرورت ہے جن سے صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافہ ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار مل سکے ——

لیکن آج تک بیشتر کام ایسے کئے گئے ہیں جن سے قومی آمدن اور پیداوار میں اضافہ تو درکنار رہا بلکہ ان کاموں کو MAINTAIN رکھنے کے لئے مزید اخراجات کی ضرورت ہے۔ پیداوار میں اضافہ نہ ہونے کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ مہنگائی دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔ ضروریاتِ زندگی نایاب ہوتی جا رہی ہیں جس سے عوام کی پریشانیوں اور مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

زرعی اصلاحات

آج کے دور میں زرعی اصلاحات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جاگیرداری اصول کو تسلیم کرتی ہے کہ زمین کا مالک کاشتکار ہونا چاہیئے۔ مگر ریاست جموں و کشمیر میں زرعی اصلاحات بغیر کسی جامع منصوبہ بندی کے تعصب اور عناد کی بنیادوں پر عمل میں لائی گئی ہیں۔ ان نام نہاد اصلاحات سے نہ کسان کی حالت بہتر ہو سکی ہے اور نہ ہی زمیندار خوش ہے۔ دونوں آپسی جھگڑوں میں تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ زمین کے جھگڑوں سے متعلق ہزاروں مقدمات کئی کئی سال سے فیصلہ طلب پڑے ہیں۔ قانون کے مطابق ان جھگڑوں کا فیصلہ بھی نہیں ہونے دیا جاتا۔ اور قدم قدم پر بے جا مداخلت کی جاتی ہے —— کسانوں کو دو دو اور تین تین ایکڑ زمین دی گئی ہے۔ اس زمین سے نہ تو وہ اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتے ہیں اور نہ ہی زمین کے لالچ میں مزدوری وغیرہ کے لئے گھر سے باہر نکل سکتے ہیں جہاں کسانوں کو کنبہ کی پرورش کے لئے ایک حد مقرر کر کے مزید زمین مہیا کرنے کی ضرورت ہے وہاں زرعی اصلاحات کا شکار ہونے والے چھوٹے چھوٹے زمینداروں کی آبادکاری کا بھی

ایک اہم سوال ہے۔ لیکن حیرانگی اس بات کی ہے کہ زرعی اصلاحات میں خامیاں تسلیم کرنے کے باوجود سرکار کی طرف سے اس مسئلہ کے قطعی حل کے لئے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا رہی ہے۔ ہمارا اس تعلق میں یہ مطالبہ ہے کہ فوری طور پر ایک لینڈ کمیشن کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ جو زرعی اصلاحات کے بارہ میں متذکرہ تمام خامیوں پر وچار کرے اور مسئلہ کا حل تلاش کرے۔

غذائی بحران

۱۹۴۷ء میں موجودہ کانفرنسی سرکار کے قیام سے قبل ریاست غذائی لحاظ سے عموماً خود کفیل تھی۔ مگر سرکار کی غلط پالیسیوں اور نام نہاد زرعی اصلاحات کا نہایت برا اثر ریاست کی پیداوار پر پڑا ہے۔ نتیجہ کے طور پر زرعی پیداوار کو بڑھانے کے نام پر کروڑوں روپیہ کے اخراجات کے باوجود یہ مسئلہ الجھتا ہی گیا۔ اور واقعات کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ریاستی حکمرانوں نے غذائی مسئلہ کے سلسلہ میں انتہائی قسم کی بنگلنگ سے کام لیا ہے ——— آپ جانتے ہی ہیں کہ سرکار کی غلط غذائی پالیسی کے خلاف پرجا پریشد کو گذشتہ سال باقاعدہ طور پر ایک اندولن کا اعلان کرنا پڑا تھا اور چاولوں کی نقل و حرکت پر عائد شدہ بے جا پابندیوں کو ختم کروانے کے لئے جدوجہد کرنا پڑی۔ لیکن حسب دستور اس موقع پر ہمارے خلاف طرح طرح کے الزامات عائد کئے گئے۔ کبھی ہمیں سودخوروں اور منافع کمانے والے درمیانہ داروں کا ایجنٹ قرار دیا گیا۔ اور کبھی کہا گیا کہ پرجا پریشد کے مطالبات کو ماننے سے مارکیٹ کے سارے چاول سٹاکسٹ جمع کر لیں گے، مارکیٹ گراں کریں گے۔ لیکن حقیقت آخر حقیقت تھی۔ چنانچہ آج آپ دیکھتے ہیں کہ غذائی زونل سسٹم ختم کرنے سے کتنا فرق پڑا ہے۔ جو چاول دیہاتوں میں چالیس اور پچاس روپیہ فی من کے حساب سے بھی نایاب تھے، آج چاولوں کی کمی سے وہ ہاہاکار نہیں اور قیمتوں میں بھی بھاری کمی واقع ہوئی ہے۔ کہا جاتا تھا کہ سارا چاول بیوپاری خرید لیں گے۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ بیوپاریوں نے بھی چاول خریدا اور گورنمنٹ کو اس بار اتنا چاول ملا ہے کہ اس سے قبل اتنا کبھی نہیں ملا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو غلہ بلیک مارکیٹ میں فروخت ہوتا تھا وہ سامنے آ گیا ہے۔

غذائی زونل سسٹم ختم کر کے سرکار نے ہمارے ایک مطالبہ کو تو مان لیا ہے اور اس کا کتنا اچھا نتیجہ نکلا ہے اسے آج سرکار خود تسلیم کرتی ہے۔ ہمارا دوسرا اہم سجھاؤ یہ ہے کہ آٹا اور گندم کے نرخ چاولوں کے مقابلہ میں کم کر دیئے جائیں۔ اس سے جہاں غریب عوام کو فائدہ پہنچے گا وہاں چاولوں کی قلت کا مسئلہ حل ہونے کے ساتھ ساتھ سرکار کو بھی مقابلتاً کم خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔ کیونکہ چاولوں کی سپلائی پر سرکار کو آٹا اور گندم کے مقابلہ میں بہت زیادہ خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ پچھلے کچھ عرصہ سے غذائی مسئلہ کے شدت کی طرف دھیان دیا جا رہا ہے۔ میرا اس سلسلہ میں حکمرانوں کو یہ مشورہ ہے کہ غذائی مسئلہ کو پارٹی مفاد کا ذریعہ نہ بنایئے۔ اور اس مسئلہ کو ایک قومی سوال سمجھ کر سبھی کے تعاون سے اسے حل کرنے کی کوشش کیجئے۔ کیونکہ اسی فیصدی سے زائد آبادی کسان ہوتے ہوئے بھی غذائی طور پر ہمارا خود کفیل نہ ہونا، بڑے اپمان کی بات ہے۔

صنعتی پالیسی

زمین پر بڑھتے ہوئے دباؤ اور بیروزگاری کے مسئلہ کا بڑا حل صنعتوں کو فروغ دینے سے ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اس تعلق میں کروڑوں روپیہ کے اخراجات کے باوجود ریاستی صنعتوں کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی ہے۔ واقعات شاہد ہیں کہ سرکار کی نالائقی اور بدانتظامی کی وجہ سے جہاں پرانے وقتوں کے کارخانے اور دستکاریاں دم توڑتی جا رہی ہیں وہاں کوئی بھی نیا کارخانہ قائم نہیں ہو پایا ہے جس سے لوگوں کو روزگار ملنے کے ساتھ ساتھ قومی آمدن میں اضافہ ہوتا۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صنعتوں پر خرچ کی جانے والی بھاری رقم [illegible] ان

کام دن سے پورا نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بد انتظامی کو دور کرتے ہوئے صنعتی پالیسیوں کی خامیوں پر دوبارہ غور کر کے اصلاح کی طرف قدم بڑھائے جائیں۔

مزدوروں کے مسائل

سرکار کی طرف سے بات بات میں غریب مزدور کی بہتری کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن حیرانگی کی بات ہے کہ مزدور کی بہتری سے تعلق رکھنے والے سارے قوانین ابھی تک ریاست میں لاگو نہیں کئے گئے ہیں۔ آج اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ مزدوروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے محض نعرہ بازی سے کام لینے کی بجائے عملی اقدامات کئے جائیں اور اس طرف خاص توجہ دی جائے۔

مکانیت کا مسئلہ

روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرنا جمہوری دور میں سرکار کا فرض اولین ہوتا ہے۔ لیکن روٹی کپڑا کی بات ہی جانے دیجئے۔ آج ریاست میں مکانیت کے اہم مسئلہ کے حل کے سلسلہ میں بھی نہایت غلط طریقہ کار سے کام لیا جا رہا ہے۔ بڑی بڑی کوٹھیوں اور اثر و رسوخ کے مالکوں کو مکان بنانے کے لئے سہولیات دی جا رہی ہیں جبکہ اس مسئلہ کے حل کے لئے مستحق لوگوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

ناقص طریقہ تعلیم

کہنے اور پراپیگنڈہ کے لئے تو تعلیم مفت کر دی گئی ہے مگر سوال یہ ہے کہ ریاست میں تعلیمی اداروں کی حالت کیا ہے اور اس تعلیم کا لابھ کیا پہنچ رہا ہے؟ تعلیمی ادارے بغیر کسی سروے اور انتظام کے کھول دیئے گئے ہیں۔ تعلیمی ڈھانچہ اس قدر ناقص ہے کہ دھڑا دھڑ بیکاروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور تعلیمی اداروں میں ڈسپلن کا فقدان دن بدن تشویشناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ڈسپلن اور کیریکٹر کی اس کمی کا نہایت برا اثر سارے سماج پر پڑ رہا ہے۔ جب تک موجودہ تعلیمی نظام میں انقلابی قسم کی تبدیلیاں عمل میں نہیں لائی جاتیں اور تعلیم کو عملی اور ٹیکنیکل نہیں بنایا جاتا اس تعلیم کا کوئی لابھ نہیں ہو سکتا۔ طلباء میں بڑھتی ہوئی مادہ پرستی اور چڑچڑاپن کو دور کرنے کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ طلباء کو سیاسی تحریکوں میں شامل نہ کرنے کا اعلان ایک مبارک قدم ہے بشرطیکہ سرکار اپنے اعلان پر کاربند رہ کر عمل کرے۔ کیونکہ آج تک سرکار کے اعلانات اور عمل میں ہمیشہ تضاد رہا ہے۔

کواپریٹو تحریک اور پنچائتیں

کواپریٹو تحریک اور پنچائتیں دیہاتی اور پسماندہ عوام کو ابھارنے میں کافی مددگار ثابت ہو سکتی ہیں لیکن دکھ کی بات ہے کہ ان تحریکوں کے نتائج نہایت مایوس کن سامنے آ رہے ہیں۔ اس کا بڑا کارن یہ ہے کہ ان اداروں کو برسر اقتدار جماعت نے اپنے ذاتی اور سیاسی مفاد کا ذریعہ بنا لیا ہے۔

صحت عامہ

صحت عامہ کو بہتر بنانے کے نام پر بھاری رقومات صرف کی جا رہی ہیں۔ لیکن "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق بیماریوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ صحت عامہ کو بہتر بنانے کے لئے زیادہ ہسپتال کھولنے کی بجائے بیماریوں کے موجب کو جان کر ان کا قلع قمع کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ اور یونانی و آیورویدک طریقہ علاج کو مقبول عام بنانے کی آوشکتا ہے۔

سلال پراجیکٹ اور ریلوے لائن

سلال پراجیکٹ کی تعمیر اور جموں تک ریلوے لائن بچھانے کا سوال ریاستی عوام کی اقتصادیات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ لوک سبھا میں بھارتیہ جن سنگھ کے نیتا شری اٹل بہاری

باجپئی اور دوسرے رہنماؤں نے ریلوے لائن کے اِس سوال کو اُبھارا کہ یہاں کے عوام کی ایک بڑی مانگ کی طرف سرکار کی توجہ دلاتی ہے۔ مجھے اِس موقع پر سرکار کو پھر یہی کہنا ہے کہ سلال پراجیکٹ کی تعمیر اور ریلوے لائن بچھانے کے اِن اہم کاموں کو فوری طور پر ہاتھ میں لیا جائے۔

بھرشٹاچار

میں نے پہلے بھی کئی بار اِس بات کو دُہرایا ہے اور آج بھی مجھے یہی کہنا ہے کہ ہماری آمدن گھٹے یا نہ بڑھے۔ ترقیاتی سکیمیں بنیں یا نہ بنیں۔ لیکن اگر بھرشٹاچار کا خاتمہ کر دیا جائے تو یقینی طور پر ہم آگے بڑھیں گے۔ آج اقتصادی بحران۔ ترقیاتی منصوبوں کی ناکامی اور ہر افراتفری کا سب سے بڑا کارن بڑھتا ہوا بھرشٹاچار اور بے ایمانی ہے۔ اِس بات کا اعتراف بخشی غلام محمد نے خود ۱۹۵۳ء میں وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالتے ہوئے اپنی پالیسی تقریر میں کیا تھا۔ لیکن آج مجھے یہ کہتے ہوئے دُکھ ہوتا ہے۔ کہ وزیرِ اعظم کے اِس اعتراف سے لے کر آج تک بھرشٹاچار اور بے ایمانی میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ بخشی غلام محمد جیسا با اختیار پرائم منسٹر اگر ایمانداری سے اِس بدعت کو ختم کرنا چاہے تو یہ اُن کے لئے کوئی مشکل بات نہیں۔ لیکن ایسا کرنے سے قبل سرکاری گدیوں پر براجمان رہنماؤں کو پہلے اپنے اندر تبدیلی لانا ہوگی۔

انتظامیہ

عوام اور مُلک کی بہتری کے لئے جہاں بددیانتی اور رشوت ستانی کا قلع قمع کرنے کے لئے مضبوط اور ایماندارانہ قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے وہاں انتظامیہ میں سُدھار نہایت لازمی ہے۔ آج ریاست میں ایڈمنسٹریشن کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے وہ شاید ہی کبھی کسی دور میں ہوئی ہوگی کہ ایک کی جگہ پانچ پانچ اہلکاروں کو مامور کرنے کے باوجود کام سُدھر نہیں رہا۔ اِس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عام تقرریاں اور ترقیاں تعلیمی معیار، قابلیت اور سینیارٹی کو بالائے طاق رکھ کر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ قابل اور محنتی اہلکاران کی حوصلہ شکنی کر کے خوشامدی اور اپنے منظورِ نظر لوگوں کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ اعلیٰ عہدوں پر تقرریوں کے سلسلہ میں پبلک سروس کمیشن کی اہمیت کو برائے نام بنا دیا گیا ہے۔ اِس کے علاوہ ملازمتوں میں بے جا طور پر توسیع انتظامیہ کے تمام پہلوؤں پر بُری طرح اثر انداز ہو رہی ہے اور اہلکاران میں بددلی کا ماحول پیدا ہو رہا ہے۔ انتظامیہ میں سُدھار کے لئے سیاسی مصلحتوں اور ذاتیات سے اوپر اُٹھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

سابقہ فوجیوں کی قابلِ رحم حالت

ریاست میں سابقہ فوجیوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ اِن بہادر لوگوں نے اپنی ساری زندگیاں دیش کی رکھشا کے لئے ارپت کر رکھی ہیں مگر آج وہ مہنگائی اور اقتصادی بدحالی کا بُری طرح شکار ہیں۔ اِس دور میں بھی اُنہیں ایک ایک اور دو دو روپیہ پنشن دینا ایک بہت بڑی ناانصافی ہے۔ اِس سلسلہ میں مجھے جہاں سرکار سے اُن کی حالت کو سُدھارنے کا مطالبہ کرنا ہے وہاں اِن غیور لوگوں سے بھی یہ کہنا ہے کہ وُہ خود غرض عناصر کی چالوں سے باخبر رہیں۔

چھوٹے ملازمین

ہماری ریاست میں چھوٹے ملازمین کی تنخواہوں کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کمر توڑ مہنگائی کے اِس دور میں اُنہیں جو تنخواہیں دی جا رہی ہیں اُن سے زندگی کی گاڑی کو چلانا کسی بھی انسان کے لئے نہایت مشکل

بات ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ کسی بھی ملازم کی تنخواہ موجودہ حالات میں سو روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ریاستی ملازموں کو بھی دیش کے دوسرے حصّوں کی طرح طبّی و دوسری مراعات ملنی چاہیئیں۔

جب سرکار اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ ریاست کی آمدن بہت بڑھ گئی ہے اور ریاست کا بجٹ بھی ہر سال منافع کا ہوتا ہے تو ان ملازمین کی تنخواہوں کو معقول حد تک نہ بڑھانا ایک بڑا ظلم ہے۔ اسی طرح سول پنشنروں کی حالت بھی قابلِ غور ہے۔

شرنارتھی مسئلہ

باقی سارے ہندوستان میں شرنارتھی مسئلہ جہاں طے شدہ مراحل میں داخل ہو چکا ہے وہاں ہمارے ہاں ریاستی شرنارتھیوں کی آبادکاری کا سوال ابھی تک بنیادی طور پر حل طلب ہے۔ اس کا بڑا کارن یہ ہے کہ اس مسئلہ کے حل کرنے میں فرقہ دارانہ ذہنیت اور سیاسی اغراض کو پیش پیش رکھا جاتا ہے۔ ہماری یہ مانگ ہے کہ اس مسئلہ کو دیش کے دوسرے حصّوں کی طرح باقاعدہ قوانین کے تحت نپٹایا جائے۔ شرنارتھیوں کے کلیم رجسٹر کر کے انہیں معاوضہ دیا جائے اور بارڈر پر بسنے والوں کو مناسب ریلیف بہم پہنچائی جائے۔

ہری جن اور پسماندہ طبقے

ہری جنوں اور پسماندہ طبقوں کے فلاح و بہبود کا سوال ایک بڑا اہم معاملہ ہے۔ لیکن تشویش کی بڑی بات یہ ہے کہ ان پسماندہ عوام کے فلاح و بہبود کے نام پر چند سیاسی شاطر نہایت خطرناک پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ وہ اپنے مفادِ خصوصی کی خاطر ہری جن اور سورن ہندو۔ بیک ورڈ اور فارورڈ کے سوال پیدا کر کے سماجی ایکتا کو شدید زک پہنچا رہے ہیں۔ ان حالات پر ہر محبِ وطن کو بڑی سنجیدگی سے وچار کرنے کی ضرورت ہے۔

قومی ایکتا کے نام پر سرکار سے میری یہ اپیل ہے کہ جہاں وہ ان پسماندہ عوام کی حالت کے سدھار کی طرف خاص توجہ دے وہاں سماجی ایکتا کے تقاضوں کو فراموش نہ کرے۔

مجھے اس سلسلہ میں پرجا پریشد کے کارکنوں سے خاص طور پر یہ کہنا ہے کہ وہ پسماندہ طبقوں اور ہری جنوں سے خاص رابطہ پیدا کریں اور انہیں خودغرض عناصر کے گمراہ کن پروپیگنڈہ سے باخبر رکھیں۔

بچھڑے ہوئے عوام کے علاوہ مہاجروں ٹرانسپورٹروں اور مختلف سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں کام کرنے والے کرمچاریوں کے بہت سے مسائل ہیں جو خاص توجہ کے محتاج ہیں۔

ہمارا رول

ہمارا کام مخالفت برائے مخالفت نہیں۔

ہماری لڑائی سدھانتوں کی لڑائی ہے۔ ہم نے اپنے سامنے ہمیشہ تعمیری نقطۂ نگاہ رکھا ہے۔ اور پرجا پریشد کا سارا اتہاس اس بات کا ساکشی ہے کہ ہم سرکار کا ورودھ کرتے ہوئے قربان کرتے جا رہے ہیں۔ ہم نے سدھانتوں کو چھوڑ کر کبھی اقتدار کی خواہش نہیں کی۔ اور نہ ہی ہم اقتدار کی خاطر آج کچھ اور کل کچھ کہنے کے لئے تیار ہیں۔

ورودھی جماعت اور جمہوری تقاضوں کے پیش نظر متذکرہ مسائل اور خامیوں کی طرف ہم سرکار اور عوام کی توجہ دلانا اپنا کرتویہ سمجھتے ہیں۔ خواہ اس کے لئے ہمیں کتنے ہی مصائب کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔

حکمرانوں پر بھی لازم آتا ہے کہ وہ اپنے طرزِ عمل پر ٹھنڈے دل سے وچار کریں اور دیکھیں۔ آیا وہ اپنے عمل سے وطن دشمن طاقتوں کے ہاتھ تو مضبوط نہیں کر رہے ہیں؟ اور ملک کے دشمنوں کو ملک کے پروپیگنڈہ کے لئے مواد تو مہیا نہیں کر رہے ہیں؟

کارکنوں سے اپیل

متذکرہ تاریکی کے ماحول کو روشنی میں بدلنے اور سرکار کی جبرہ دستیوں کے خلاف سینہ سپر رہنے کیلئے آج جہاں ہم نے اپنے عہد کو پھر دہرانا ہے وہاں مجھے پرجا پریشد کے کارکنوں سے اور بھی کچھ ضروری باتیں کہنی ہیں :-

- شراب نوشی کی بدعت دن بہ دن تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ سرکاری طور پر اس بدعت کو روکنے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے لیکن اس بدعت کا ہمارے سماج اور آنے والی نسلوں پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ پرجا پریشد کے کارکنوں کو چاہیے کہ وُہ اس طرف بھی ہر ممکن دھیان دیں۔ شراب نوشی کی بدعت کے شکار بھائیوں کو اس کے خطرناک نتائج سے آگاہ کریں۔ اور اُنہیں اس بیماری سے بچانے کا جتن کریں۔
- حکمران اپنے اقتدار کی قائمی کی خاطر عوام میں انتشار پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے۔ برادری ازم اور طبقاتی دھڑے بندیوں کی آڑ لے کر لوگوں کو تقسیم در تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس غرض کے لئے چند زرخرید مہروں کو استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ پرجا پریشد کے کارکنوں کا فرض ہے کہ وُہ عوام کو برادری ازم اور طبقاتی دھڑے بندیوں سے بچانے کا پُورا پُورا جتن کریں اور قومیت کے نظریہ سے اُنہیں روشناس کرواتے ہوئے پریم بھائی چارہ اور اتحاد کا سندیش لوگوں تک پہنچائیں۔
- ہمیں دیہاتوں میں چھوٹے موٹے تعمیری کاموں کو آپس میں مل کر خود اپنے ہاتھوں کرنے کیلئے لوگوں کو ترغیب دینی چاہیئے۔ اور اُنہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھانا چاہیئے۔
- پرجا پریشد کے کارکنوں کو اس بات کو دھیان میں رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بلا وجہ کسی سرکاری اہلکار سے اُلجھنا نہیں ہے۔ غلط اور غیر جمہوری روش اختیار کرنے والے اہلکاران کو سمجھاتے ہوئے اُنہیں آج کے دَور کی ذمہ داریوں کا احساس کروانے کی کوشش کرنی ہے۔ اور بے ایمان و رشوت خور اہلکاروں کے خلاف آواز بلند کرنی ہے جتنی کہ سرکار ان کے خلاف ایکشن لینے کے لئے مجبور ہو جائے۔
- اور سب سے بڑھ کر پرجا پریشد کے ہر کارکن کو سماجی و اخلاقی برائیوں سے بچتے ہوئے اپنے آپ کو دوسروں کے لئے ایک آدرش انسان کے طور پر پیش کرنا ہے۔ پرجا پریشد کے سندیش کو گھر گھر پہنچانا ہے۔ گاؤں گاؤں میں تنظیمی کمیٹیاں قائم کرتے ہوئے ریاست کے اُن حصوں میں بھی پہنچنا ہے جہاں ابھی تک پرجا پریشد کی تنظیم نہیں بن پائی۔

بھاری مشکلات کے باوجود دُور دراز علاقوں سے یہاں اس موقع پر اس قدر بھاری تعداد میں اکٹھے ہونے کے لئے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ آپ ان دنوں یہاں اکٹھے بیٹھ کر ریاست اور عوام کے مسائل پر پڑی سوچ وچار کے بعد اپنے لئے آئندہ لائحہ عمل طے کریں گے۔

آخر میں مجھے آپ سے پھر یہی کہنا ہے کہ سختی، تنگی، غریبی اور مصیبتوں میں ہمیں حوصلے توڑ کر ضمیر فروشی پر نہیں اُترنا ہے بلکہ ہر بُرائی سے ٹکر لیتے ہوئے اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم بہادر ویروں کی سنتان ہیں اور اپنے مان سمان کی ہر قیمت پہ رکھشا کریں گے۔

جے بھارت

(پریم ناتھ ڈوگرہ)

سواگت سمیتی کے پردھان شری امرناتھ ایڈووکیٹ کا بھاشن

آدرنیہ ماتاؤ اور پرتشٹھت بندھوؤ !

ہم پرجا پریشد کے بارھویں وارشک ادھیویشن میں حصہ لینے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ ریاست کی ستھتی، حکومتی پارٹی کی سوبھ پرستی، اور پکشپات کی نیتی۔ پانچسالہ یوجنائیں ریاست کے مختلف حصوں میں ترقی کے مناسب کام وغیرہ گہری سمسیاؤں پر وچار کرتے اور آدیش جناؤ جن میں اپنی پرگتی اور ترقی کا دارومدار ہے، کی روپ ریکھا بنانے کے لئے کوشاں ہوتا ہے۔ آپ دور دراز کے مقامات سے جسمانی اور مالی تکالیف برداشت کر کے دیش کے بھلے کے لئے وچار کرنے کیلئے پدھارے ہیں میں آپ کا سواگت کرتا ہوں۔ جب ہم اتنی بھاری تعداد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو مرضی کے باوجود کبھی پربندھ کے بارے میں خامی ہو جاتی ہے کہ کارن کچھ کٹھنائی بھی ہو جاتی ہے۔ امید کرتے ہیں کہ آپ سب کا سہیوگ اور تعاون رہا تو کوئی خامی نہیں رہے گی۔ ایسا میرا وشواس ہے۔

ریاست کے علاقہ پر پاکستان کے ناجائز قبضہ کی تکالیف سے ابھی نپٹ نہیں پائے تھے کہ چین کی طرف سے وشواس گھاتی حملے نے جنتا کی ستھتی میں ڈال دیا ہے۔ آج کے حالات میں بڑی ہوشیاری مستعدی اور سنگٹھن کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہم کسی بھی کوشش اور بلیدان کے لئے تیار ہیں۔ ریاستی اور کیندریہ سرکاروں کی ڈھیل پالیسی دونوں حملہ آوروں کو شہ دے رہی ہے۔ ہم بلند آواز سے دونوں سرکاروں کو وشواس دلاتے ہیں کہ راشٹریہ سمسیا کے حل میں دیش کا بچہ بچہ اپنے کرتویہ کے پالن کے لئے کمربستہ ہے۔ سرکار اپنی مردانگی سے کام لیں۔ جنتا پر وشواس کریں۔ اور جنتا کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے کوئی ٹھوس قدم اٹھائے۔

ان خطرناک حالات کی موجودگی میں ریاست کی حکومت کو جس گمبھیرتا۔ دھیرج اور انصاف کی نیتی سے کام لینا چاہئے وہ نہیں ہو رہا۔ بدانتظامی، رشوت خوری اور پکشپات زوروں پر ہے۔ روپے کے کھلے استعمال سے جنتا کا کیریکٹر گرایا جا رہا ہے۔ اگر روپیہ کے زور سے لوگوں کی خرید و فروخت اسی پرکار جاری رہی تو کیریکٹر مکمل طور پر مفقود ہو جائے گا۔ اور انسان انسانیت کے درجے سے پھسل کر حیوان کی سطح پر آ جائے گا۔ یہ ایک نہایت فکر کا مقام ہے جس پر ہمیں بڑی گمبھیرتا سے وچار کرنا ہے۔ کیا ہم نے دھن دولت کو اتنی اہمیت دینی ہے کہ وہ ہمارے عزت آبرو اور مان کی بھی بلی دیدے۔ یا اس کو دنیاوی ترقی کا ایک سادھن مان کر اس سے مناسب لابھ لینا ہے۔

دستکاروں کی ترقی کی طرف دھیان دینا نہایت ضروری ہے۔ آج گورنمنٹ نے پارٹی کے آدھار پر کوٹے بانٹ کر اپنے کچھ منظور نظر لوگوں کی مالی حالت ضرور سدھاری ہے لیکن اس پرورتی سے ریاست کو اور دیش کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔ ۱۴ روپے سیر کا سٹین لیس (STAINLESS STEEL) گورنمنٹ کی مہربانی سے ایک وکتی کو ۴ روپے سیر ملے اور ریاست میں ایک بھی برتن نہ بنے۔ سالم کوٹہ بمبئی میں ہی بک جائے تو اس نام نہاد انڈسٹریل اسٹیٹ کا کیا فائدہ ہے؟ صرف انڈسٹریل اسٹیٹ بلڈنگ لکھ دینے سے انڈسٹریل ترقی نہیں ہوتی۔ مقامی تیار مال چاہیے گھٹیا قسم کا کیوں نہ ہو اس کا معیار بڑھانا چاہئے نہیں تو ہماری پوزیشن لکڑی کی ٹانگیں لگا کر چلنے والی ہو جائیگی۔ انڈسٹری کی ترقی تبھی ہو سکتی ہے جب ہم پیچھا اور [illegible] سے ہم کچھ [illegible] جو صرف دھن کمانے کو ہی زندگی کا مقصد

نہیں مانتے، دستکاریوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر دیش کے سماج کے ہت کو سامنے رکھ کر کام کریں اور گورنمنٹ سچے (GENUINE) ویکتیوں کی سہائتا کر کے حفاظت کرے۔

گورنمنٹ کی صوبہ پرستی اور پکشپات کا چرچا آپ سنیں گے۔ آپ نے اس کا تلخ تجربہ کیا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے جموں کا نظر انداز کیا جانا، جموں کے ادھیکاروں کا چھنتے جانا، ایسی ستھتی کا نرمان کر رہا ہے جو آپسی پریم کے واتاورن کو سماپت کر کے بغض و حسد اور ناچاقی کو تقویت دے رہا ہے۔ اس ڈھلوان سڑک پر بے لگام دوڑتے ہوئے رتھ کو روک لگانی ہے۔ نہیں تو یہ نشچت ہی گڑھے میں گرا کر رتھ اور رتھ میں بیٹھے سواریوں کو لے ڈوبے گا۔

پرجا پریشد نے بارہ برسوں سے اپنی تاریخ میں دیش دروہی اور ریاست کو ہندوستان سے الگ رکھنے والی طاقتوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ریاست کو بھارت کے باقی صوبوں کی طرح ایک سطح پر لانے کے لئے ہمارا "ایک ودھان، ایک پردھان اور ایک نشان" کا نعرہ ہمارے لئے منتر بن چکا ہے۔ جب تک ریاست کی امتیازی پوزیشن ختم نہیں ہو جاتی ہماری کوشش جاری رہے گی۔ ریاست میں بھارتیہ الیکشن کمشنر کا انعقاد اس ڈھنگ سے ہوا ہے کہ سنٹرل چناؤ ادھیکاری ریاست کے الیکشن لا کے ماتحت کام کرے گا۔ ریاست میں لوک سبھا کے چناؤ سیدھے نہ ہو کر حکومتی پارٹی کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس پرکار جنتا لوک سبھا میں اپنے حقیقی نمائندے بھیجنے سے محروم رہتی ہے۔

یہ ایک نہیں بیسیوں قسم کی سمسیائیں ہیں جن پر ہمیں غور کرنا ہے۔ میں آشا کرتا ہوں کہ آپ اتنا وقت اور دھن خرچ کر کے اپنے دور دور استھانوں سے آئے ہیں تو وقت کا پورا لابھ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ میں آپ کا پھر سواگت کرتا ہوں۔

(رام ناتھ بلگوترہ)

سیاسی قرارداد

ریاست جموں و کشمیر تواریخی۔ تمدنی اور جغرافیائی لحاظ سے ہمیشہ بھارت کا ایک حصہ چلی آئی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی غیر قدرتی تقسیم کے نتیجہ کے طور پر پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ پاکستان نے جارحانہ حملہ کر کے جموں و کشمیر کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ مگر مہاراجہ بہادر نے دیش کی آزادی کے بعد نئی صورت حال کے مطابق اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ریاست کا بھارت کے ساتھ الحاق کیا۔ یہ الحاق آئینی و قانونی لحاظ سے جہاں ہر طرح مکمل تھا وہاں ریاست کی مختلف سیاسی جماعتوں نے بھی متفقہ طور پر اس الحاق کی تصدیق کی۔ اس کے بعد چاہیئے تھا کہ ریاست کو دیش کے دوسرے حصوں کی طرح بھارت میں پوری طرح ملایا جاتا۔ لیکن بدقسمتی سے برسر اقتدار آنے والے کانفرنسی رہنماؤں نے ریاست اور بھارت کی ایکتا کے راستہ میں اڑچنیں حائل کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ بھارت کے آئین کی تشکیل کے موقع پر مفادِ خصوصی کے نمائندہ نیشنل کانفرنسی رہنماؤں نے بھارت کے ودھان میں ایک عارضی دفعہ ۳۷۰ رکھوا کر ریاست کے لئے امتیازی درجہ حاصل کیا اور اسی عارضی دفعہ کی آڑ لے کر ریاست کے لئے الگ ودھان - الگ نشان اور الگ پردھان (صدر ریاست) یعنی مستقل نوعیت کے اقدامات اٹھائے گئے۔

کانفرنسی رہنماؤں کی متذکرہ شاطرانہ چالوں اور بھارت کی سیاسی لیڈرشپ کی غلط اور کمزور پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آج تیرہ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ریاست کے حالات معمول پر نہیں آ رہے۔ دیش کی ایکتا اور ریاست کے مستقبل سے متعلق کانفرنسی رہنماؤں کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے [illegible] کی جماعت پرجا پریشد نے جو جہاد [illegible]

ں سے آج کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ پرجا پریشد کی جدوجہد کا ہی نتیجہ ہے کہ باقی بھارت اور ریاست کی ایکتا کی طرف کئی ایک قدم اٹھائے گئے ہیں لیکن ابھی بھی بہت کچھ حاصل کرنا باقی ہے۔ ریاست کے لئے الگ نشان - الگ پردھان - الگ ودھان اور الگ پرائم منسٹر دیش کی ایکتا کے تقاضوں کے لئے ایک بڑا چیلنج نہیں؟

ریاست کی سپیشل پوزیشن کی آڑ میں ریاست میں بسنے والے ہندوستانی عوام کو لوک سبھا کے لئے اپنے نمائندے منتخب کرنے اور دیگر اسی قسم کے بنیادی حقوق سے محروم رکھ کر جمہوریت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ریاست میں غیر ریاستی بھارتیہ عوام کی پوزیشن کو غیر ملکیوں کی طرح بنا دیا گیا ہے ——

—— اس طور جہاں قومی ایکتا کو شدید زک پہنچائی جا رہی ہے وہاں ریاست باسیوں میں علیحدگی کے رجحانات کو پنپنے کا موقع مل رہا ہے —— لہذا جموں و کشمیر پرجا پریشد کا یہ جنرل اجلاس اپنے نظریہ کا ایک بار پھر اعادہ کرتا ہے کہ ریاست کی موجودہ امتیازی پوزیشن ختم کر کے بھارت کا مکمل آئین دیش کے دوسرے حصوں کی طرح یہاں بھی لاگو کیا جائے اور جب تک اس مقصد کو حاصل نہیں کر لیا جاتا ہم آرام اور چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

پاکستان کے علاوہ شمال میں کمیونسٹ چین نے تبت میں خونی یلغار کے بعد ہماری ریاست کے بارہ ہزار مربع میل علاقہ پر جارحانہ قبضہ کر لیا ہے۔ حکمرانوں نے سرحدوں کی رکھشا کے سلسلہ میں نہ صرف مجرمانہ کوتاہی سے کام لیا ہے بلکہ کمیونسٹ چین کے حملہ کو صیغہ راز میں رکھ کر ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔

پرجا پریشد کا یہ اجلاس کمیونسٹ چین کی جارحیت کے علاقہ جات میں جارحیت کو وشواس گھات قرار دیتے ہوئے اسے دیش کی سورکھشا کے لئے ایک چیتاونی تصور کرتا ہے۔ لہذا ہمارا یہ مطالبہ ہے۔

(۱) دیش کو اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار کیا جائے اور دیش باسیوں کو فوجی تربیت دی جائے۔

(۲) سرحدوں پر ففتھ کالمسٹوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

(۳) کمیونسٹوں کی وطن دشمن چین نواز حرکات کا بروقت نوٹس لیا جائے۔

(۴) دیش کے مقبوضہ علاقوں کو آزاد کروانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

دیش کی سرحدوں پر بڑھتے ہوئے خطرات کی روشنی میں یہ انتہائی ضروری تھا کہ دیش باسیوں کو ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنے کے ساتھ ساتھ قومی اتحاد کو مضبوط کیا جاتا۔ لیکن یہ دکھ کا مقام ہے کہ کانفرنسی حکمران نہ صرف وقت کے تقاضوں کے برعکس عمل پیرا ہیں بلکہ وہ صوبہ جموں کے ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں امتیازی سلوک روا رکھ کر اسے روندنے اور کچلنے کی خطرناک راہ پر گامزن ہیں ——

پرجا پریشد کا یہ اجلاس کانفرنسی حکمرانوں کی متعصبانہ اور تنگ نظر پالیسی کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکمران جماعت اس خطرناک پالیسی میں یکسر تبدیلی لا کر ریاست کے ہر خطہ کے ساتھ مناسب اور منصفانہ سلوک کرے۔

ایڈمنسٹریشن کے کاموں میں برسر اقتدار جماعت کے اراکین کی بے جا مداخلت اور اپنی جماعت کے کاموں کے لئے سرکاری مشینری کے استعمال کے علاوہ ریاست کی سرکار نے جمہوریت کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ انتخابات میں دھن دھونس اور دھاندلی کو ریاستی حکمرانوں نے اپنا

طرۂ امتیاز بنا لیا ہے۔ سرکار کی اس روش سے لوگوں کا
جمہوریت سے وشواس اُٹھ رہا ہے۔ جو ملک کے لئے
نہایت مہلک ثابت ہو سکتا ہے ـــــ ان حالات میں
یہ انتہائی لازمی ہے کہ لوگوں کا جمہوریت پر وشواس بحال
کرنے کے لئے جہاں عوامی اداروں کے منصفانہ انتخاب
عمل میں لائے جائیں وہاں آئندہ جنرل انتخابات آزادانہ
ڈھنگ سے کروانے کے لئے ابھی سے ماحول پیدا کیا جائے۔

لہٰذا پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ :-

(۱) عام انتخابات کے سلسلہ میں وہی ضابطہ قانون
ریاست میں لاگو کیا جائے جو دیش کے دوسرے حصوں میں
رائج ہے۔

(۲) آئندہ انتخابات کے لئے حلقہ بندیاں کرنے
کے سلسلہ میں ایک غیر جانبدار کمیشن کا تقرر عمل میں لایا جائے
جو ریاست کی مختلف سیاسی جماعتوں کے صلاح و مشورہ
سے حلقہ بندیوں کو تشکیل دے اور ریاست کے ہر خطہ
کو آبادی کے تناسب سے اسمبلی میں نشستیں دی جائیں۔

اقتصادی قرارداد

سیاسی آزادی اُس وقت تک بے سُود اور
بے معنی بن کر رہ جاتی ہے جب تک ملک اقتصادی غلامی
سے نجات حاصل کر کے خود اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو جاتا۔
اسی آزادی کے حصول کے لئے دیش بھر میں ترقیاتی
منصوبے زیر عمل ہیں۔ بھارت کا ایک انگ ہوتے
ہوئے جموں و کشمیر کے پسماندہ عوام کو خوشحال بنانے
کے لئے انہی ترقیاتی منصوبوں کے تحت مرکز سے بھاری
رقوم مل رہی ہیں۔ جہاں یہ بھارتی امداد حاصل ہے وہاں ریاست
معدنیات، جنگلات، زرخیز اور خوبصورت وادیوں کی
دولت سے مالا مال ہے۔ اگر مرکز سے ملنے والی مالی امداد
کا درست اور صحیح ڈھنگ سے استعمال ہو تو ریاست
کے محنت کش عوام دنوں میں اس ریاست کو اقتصادی
پسماندگی کے گڑھوں سے نکال کر ایک خوبصورت جنت
میں بدل سکتے ہیں۔ مگر یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ ریاست
کو مرکز سے ملنے والی امداد کا نہایت بیدردی کے ساتھ
استعمال ہو رہا ہے۔ ترقیاتی کام عوام کی فوری ضروریات
اور ریاست کے وسائل کو ملحوظ خاطر نہ رکھ کر ذاتی مفادات
اور سیاسی مصلحتوں کو پیش پیش رکھ کر ہاتھ میں لئے جاتے
ہیں اور ترقیاتی سکیموں کو مناسب سروے اور جانچ پڑتال
کے بعد ہاتھ میں لینے کی بجائے من مانیوں سے کام لیا
جا رہا ہے۔ چنانچہ نتیجہ کے طور پر کروڑوں روپیہ کے اخراجات
کے باوجود ریاست اقتصادی بحران سے چھٹکارا نہیں
پا سکی۔ بلکہ کروڑوں روپیہ کے دُر اُپیوگ سے سارا اقتصادی
ڈھانچہ درہم برہم ہو رہا ہے۔ یہ دولت چند گھرانوں میں جمع
ہو کر رہ گئی ہے۔ غریب زیادہ غریب ہوتا چلا جا رہا ہے۔
پیداوار میں اضافہ نہ ہونے کے کارن مہنگائی دن بدن
بڑھ رہی ہے۔ پرجا پریشد کا یہ نشچت مت ہے کہ
جب تک ترقیاتی کام عوام کی فوری ضروریات کا جائزہ
لینے کے بعد ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت ہاتھ میں
نہیں لئے جاتے اور بھرشٹاچار و بے ایمانی کا خاتمہ نہیں
کیا جاتا تب تک ریاست کا اقتصادی ڈھانچہ نہیں سُدھر سکتا۔
پرجا پریشد کا یہ اجلاس ترقیاتی منصوبوں کے نام پر ذاتی
و پارٹی مفاد کے لئے بھاری دُر اُپیوگ کو ایک بڑا سکینڈل
قرار دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ایک ہائی پاور کمیشن مقرر
کیا جائے جو اس بات کی تحقیقات کرے کہ ترقیاتی منصوبوں
کے نام پر ہونے والے اخراجات کا کہاں تک درست
استعمال ہو سکا ہے اور دنوں میں سرمایہ دار بننے والے
چند لوگوں نے دولت کے انبار کہاں سے اور کیسے جمع
کر لئے ہیں۔

ـــــ اور اس موقع پر پرجا پریشد کا یہ جنرل اجلاس
اقتصادی پالیسی سے متعلق حسب ذیل تجاویز پیش
کرتا ہے :-

۱۔ زرعی اصلاحات

ریاست کے عوام کی ایک بہت بڑی اکثریت کا ذریعہ معاش زراعت پر ہے۔ چنانچہ یہ لازمی ہے کہ اِس طرف خاص دھیان دیا جائے۔ زرعی اصلاحات میں خامیوں کو دُور کرنے کے لیئے فوری اقدامات کیئے جائیں۔ اور زمین کے ساتھ سمبندھ رکھنے والے کاشتکاروں کے مسائل کے حل کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ اِس کیلیئے پرجا پریشد کا یہ مطالبہ ہے کہ:-

(ا) زمین کی ملکیت کی حد مقامی حالات کا جائزہ لینے کے بعد طے کی جائے۔ اور کسی بھی کُنبے کے لیئے اتنی زمین دی جائے جس سے کسان کے پریوار کا گُزارہ باعزت طور پر چل سکے۔ کیونکہ ہماری ریاست میں سرکار کی طرف سے زمین کی ملکیت کے سلسلہ میں مقرر کی گئی حد مختلف حصّوں کے حالات کے مطابق غیر حقیقی ہی نہیں بلکہ مضحکہ خیز بھی ہے۔

(ب) پرجا پریشد کا یہ اجلاس گذشتہ کئی کئی سال سے کسان اور زمیندار کے درمیان چل رہے جھگڑوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر ایک لینڈ کمیشن کا تقرر عمل میں لایا جائے جو زرعی اصلاحات کی خامیوں کے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے بعد اِس مسئلہ کا واضح اور جامع حل تلاش کرے۔

(ج) کسان کو سستے نرخوں پر آبپاشی کے ذرائع اور اچھے بیج مہیّا کرنے کے علاوہ اُنہیں کاشتکاری کے جدید طریقوں سے روشناس کیا جائے۔

(د) دیہاتوں میں چھوٹے پیمانے کی دستکاریوں کو بڑھاوا دیا جائے تا کہ کاشتکار اپنا فالتو وقت اپنے فائدہ کے لیئے صرف کر سکیں۔

(ر) پرجا پریشد کو اپریٹو اور مشینوں کے ذریعہ کھیتی باڑی کی مخالفت کرتی ہے۔ کیونکہ ہمارا یہ یقین ہے کہ اِس طریقہ سے بیکاری میں اضافہ، پیداوار میں کمی کے علاوہ ڈکٹیٹرانہ رجحانات کو تقویت ملے گی۔ اور کسان کی زمین پر ملکیت ختم ہونے سے وہ ایک غلام مزدور کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

(۲) صنعتیں

بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا واحد حل صنعتوں کو فروغ دینے سے ہو سکتا ہے۔ مگر یہ انتہائی دُکھ کا پہلو ہے کہ ریاستی سرکار صنعتوں کے میدان میں بُری طرح ناکام ثابت ہوئی ہے اور کروڑوں روپیہ کے اخراجات کے باوجود نتائج نہایت ہی مایوس کُن سامنے آ رہے ہیں۔

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ سرکار صنعتی میدان میں اپنی ناکامیوں کی روشنی میں اپنے طریقہ کار اور صنعتی پالیسی پر سنجیدگی سے وچار کرے اور

(۱) چھوٹی دستکاریوں کو بڑھاوا دینے کے لیئے ذاتی و پارٹی مفادات سے بالاتر رہتے ہوئے مستحق اشخاص کو صنعتی قرضے دیئے جائیں اور چھوٹے پیمانہ پر صنعتیں چلانے والوں کو ٹیکنیکل امداد مہیا کی جائے۔

(۲) ریاست کا ایک جامع انڈسٹریل سروے کروایا جائے تا کہ پتہ چل سکے کہ کہاں کہاں کس کس دستکاری کی ترقی کے امکانات ہو سکتے ہیں۔

(۳) معدنیات کو نکالنے کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

(۴) ریاست کے باہر سے آ کر یہاں صنعتوں کو چالو کرنے کے لیئے سرمایہ لگانے والے صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اُنہیں ہر ممکن سہولیات دی جائیں۔

(۵) صنعتی اداروں میں کام کرنے والے کارکنوں اور مزدوروں کی بہتری کا خیال رکھتے ہوئے مرکزی لیبر لاء کا ریاست میں بھی اطلاق کیا جائے۔

(۳) بجلی

صنعتوں کی ترقی اور معدنیات کو نکالنے کے لیئے سستی بجلی کا مہیا ہونا ایک ضروری امر ہے۔ لہذا پرجا پریشد اپنے اِس مطالبہ کو دہراتی ہے کہ سلال پروجیکٹ کی تعمیر کے کام کو فوری طور پر ہاتھ میں لیا جائے۔

(۴) ذرائع آمدورفت

اقتصادی ترقی کیلیئے ذرائع آمدورفت کا آسان ہونا

ایک لازمی جزو ہے۔ پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ جموں تک ریلوے لائن بچھانے کیلئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔ اس کے علاوہ بسوہلی کو پٹھانکوٹ بھدرواہ کو چمبہ۔ پونچھ کو سرینگر اور لیہہ کو منالی سے ملانے کے لئے سڑکوں کی تعمیر کی طرف دھیان دیا جائے۔

(۵) ٹورسٹ انڈسٹری

سیر و سیاحت ریاست کی ایک بڑی انڈسٹری ہے۔ وادیٔ کشمیر میں سیر و سیاحت کی ترقی کیلئے اٹھائے جانے والے اقدامات کی پرجا پریشد سراہنا کرتی ہے۔ اور مطالبہ کرتی ہے کہ صوبہ جموں کے بہترین صحت افزا مقامات مثلاً سناسر۔ بھدرواہ۔ کشتواڑ۔ بنی (تحصیل بسوہلی) نوری چھمب (ضلع پونچھ) وغیرہ کی ڈیولپمنٹ کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

پرجا پریشد کا یہ طے شدہ نظریہ ہے کہ جمہوری دور میں ہر شخص کو کام کا ادھیکار ہے اور سرکار ہر شخص کو کام مہیا کرنے کی ذمہ دار ہونی چاہئے۔ لہذا پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بے روزگاروں کی باقاعدہ فہرستیں مرتب کر کے انہیں روزگار مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ اور جب تک سرکار ان لوگوں کو روزگار مہیا نہیں کر سکتی اس عرصہ میں انہیں کم از کم گزارہ الاؤنس دیا جائے۔

کارکنوں میں اُتساہ

پرجا پریشد کے کارکنوں میں سالانہ اجلاس کی کامیابی کے لئے کتنی لگن اور اُتساہ تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ۳ اپریل رات کو بارش سے گر جانے والا پنڈال کارکنوں نے دوسرے دن دوپہر کو بارہ بجے تک دوبارہ کھڑا کر دیا۔ چنانچہ دوپہر کے دو بجے ہونے والا کسان تتھا گئو رکھشا سمیلن اسی پنڈال میں ہوا۔

شری اٹل بہاری باجپائی کا بھاشن

لوک سبھا میں بھارتیہ جن سنگھ کے نیتا شری اٹل بہاری باجپائی نے کھلے ادھیویشن میں بھاشن کرتے ہوئے کہا کہ پرجا پریشد اور جن سنگھ مذہب کے آدھار پر کوئی بھید بھاؤ نہیں رکھتا اور ہر وطن پرست کے لئے ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں اس اصول کا قائل ہے لیکن اگر کوئی شخص اس دلش میں رہ کر بدیشیوں کے ہاتھ میں کھیلتا ہے۔ اس کا دل ... کا کھا کر باہر کی طرف دیکھتا ہے تو اس کے لئے بھارتیہ جن سنگھ اور پرجا پریشد میں کوئی استھان نہیں ہو سکتا۔

ریاست کی امتیازی پوزیشن کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہندوستان کے آئین میں دفعہ ۳۷۰ جن حالات میں رکھی گئی تھی وہ قطعی بدل چکے ہیں۔ یہ دفعہ عارضی طور پر رکھی گئی تھی۔ اب کوئی وجہ جوازیت نہیں کہ ریاست کی امتیازی پوزیشن کو ختم نہ کیا جائے۔ اور اسے ہندوستان کے دوسرے حصوں کی سطح پر نہ لایا جائے۔ —— آپ نے مزید کہا کہ ہندوستان کی سرکار ریاست کی ہر ممکن طور پر امداد کر رہی ہے اور یہ امداد جاری رہنی چاہئے۔ تاکہ یہاں کے لوگ خوشحال بن سکیں۔ لیکن یہ ریاست اور ... کی ایکتا کے درمیان کھڑی کی گئی دیواروں کو ہٹانے سے ہی ہو سکتا ہے۔ مگر اینٹی نیشنل عناصر کی طرف سے امتیازی پوزیشن کی آڑ میں پیدا کئے جا رہے غیر یقینی ... اور اندرونی سازشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ضروری ... کہ ریاست کو آئینی طور پر بھارت کے دوسرے حصوں کی سطح پر لایا جائے۔

شری اٹل نے کہا کہ پنڈت ڈوگرہ نے اپنے صدارتی بھاشن میں سرکار کے خلاف صوبہ جموں کے ساتھ امتیازی سلوک کے سنگین الزامات عائد کئے ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ان الزامات کی چھان بین کی جائے اور معاملہ سدھارا جائے۔ جموں و کشمیر گورنمنٹ سیکولر ڈیموکریسی ... اعتقاد کا دعویٰ کرتی ہے لیکن ان دعووں کی کوئی ...

رہتی اگر صوبہ جموں کے سامنے محض اس بنا پر سوتیلی
کا سلوک روا رکھا جاتا کہ یہاں پر ڈوگرے بستے ہیں
جو بھارت کو ماں جان کر اس کے لئے جینا اور مرنا
دھرم سمجھتے ہیں۔ ہم نے اس تعلق میں ابھی تک
لوک سبھا میں آواز بلند نہیں کی لیکن اگر سرکار نے اپنی پالیسی
میں تبدیلی نہ لائی تو ہم اس مسئلہ کو لوک سبھا میں اُبھارنے
کے لئے مجبور ہوں گے۔

آپ نے کہا کہ آئندہ جنرل انتخابات نزدیک آ رہے
ہیں۔ انتخابات کے لئے حلقہ بندیوں کے سلسلہ میں ایک
حد بندی کمیشن کا تقرر عمل میں لانے کے لئے فوری اقدامات
کئے جانے چاہئیں اور حلقہ بندیاں حالیہ مردم شماری کے
نتائج کو سامنے رکھ کر کی جانی چاہئیں۔ اس تعلق میں
کسی قسم کی تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ اور ایسے حالات
پیدا کئے جانے چاہئیں کہ انتخابات منصفانہ اور آزادانہ
ہو سکیں۔

شری باجپائی نے کہا کہ بھارت سرکار کی کمزور
پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ دیش کے دشمن ہمارے علاقوں پر
قبضہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر ہماری سرکار سرحدوں کی
رکھشا میں ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ
ہماری فوجیں کتنی بہادر ہیں۔ یہ کسی سے پوشیدہ نہیں
لیکن ویر سیناؤں کے ہوتے ہوئے بھی گدیوں پر براجمان
حکمرانوں کو ان سے کام لینے کی ہمت نہیں۔ ہم کسی پر
قبضہ نہیں کرنا چاہتے لیکن اگر کوئی ہماری غیرت کو للکارے
تو اُسے خاموشی سے برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

جموں پرجا پریشد کا سالانہ اجلاس بقیہ صفحہ ۵

گذشتہ دو سال کے عرصہ میں دیش کے مسائل اور
عوام کی مشکلات سے متعلق لوگوں کو بیدار کرنے کے سلسلہ
میں ایک اہم پارٹ ادا کیا ہے۔ لداخ میں چین کے حملہ
سے پیدا شدہ حالات کے سوال پر سرکار کی صوبائی
تعصب پر مبنی چالوں کے بارہ میں۔ سرکار کی غیر جمہوری
کارروائیوں کے متعلق۔ کھانڈ کی مہنگائی کے مسئلہ پر۔
غلہ کی نقل و حرکت پر عائد شدہ پابندیوں کو ہٹانے اور
دیگر کئی مسائل کے بارہ میں ہم نے جن جاگرن کے لئے
جلسے۔ جلوس اور مظاہرے کئے ہیں اور ہماری جدوجہد
کے مؤثر نتائج بھی سامنے آئے ہیں۔

جنرل سیکرٹری نے بتایا کہ اسمبلی کے اندر پرجا پریشد
کے صرف چار ممبر ہوتے ہوئے بھی ہمارا رول نہایت
اہمیت رکھتا ہے۔ ہماری جماعت کے ممبران نے محض
نکتہ چینی کی بجائے ہمیشہ تعمیری نقطۂ نگاہ کو پیش پیش
رکھا ہے۔ آج تک اسمبلی کے نو اجلاسوں میں پرجا پریشد
کے ممبران نے چودہ سو سے زائد سوالات دیئے ہیں، جو
نہایت اہم تھے۔ درجنوں ریزولیوشنوں اور بلوں کے ذریعہ
دیش کی ایکتا۔ عوام کی اقتصادیات اور دیگر سمسیاؤں سے
تعلق رکھنے والے امور کو اُبھارا ہے۔ آخر میں آپ نے
پرتی ندھیوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں
جہاں لوگوں کے مسائل کو لے کر آواز پیدا کریں وہاں تنظیم
کی طرف خاص دھیان دیں۔

جنرل سیکرٹری کی رپورٹ کے بعد ضلع وار میٹنگیں
منعقد ہوئیں جن میں تنظیمی پہلوؤں پر سوچ وچار کیا گیا۔

کسان تتھا گئو رکھشا سمیلن

۴ر اپریل دوپہر کو دو بجے سے لیکر ساڑھے چار
بجے تک شیخ عبدالرحمان کی صدارت میں کسان تتھا گئو
رکھشا سمیلن ہوا جس میں بھاری تعداد میں مردوں عورتوں
نے شرکت کی۔ سمیلن ہذا کے کنوینر جھنڈ شو داس نے کاروائی
شروع کرتے ہوئے اپنی تقریر میں بتایا کہ ریاست میں
گئو رکھشا کے قانون کی موجودگی میں اس قانون کا احترام
نہیں ہو رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں گائے اور بھیڑ بکرے
وادی کشمیر اور پاکستان کی سرحد کی طرف لے جائے جاتے
ہیں اور پھر چمڑہ کی صورت میں ٹرکوں کے ٹرک واپس آ رہے

ہیں۔ کشمیر میں مویشیوں کی کوئی بیماری تو نہیں۔ آخر یہ
چمڑہ کہاں سے آ رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ پیشتر کہ کوئی افسوسناک
واقعہ درپیش آئے اور حالات خراب ہوں سرکار کا یہ فرض
ہے کہ وُہ قانون پر سختی سے عمل کرتے ہوئے گئو کے ہتیاروں
کی بازپُرس کرے۔

سمیلن میں شری مست ناتھ یوگی نے کوآپریٹو فارمنگ
کی مخالفت کرتے ہوئے ایک قرارداد پیش کی اور شری سمپورن سنگھ
نے اس کی تائید کی۔ وضاحتی تقاریر کے بعد قرارداد باتفاق
رائے منظور ہوئی۔

قرارداد — I جموں و کشمیر سرکار کی رائج کردہ غلط
زرعی پالیسی کی وجہ سے ریاست کا
کسان پہلے ہی گوناگوں مسائل کا شکار ہو کر اقتصادی
بدحالی سے دوچار ہے اور اب کوآپریٹو فارمنگ کو روبہ عمل
میں لانے کی باتیں سرکار کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔ پرجا
پریشد کا یہ کسان و گئو رکھشا سمیلن محسوس کرتا ہے کہ کوآپریٹو
فارمنگ کسانوں کو مزید مصائب میں مبتلا کر دے گا —
لہٰذا اس کسان دشمن سکیم کو روبہ عمل میں نہ لایا جائے۔

اس کے بعد شری گردھاری لال آرگنائزنگ سیکرٹری
پرجا پریشد ہیرا نگر نے گئو رکھشا کے قانون پر سختی سے
عمل درآمد کرنے کے لئے پرستاؤ پیش کیا۔ شری گردھاری لال
کی طرف سے پیش کردہ ریزولیوشن کی تائید شری ستوجن گپتا
ڈسٹرکٹ سیکرٹری پرجا پریشد اُودھم پور نے کی۔ شری دیاکرشن
سیکرٹری پرجا پریشد بھدرواہ کی ترمیم کے ساتھ حسب ذیل
قرارداد پاس ہوئی۔

قرارداد — II گئو رکھشا کی اہمیت کو سمجھ کر جموں
و کشمیر میں گئو کشی قانوناً ممنوع قرار
دی گئی ہے۔ لیکن انتہائی دکھ کا مقام ہے کہ اس قانون کا
احترام نہیں ہو رہا۔ جس کا نتیجہ گئو دھن کی تباہی کے روپ
میں رونما ہو رہا ہے — پرجا پریشد کا یہ سمیلن ریاستی
سرکار سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ گئو کشی کو روکنے کیلئے
مروجہ قانون پر سختی سے عمل کیا جائے۔ مزید براں چراگاہوں

کا موثر انتظام کیا جائے۔

ریزولیوشنوں کے بعد چودھری رام لال سدا برتی
نے بھاشن کرتے ہوئے کہا کہ باہمی اتحاد وقت کا تقاضا ہے
کہ ایک دوسرے مذہب کے اصولوں کا احترام کیا جائے۔

شیخ عبدالرحمان کا بھاشن سمیلن میں شیخ
عبدالرحمان نے آخر
میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کسان اور گائے
کا آپس میں گہرا سمبندھ ہے۔ اس لئے یہ سمیلن اکٹھا رکھا
گیا ہے۔ ریاست میں گائے بچھڑوں وغیرہ کا مارا جانا
قانوناً جرم تو قرار دیا گیا ہے مگر جو واقعات درپیش ہیں،
اُن سے آنکھیں موندی نہیں جا سکتیں۔ چند پیشہ ور
اور بدمعاش لوگوں نے کھلے بندوں اس قانون کی دھجیاں
فضائے آسمانی میں اُڑانا اپنا کاروبار بنا لیا ہے جس سے
تشویشناک حالات سامنے آ رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ گئو
کی رکھشا کا مسئلہ کسی دھرم کے ساتھ ہی سمبندھ نہیں
رکھتا بلکہ یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ مگر ریاست کے
اندر انسانیت کا احترام نہیں ہو رہا۔

آپ نے کہا کہ جو لوگ مسلمان کا نام لے کر گئو بدھ
کرتے ہیں اُنہیں اسلام کے اصولوں کو سمجھنا چاہیئے۔ مسلمان
کا مذہب اُسے یہ کہتا ہے کہ کسی پڑوسی یا کسی ہمسائے
کو مت ستاؤ اور کوئی ایسی بات مت کرو جس سے کسی
کو پریشانی ہو۔ یہ کہاں کا اسلام ہے کہ اپنے ہندو
بھائیوں کو اذیت پہنچا کر گئو بدھ کیا جائے۔ آپ نے
کہا کہ سچے مسلمانوں سے میری یہ اپیل ہے کہ وُہ خود آگے
آ کر گئو کی رکھشا کریں۔ اور اپنے عمل سے باہمی اتحاد کا
ثبوت دیں۔

آخری پرتی ندھی سمیلن ۲۰ اپریل شام کو
پانچ بجے آخری پرتی
ندھی سمیلن منعقد ہوا۔ سمیلن پنڈال میں سردار [illegible] سنگھ
جی نے اجلاس کی ایک اہم ترین اقتصادی قرارداد
پیش کی۔ قرارداد ہذا کی تائید شری [illegible] ایم ایل اے

نے کی۔ اور ریاست میں ترقیاتی منصوبوں کے تحت
مرکز سے ملنے والی رقوم کے دُرُپیوگ پر روشنی
ڈالی۔ وضاحتی تقاریر کے بعد اقتصادی قرارداد باتفاق
رائے ہاؤس نے منظور کر لی۔

شرنارتھیوں کی آبادکاری

اقتصادی قرارداد کے بعد ڈاکٹر
وید پرکاش نے رفیوجیوں کی آبادکاری سے متعلق
ایک نان آفیشل قرارداد پیش کی کہ ریاست جموں
وکشمیر کے شرنارتھیوں کی آبادکاری کا مسئلہ ابھی
تک بنیادی طور حل طلب ہے جس کے لئے ضروری
ہے کہ ریاستی شرنارتھیوں کی پیچھے رہ گئی جائدادوں
کے کلیم رجسٹر کئے جائیں اور جائدادوں کا معاوضہ
دینے کا فیصلہ کیا جائے۔ الاٹ شدہ اراضیات کو
شرنارتھیوں کے نام منتقل کیا جائے جس کے لئے
باقاعدہ قانون بنایا جائے اور آبادکاری کے لئے
گرانٹ کو معقول حد تک بڑھایا جائے۔ نیز شہری
شرنارتھیوں کے کوارٹروں کی قیمتیں اصل لاگت
کی بنیاد پر کسی اصول کے تحت مقرر کی جائیں۔
—— ریزولیوشن ہذا کی تائید سردار بچن سنگھ چھچھی
نے کی اور قرارداد باتفاق رائے پاس ہوئی۔

فسادات میں تباہ شدگان کی بحالی

شری مست ناتھ
برگی سعد واہ نواسی نے ایک اور نان آفیشل
قرارداد پیش کی کہ مرکزی سرکار نے ۱۹۴۷ء کے
فرقہ وارانہ فسادات میں تباہ ہونے والوں کی امداد
کے لئے ساڑھے لاکھ روپیہ کی رقم منظور کی ہے۔
لیکن ریلیف ہذا کو تقسیم کرنے کے سلسلہ میں نہ صرف
تاخیر سے کام لیا جا رہا ہے بلکہ یہ امداد ایک ہی طبقہ
کے چند خاص لوگوں میں تقسیم کرنے کے منصوبے باندھے
جا رہے ہیں۔ لہذا باہمی اتحاد اور انصاف کا تقاضا
ہے کہ یہ ریلیف بلا امتیاز مذہب وملت فسادات
میں تباہ ہونے والے اصحاب میں منصفانہ لائنوں
پر تقسیم کی جائے۔
ریزولیوشن ہذا کی تائید شیخ عبدالرحمان زونل
سیکریٹری پرجا پریشد نے کی اور کہا کہ ریلیف ہذا کی
تقسیم کے سلسلہ میں پہلے ہی کافی سے زیادہ تاخیر
ہو چکی ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ یہ امداد جلد از جلد
تباہ شدگان میں تقسیم کی جائے۔

علاقہ جات کے متعلق رپورٹیں

پرتی ندھی سمیلن میں مختلف علاقہ جات کے
نمائندگان نے اپنے اپنے علاقہ کے حالات بیان
کئے۔ عوام کے مسائل پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ
کس طور راشی اہلکاران کے ساتھ مل کر کانفرنسی
کارکنوں نے لوٹ کھسوٹ اور تاناشاہی کا بازار
گرم کر رکھا ہے۔
شری فقیر چند جگانوں نواسی نے علاقہ جگانوں
تحصیل اودھم پور کے حالات بیان کئے اور علاقہ
میں پُل کی تعمیر کے مسئلہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے
اس تعلق میں سرکار کی ٹال مٹول کی پالیسی پر کڑی
آلوچنا کی۔
شری سنت پال سیکریٹری پرجا پریشد نے سانبہ
منڈل کے مسائل اور حالات بیان کئے اور تحصیلدار
سانبہ بلاک ڈیولپمنٹ آفیسر سانبہ اور کچھ ایک دیگر
اہلکاران کے خلاف اخلاق سوز اور غیر قانونی حرکات
سے متعلق سخت شکایات بیان کیں۔
ماسٹر رام داس لکھنپال نے تحصیل ریاسی کے
متعلق رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ سرکاری
اہلکاران کھلے بندوں برسراقتدار پارٹی کے کاموں
میں حصہ لے رہے ہیں اور اپنے فرض منصبی کی
انجام دہی میں بُری طرح ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔
شری کرشن لال سیکریٹری پرجا پریشد زنبر گھیوڑ

نے تحصیل کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کانفرنسی کارکنوں کی اینٹی سوشل کارروائیوں اور سرکاری کارندوں کی دھاندلی پر روشنی ڈالی۔

شری بنشی لال نے تحصیل نوشہرہ کے متعلق رپورٹ پیش کی اور مقامی مسائل بیان کیے۔

شری امرناتھ تحصیل سیکرٹری ڈوڈہ نے تحصیل کے متعلق دردناک صورت حال بیان کی اور ابن الوقت سرکاری اہلکاران کی چیرہ دستیوں کا تذکرہ کیا۔

تحصیل راجوری کی رپورٹ شری رگھونندن لال نے پیش کی اور مقامی مسائل پر روشنی ڈالی۔

شری دینا ناتھ صدر پرجا پریشد پونچھ نے علاقہ کی پسماندگی، ضلع میں پاکستانی عناصر کی تخریبی سرگرمیوں، لاء اینڈ آرڈر کی ناگفتہ بہ حالت اور عوام کے مسائل سے ہاؤس کو آگاہ کیا۔

شری ہنسراج شرما آف بلاور نے تحصیل بسوہلی کے حالات پر روشنی ڈالی اور مقامی مسائل کا ذکر کیا۔

صوبیدار شری ہری سنگھ نے تحصیل اکھنور کے عوام کے مسائل بیان کرتے ہوئے جمب ندی پر پل کی تعمیر اور اکھنور جمب سڑک کو پختہ بنانے کی اہمیت کا تذکرہ کیا۔

تحصیل کٹھوعہ کے حالات سے متعلق رپورٹ شری پورن سنگھ آف نگری پڑول نے پیش کی اور کاشتکاروں کے مسائل سے متعلق سرکار کی بے رخی کا ذکر کیا۔

شری پرسرام گپتا نے تحصیل اودھم پور کے عوام کے مسائل پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ سرکار کی غلط نیتوں کے کارن علاقہ میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ اودھم پور میں پانی کی قلت ایک بڑا مسئلہ بنتا جا رہا ہے اور کانفرنسی کارکنوں نے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

تحصیل ہیرانگر کے مسائل اور حالات سے متعلق رپورٹ شری گردھاری لال آرگنائزنگ سیکرٹری نے پیش کی اور بتایا کہ منسٹری حاصل کرنے کے بعد شری جے لال ڈوگرہ نے دوبارہ کس طور بے ضابطگیوں اور من مانیوں کا چکر چلایا ہے۔

شری بیاکرشن تحصیل سیکرٹری پرجا پریشد بھدرواہ نے علاقہ کے عوام کے بے پناہ مصائب اور کانفرنسی کھڑپنچوں کی چیرہ دستیوں سے پیدا شدہ حالات بیان کیے۔

شری ڈوگرہ کا کارکنوں سے خطاب

:: سمیلن ہذا کے خاتمہ پر صدر پرجا پریشد پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ ہر مصیبت اور مشکل کا مقابلہ کرنے کے لئے پرجا پریشد کی تنظیم کو مضبوط بنائیں۔ اور ہر مسئلہ کا حل اسی میں مضمر ہے کہ لوگوں کو بیدار اور منظم کرکے ہر برائی کے سامنے ڈٹ جانے کے لئے تیار کیا جائے۔

شری کیدار ناتھ ساہنی کا بھاشن!

۴ر اپریل رات کو کھلے اجلاس میں بھاشن کرتے ہوئے دہلی کارپوریشن میں جن سنگھ پارٹی کے نیتا شری کیدار ناتھ ساہنی نے کہا کہ انگریز کے جانے کے بعد دیش سے غلامی کے نشانات مٹ جانے چاہئیں تھے۔ لیکن دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ غلامی کی نشانیاں بھرشٹاچار، تنگی وغریبی اور اخلاقی گراوٹ میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بے کاری بڑھ رہی ہے۔ ففتھ کالمسٹوں کی سرگرمیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ سرحدوں پر خطرات بڑھ رہے ہیں۔ کئی ہزار مربع میل علاقہ پر دشمن نے جارحانہ طور پر قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کن لوگوں کی نیتوں کا یہ پرینام ہے۔ اس صورت حال پر جنتا کو وچار کرنا چاہیے۔ آپ نے مزید کہا کہ حکومت کا نشہ انسان کو مدہوش کر دیتا ہے۔ کانگرسی اور کانفرنسی حکمران اقتدار کے نشہ میں اپنے انسانی اور جمہوری فرائض کو بھول چکے ہیں۔ انہیں اپنے کرتویہ کے پالن کا احساس کروانے کے لئے ضروری ہے کہ جنتا متحد ہو کر حکمرانوں کو ہوش میں لائے۔

شری ساہنی نے کہا کہ پرجا پریشد اور جن سنگھ

ملک کے دردناک حالات کو سدھارنے کیلئے ورودھی
دل کے طور پر میدان میں کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے
ہیں کہ حکمران اپنے فرائض کو پہچانیں اور اپنی ذمہ داریوں
کو پورا کریں۔ لیکن انہوں نے مدھوشی کو تیاگ کر اپنے
فرائض کو نہ پہچانا تو ہم جنتا کی طاقت کے بھروسے انہیں
حکومتی گدیوں پر نہیں رہنے دیں گے۔

آپ نے آخر میں لوگوں سے کہا کہ آج محض
نکتہ چینی سے کام نہیں چلے گا۔ لوگوں کو سرکار کی
دھاندلی کے خلاف صف آرا ہونا ہوگا۔ اور
ورودھی دل کو مضبوط کرنا ہوگا۔

شری ساہنی نے کہا کہ سرحدوں کی رکھشا
کرنا سرکار کا سب سے پہلا کام ہونا ہے۔ لیکن
جو سرکار سرحدوں کی رکھشا نہیں کرسکتی اُسے ملک
پر حکومت کرنے کا کوئی ادھیکار نہیں۔

دیش کے اندر چل رہی سیاسی بلیک میلنگ
کا ذکر کرتے ہوئے شری ساہنی نے کہا کہ سیاست
کے بنیادی مقاصد سے ہٹ کر کچھ لوگوں نے اسے
بلیک میلنگ کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ایسے لوگ جنتا
سے وشواس گھات کر رہے ہیں جس سے لوک
تنتر کو سخت دھکا پہنچ رہا ہے۔ دُور کی بات
جانے دیجئے جموں و کشمیر کو ہی لیجئے کہ کانفرنسی
رہنما کیا کیا کر رہے ہیں۔

کارکنوں کا شکریہ اور

سالانہ اجلاس کی کامیابی پر جموں
نواسیوں کے سہیوگ کیلئے دھنیہ باد کرتے ہوئے
شری اشونی کمار کوشل جنرل سیکرٹری پرجا پریشد
نے کہا کہ پرجا پریشد کے اس اجلاس کی سپھلتا
اُن کارکنوں کی کامیابی ہے جنہوں نے دن
رات کام کیا ہے۔ اور جموں نواسیوں نے
اس ادھیویشن کو سپھل بنانے کے لئے دلی
تعاون دے کر ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے
کہ انہیں پرجا پریشد سے کس قدر لگن ہے
اور وہ پرجا پریشد کی مضبوطی کو کتنا ضروری
سمجھتے ہیں۔ اس اجلاس کی کامیابی سے
پرجا پریشد کے متعلق مخالفین کی طرف
سے پھیلائی جا رہی غلط فہمیوں کے بادل چھٹ
گئے ہیں۔ مگر یہ افسوس کا مقام ہے کہ جہاں
لوگوں نے ہمیں پورن سہیوگ دیا ہے وہاں
سرکاری اہلکاران کا رویہ افسوس ناک رہا
ہے۔ ہمارے اس ادھیویشن کو ناکام بنانے
اور ہمارے راستہ میں اڑچنیں حائل کرنے
کے سلسلہ میں اُن کی طرف سے کوئی کسر نہیں
اٹھا رکھی گئی ہے۔ یہاں تک کہ جگہ، راشن
اور لاؤڈ سپیکر کی منظوری حاصل کرنے کے
لئے انتظامیہ کمیٹی کے کنوینر شری شام لال
کو بار بار ریاست کے مکھیہ منتری بخشی
غلام محمد سے ملنا پڑا۔ اس سے پتہ چلتا ہے
کہ ریاست کے اندر تمام اختیارات ایک

شخص کے ہاتھ میں مرکوز ہو کر رہ گئے ہیں۔ لیکن اگر سبھی اختیارات اور طاقت بخشی غلام محمد اپنے ہی پاس رکھنا چاہتے ہیں تو پھر یہ منسٹروں کی فوج اور بڑے بڑے اہلکار رکھنے کی ضرورت بھی کیا رہ جاتی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ عوام اور خزانہ عامرہ پر بوجھ بنے رہیں۔

کانفرنسیوں کی کمینی حرکات

کھلے ادھیویشن میں شری امرناتھ گپتا سیکرٹری سواگت سمتی نے بتایا کہ کانفرنسی راہنما کس حد تک کمینی حرکتوں پر اتر آئے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جموں کا ایک سرمایہ دار کانفرنسی نام نہاد نیتا اپنے کرایہ داروں کو دوکانیں خالی کرنے کے لئے محض اس لئے دھمکیاں دے رہا ہے کہ انہوں نے پنڈت ڈوگرہ کا سواگت کرتے ہوئے انہیں شردھا کے ہار پہنائے۔ اور انہوں نے شری بلراج مدھوک کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے چراغاں کیا ــــ لیکن اس قسم کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ عقل اور انسانیت سے کام لیں۔

پرجا پریشد کے اجلاس کی کامیابی کے اثرات

پرجا پریشد کے سالانہ اجلاس کی کامیابی سے جہاں دیش بھگت عوام میں مسرت اور اتساہ کی لہر دوڑ گئی ہے وہاں کانفرنسی تلملا اٹھے ہیں۔ چہرے مرجھائے ہوئے ہیں، کامریڈوں اور کانفرنسیوں کی بات ہی جانے دیجئے، خود بخشی غلام محمد کابینہ منسٹری

آپے سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ نے پرجا پریشد کے خلاف بے بنیاد الزامات لگانے اور اسے برا بھلا کہنے کی ایک مہم شروع کر رکھی ہے۔ آپ سرکاری لاؤ لشکر لے کر جگہ جگہ جا رہے ہیں اور پرجا پریشد کے اجلاس میں سرکار پر لگائے جانے والے الزامات اور واقعات سے متعلق اپنی برّیت کے لئے کوئی مدلل جواب دینے کی بجائے اُسے محض فرقہ پرست اور صوبہ پرست کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔

پرجا پریشد کی نئی ایگزیکٹو کمیٹی کا اعلان

صدر پرجا پریشد پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ نے ۱۹۶۱-۶۲ء کے لئے نئی ایگزیکٹو کمیٹی کا اعلان کر دیا ہے۔ ایگزیکٹو کمیٹی میں شری بلدیو سنگھ ایڈووکیٹ اور شری رام ناتھ ایڈووکیٹ نائب صدر لئے گئے ہیں۔ شری رشی کمار کوشل اور شری راجندر سنگھ ایم۔ ایل۔ اے صاحب سابقہ جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ شری شام لال شرما۔ شری ست دیو ایم۔ ایل۔ اے۔ شری بھگونت سروپ۔ شیخ عبد الرحمان۔ صوبیدار ہری سنگھ۔ شری شو لال۔ شری شو چرن گپتا۔ شری ہنسراج بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ شری امر ناتھ گپتا۔ شری جگت سنگھ۔ سردار بچن سنگھ پنچھی۔ شری ملک راج پرگال، بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ شری لبھو رام۔ مہاشہ یش پال۔ ڈاکٹر وید پرکاش اور شری پرس رام (راجوری) ممبران لئے گئے ہیں۔

جموں وکشمیر پرجا پرلیشد کا سالانہ اجلاس

جموں وکشمیر پرجا پرلیشد کا سالانہ اجلاس یہاں ۵-۶ اور ۷ اپریل کو منعقد ہوا۔ اجلاس ہذا میں دُور دراز علاقوں سے پانچ صد کے قریب ڈیلیگیٹ اصحاب اور پرجا پرلیشد کے دیگر کارکنوں نے شمولیت کی۔ اجلاس شروع ہونے سے قبل ۵ اپریل ۴ بجے شام کو پریڈ گراؤنڈ سے ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ جلوس میں جموں شہر سے ہزاروں کی تعداد میں نر ناریوں کی شمولیت کے علاوہ باہر علاقہ جات سے بھی لوگوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی چونکہ پرجا پرلیشد کا یہ گیارھواں سالانہ اجلاس تھا۔ اِس لیئے جلوس کے آگے گیارہ گھوڑ سوار رکھے گئے تھے۔ جلوس میں مہارانا پرتاپ۔ رانی جھانسی۔ سردار بھگت سنگھ۔ نیتاجی سبھاش چندر بوس اور شیواجی کی جھانکیاں قابلِ دید تھیں۔ صدر پرجا پرلیشد پنڈت پریم ناتھ جی ڈوگرہ ایک کُھلی جیپ میں سوار تھے۔ پنڈت جی کے ساتھ جیپ میں سواگت سمتی کے پردھان شری رتن چند جی وکیل بھی کھڑے تھے۔ صدر پرجا پرلیشد کے استقبال کے لئے بازار جھنڈیوں سے سجائے گئے تھے اور راستہ میں جگہ بجگہ گیٹ بنائے گئے تھے۔ جلوس جب مختلف بازاروں سے گزرا تو اپنے پریہ نیتا کے سواگت کے لیئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ بازاروں کے دونوں طرف اور مکانوں کی چھتوں پر کھڑے تھے۔ کچھ بازاروں میں سواگت کے لئے لوگ اس قدر بھاری تعداد میں جمع تھے کہ اِنسان کے لیئے گزرنا مُشکل ہو جاتا تھا۔ لوگوں نے پنڈت جی کو نوٹوں اور پھولوں کے بے شمار ہار پہنائے۔ اور اپنی شردھا کے پُھول بھینٹ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اُنہیں پرجا پرلیشد سے کس قدر بھاری لگاؤ ہے ـــ جلوس مختلف بازاروں سے گزرنے کے بعد نگری نگر (پریڈ گراؤنڈ) اجلاس کے لیئے بنائے گئے شاندار پنڈال میں آکر ختم ہوا۔ پرجا پرلیشد کے جلوس میں ڈسپلن اور پنڈت جی کے والہانہ سواگت کے بعد عام لوگوں کا یہ کہنا تھا۔ کہ پرجا پرلیشد کا یہ شاندار جلوس ریاست کے اُن حکمرانوں کے مُنہ پر ایک زبردست چپت ہے جو سرکاری طاقت کے بل بوتے پر لوگوں سے اپنے قائد کے گلے میں زبردستی نوٹوں کے ہار ڈلواتے ہیں اور شرابیں پلا کر اپنے جلوسوں میں غنڈوں کو نچاتے ہیں۔

پرجا پرلیشد کے اجلاس کی کارروائی شام کو ساڑھے سات بجے ترنگا لہرانے کے بعد بندے ماترم کے قومی ترانہ کے ساتھ شروع ہوئی۔ شری رتن چند پردھان سواگت سمتی نے اپنا ایڈریس پڑھا۔ پروفیسر بلراج مدھوک نے کانفرنس کا اُدگھاٹن کرتے ہوئے حالاتِ حاضرہ پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی۔ شری مدھوک کے بعد پنڈت پریم ناتھ جی ڈوگرہ نے اپنا صدارتی بھاشن پڑھا۔ اِس کے بعد رات کو ۹ بجے ڈُگر کے مہاکوی ٹھاکر رگھوناتھ سنگھ جی سمیال کی صدارت میں کوی سمیلن کی کارروائی شروع ہوئی۔ جس میں مقامی شعراء کے علاوہ پنجاب کے نامور شاعر سردار گورچرن سنگھ دیپک۔ پروفیسر تلک راج تلک اور شری طالب نے اپنی نظمیں اور گیت پیش کیئے۔ مشاعرہ کی کارروائی نہایت ضبط اور ڈسپلن کے ساتھ رات کے ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔ اور لوگ بھاری تعداد میں بڑے اشتیاق کے ساتھ شُعراء کو سُنتے رہے۔

۶ اپریل کی صبح کو ۹ بجے ڈیلیگیٹ اصحاب کا جنرل اجلاس شروع ہوا۔ جس میں جنرل سیکرٹری نے اپنی رپورٹ پیش کرنے کے علاوہ مستری غلام محمد آف ریاسی۔ ٹھاکر بسنت سنگھ تحصیل صدر پرجا پرلیشد جموں۔ ٹھاکر بھرت سنگھ رام نگری۔ ڈاکٹر ست پال راجوری۔ شری جوالا پرکاش وکیل تحصیل سیکرٹری ہیرانگر۔ ٹھاکر دھیان سنگھ آف لسوہلی تحصیل۔ ٹھاکر دھیان سنگھ آف سانبہ تحصیل۔ شری شوچرن گپتا زونل سیکرٹری اودھم پور۔ شری فقیر چند جگانوں۔ بابو گوری مل پردھان پرجا پرلیشد ریاسی۔ شری ودیا پرکاش پاہوہ ایم اے۔ ایل ایل۔ بی کٹھوعہ اور شری رام ناتھ تحصیل سیکرٹری پرجا پرلیشد اکھنور نے اپنے اپنے علاقہ جات کے مسائل اور تنظیم سے

متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اجلاس کی دوسری بیٹھک شام کے ۳ بجے ٹھاکر ہری سنگھ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ شری رام ناتھ ایڈوکیٹ وائس پریذیڈنٹ نے سیاسی قرارداد پیش کی جس کی تائید سردار بچن سنگھ پنچھی زونل سیکرٹری نے کی۔ مختلف اصحاب کی تقاریر کے بعد ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوا۔

اس کے بعد شری رشی کمار جی کوشل نے چیئر کی طرف سے سابقہ فوجیوں کے مسائل اور اُن کی بہبودی سے متعلق ایک ریزولیوشن پڑھا جو باتفاق رائے پاس ہوا۔

مہاشہ یش پال ممبر ایگزیکٹو کمیٹی نے رفیوجیوں کی آبادکاری کے سلسلہ میں ایک ریزولیوشن پیش کیا جس کی تائید ڈاکٹر وید پرکاش آف نوشہرہ نے کی۔ مختلف اصحاب کی تقریروں کے بعد ریزولیوشن پاس ہوا۔

شری شام لال جی شرما صدر جموں نگر پرجا پریشد نے انتخابی بندر داریوں کی سماعت کے سلسلہ میں مزید ٹربیونل مقرر کرنے کی مانگ کرتے ہوئے ایک ریزولیوشن پیش کیا جس کی تائید شری ڈاکٹر وید پرکاش نے کی۔ رات کو ساڑھے آٹھ بجے کھلا اجلاس شروع ہوا جس میں پندرہ اور بیس ہزار کے درمیان لوگوں نے شرکت کی۔ کھلے اجلاس میں پنجاب جن سنگھ کے جنرل سیکرٹری ویر یگیہ دت، شری راجندر سنگھ جی ایم۔ ایل۔ اے سیکرٹری جموں و کشمیر پرجا پریشد اور سردار بچن سنگھ جی پنچھی نے تقریریں کیں۔ ویر یگیہ دت نے اپنی ڈیڑھ گھنٹہ کی تقریر میں ملک اور ریاست کے مسائل سے متعلق پرجا پریشد اور جن سنگھ کے پروگرام کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا اور حاضرین اجلاس ویر یگیہ دت کے بھاشن سے بڑا متاثر ہوئے۔

۷ اپریل صبح ۹ بجے پرجا پریشد کے جنرل اجلاس کی تیسری بیٹھک ٹھاکر ہری سنگھ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ جس میں ڈاکٹر وید پرکاش آف نوشہرہ نے ریاست کے پاکستانی مقبوضہ علاقوں کو آزاد کروانے سے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کیا جس کی تائید شری شوالال تحصیل صدر پرجا پریشد ... نے کی۔ شری رشی کمار کوشل نے ریاست کی اقتصادیات سے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کیا جس کی تائید شری شام لال ... نے کی۔

مباحثہ کے بعد قرارداد ہذا متفقہ طور پر پاس ہوئی۔ اس کے بعد شری سہدیو سنگھ ایم۔ ایل۔ اے نے پرجا پریشد کے آئین میں تنظیمی امور کے سلسلہ میں کچھ ترمیمیں پیش کیں۔ جن پر غور و خوض کے بعد یہ ترمیمیں ایک سب کمیٹی کے سپرد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ سب کمیٹی کے ممبر شری رشی کمار کوشل، شری سہدیو سنگھ ایم۔ ایل۔ اے اور شری شوچرن گپتا زونل سیکرٹری مقرر کئے گئے۔ سردار بچن سنگھ پنچھی نے جنرل اجلاس میں ایک اور قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ امر شہید ڈاکٹر مکرجی کی نظر بندی کے دوران مرتیو کی جوڈیشل تحقیقات کروائی جائے۔ اور پرجا پریشد کے آندولن کے دوران ستیاگرہیوں سے وصول کئے گئے جرمانے واپس کئے جائیں۔ جنرل اجلاس ختم ہونے سے قبل شری پروفیسر بلراج مدھوک نے کارکنوں کو تنظیمی ہدایات دیں۔

اس کے بعد دوپہر کو دو بجے ماتا پاروتی کی صدارت میں ایک بھاری استری سمیلن ہوا جس میں ماتاؤں و بہنوں کے علاوہ شری امرناتھ گپتا سیکرٹری جموں سٹی پرجا پریشد، شری رشی کمار کوشل جنرل سیکرٹری، پروفیسر بلراج مدھوک اور پنڈت پریم ناتھ جی ڈوگرہ نے بھاشن دئے۔ استری سمیلن میں ایک ریزولیوشن کے ذریعہ نیشنل کانفرنس کے جلوس میں عورتیں بنا کر نچانے اور عورتوں کی تصویروں کی نمائش کی مذمت کی گئی۔

شام کو ۵ بجے تحصیل کے عہدہ داران اور کارکنان پرجا پریشد کی ایک میٹنگ براہمن سبھا ہال میں ہوئی۔ تنظیمی امور اور آئندہ لائحہ عمل پر سوچ وچار کیا گیا۔ شری رشی کمار جی کوشل نے اجلاس ہذا کو کامیاب بنانے کے لئے کارکنوں کے سہیوگ اور خصوصاً شری امرناتھ گپتا سیکرٹری جموں سٹی پرجا پریشد کی اس سلسلہ میں محنت کے لئے اُن کا شکریہ ادا کیا۔

۷ اپریل رات کو ۹ بجے پرجا پریشد کے زونل سیکرٹریوں اور پارلیمنٹری پارٹی کے ممبران کی میٹنگ ہوئی جس میں ممبرشپ کی مہم کو تیزی کے ساتھ چلانے، تنظیمی اکائیوں کو مضبوط بنانے اور تنظیم سمبندھی دیگر معاملات پر سوچ وچار کیا گیا۔

جب تک جموں و کشمیر کی امتیازی پوزیشن کو ختم نہیں کیا جاتا پرجا پریشد اپنی جد و جہد جاری رکھے گی

مذہب کے آدھار پر ملک کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان کا قیام سامراجیوں کی گہری سازش کا نتیجہ

جموں و کشمیر پرجا پریشد کے سالانہ اجلاس کے موقع پر پنڈت پریم ناتھ جی ڈوگرہ کا صدارتی بھاشن

ساتھیو! پرجا پریشد کی گیارہ سالہ جد و جہد میں ہمیں کن کڑے امتحانوں سے گزرنا پڑا ہے۔ یہ دردناک واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن آج مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ ظلم و جبر کی آندھیاں ہمیں اپنی راہ سے بھٹکا نہ سکیں اور دیش کی ایکتا کی رکھشا کا جو پرن ہم نے لیا تھا ہزاروں مشکلات کے باوجود ہم اپنے اُس عہد پر کاربند رہتے ہوئے برابر آگے بڑھتے جا رہے ہیں —— امر شہید ڈاکٹر مکرجی کے مہان بلیدان اور دیش بھگت جنتا کی بیش بہا قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ ریاست کے مستقبل کے بارہ میں پیدا ہونے والے خطرات نہ صرف ٹل گئے ہیں بلکہ وہ نشانے صاف نظر آنے لگے ہیں جن تک پہنچنے کا ہم نے حلف اُٹھایا ہے۔

سیکولر راشٹر بنا کے آدھار پر لوک تنتر کا نرمان اور بھارت کی ایکتا کی رکھشا، پرجا پریشد کا سنگ بنیاد رکھتے وقت ہمارے سامنے دو بڑے سدھانت تھے — چنانچہ آج گیارہ سال کے بعد جب ہم اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے کہ ہماری جد و جہد کا پھل کیا سامنے آیا ہے۔ ریاست کے جن حصوں میں ہم اس وقت تک پرجا پریشد کی تحریک کو منظم کر پائے ہیں اُن حصوں میں جا کر حکمران جماعت سے الگ ہونے والے لوگ بھی تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں کہ وہاں پر لوگوں میں زندگی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے جن علاقوں میں ہماری تحریک منظم طور پر نہیں پہنچ سکی وہاں ہر انسان محسوس کرتا ہے کہ اُن کی عزت و آبرو محفوظ نہیں اور وہاں انسانیت کا دم گھٹتا ہے۔ گویا پرجا پریشد نے ریاست کے سیاسی طور پر پسماندہ عوام میں سیاسی بیداری پیدا کر کے اور انہیں بدلے ہوئے دور کی ذمہ داریوں کا احساس کروانے کے سلسلہ میں ایک اہم فرض کو انجام دیا ہے۔ لیکن پرجا پریشد کو ریاست کے اُن دبے ہوئے مظلوم عوام کی مصیبتوں اور مشکلات کا پورا احساس ہے۔ جن حصوں میں ہم ابھی تک اپنی تنظیم کو منظم نہیں کر پائے ہماری یہ انتہائی کوشش ہوگی کہ عوام کے جمہوری و شہری حقوق کے تحفظ کے سندیسے ریاست کے اُن حصوں میں بھی پہنچیں۔

صرف اتنا ہی نہیں۔ واقعات کی روشنی میں آج کوئی بھی حقیقت پسند اس

بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ پرجا پریشد کے جھنڈے تلے قربان ہونے والے ویر سپوتوں کے خون کا نتیجہ ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کو بھارت ماتا سے جُدا کرنے کے اندرونی و بیرونی طاقتوں کے ملے جُلے ناپاک منصوبے نہ صرف خاک میں مل کر رہ گئے ہیں بلکہ وُہ حکمران جو کسی وقت حق کی آواز بلند کرنے پر ہمیں ظلم و تشدد کا شکار بناتے تھے وُہ آج اس حقیقت کو بیان کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ کشمیر ہزاروں سال سے بھارت کا انگ رہا ہے۔ اور جب تک سورج چاند ستارے قائم ہیں دُنیا کی کوئی طاقت ریاست کو بھارت سے جُدا نہیں کر سکتی۔ آج وہی لوگ ریاست کو بھارت کے زیادہ سے زیادہ نزدیک لانے کی تمناؤں کا اظہار بھی کرتے ہیں اور اپنے سابقہ کردار کو چھپانے کے لئے کسٹم کا خاتمہ۔ سروسز کا ادغام آڈیٹر جنرل کا ریاست پر کنٹرول۔ پرمٹ سسٹم کی منسوخی اور دیش کی ایکتا سے سمبندھ رکھنے والے اس قسم کے دُوسرے اقدامات کو اپنا کردار ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت کیا ہے اُسے ساری دُنیا جانتی ہے۔ مگر ہمیں اپنی ان کامیابیوں اور حکمرانوں کے دلفریب نعروں کے باوجود بڑی ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دلفریب نعروں اور بڑے بڑے اعلانوں کے پیچھے ایسی چالیں بھی چلی جا رہی ہیں جن سے کسی بھی وقت نئے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

کشمیر بھارت ہے اور بھارت کشمیر

ہمارا یہ واضح نظریہ ہے کہ کنیا کماری سے لے کر کشمیر تک بھارت ایک دیش ہے۔ اس میں بسنے والے ایک قوم ہیں۔ مذہب کے آدھار پر قوم کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ جو لوگ بھارت میں بسنے والے مسلمانوں کو الگ قوم سمجھتے ہیں اُن کے سامنے قومیت کی کلپنا نہیں۔ کسی ملک کی قومیت کسی ایک یا کچھ آدمیوں کے بنانے سے نہیں بنتی بلکہ راشٹر ہزاروں برسوں کے جیون سے بنتا ہے۔ ہم بھارتی ہزاروں برسوں سے یہاں رہ رہے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے اس دھرتی پر جنم لیا ہے۔ بھارت ہماری ماں ہے کسی قوم کے اندر ایشور کو ماننے کے مختلف وچار ہو سکتے ہیں۔ کوئی مندر کا پجاری۔ کوئی گرجے کا پجاری یا مسجد کا پجاری ہو سکتا ہے لیکن ایشور کو ماننے کے ان الگ راستوں سے یہاں رہنے والوں کی قومیت نہیں بدل سکتی۔ ہمارے ماں باپ اور بزرگ نہیں بدل سکتے۔ اور ہمارا کلچر و تمدن ختم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ پرجا پریشد اسی سدھانت کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ اگر مذہب کے آدھار پر دیش کی تقسیم کے اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو بھارت کے اندر ایک نہیں اور بھی کئی پاکستان بنانے ہوں گے۔ عیسائیوں کے لئے الگ مُلک بنانا ہو گا۔ اور خدا کی پرستش کے مختلف طریقے رکھنے والے سبھی لوگوں کے لئے الگ الگ حصّے کرنے ہوں گے۔ اس طرح بھارت ورش، ایک مہان دیش کا نام و نشان تک باقی نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ مذہب کے آدھار پر دیش کی تقسیم چاہنے یا الگ رہنے کے خواب لینے والوں کو دیش بھگت نہیں کہا جا سکتا۔

جب ہم کہتے ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے، تو یہ ہم کسی بنیاد کے آدھار پر کہتے ہیں یہ کوئی زبردستی کی بات نہیں ہے۔ ایک تو مہاراجہ بہادر نے حسب اختیار ریاست کا الحاق بھارت کے ساتھ کیا۔ یہ

الحاق جہاں قانونی و آئینی طور پر مکمل ہے وہاں ریاست کو بھارت کا اٹوٹ انگ تصور کرنے میں ہمارے سامنے کچھ اور بھی بنیادی باتیں ہیں کشمیر ہزاروں برسوں سے بھارت کا حصہ رہا ہے۔ کچھ لوگوں کے مذہب کے بدل لینے سے اسے بھارت سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جن لوگوں نے پاکستان مانگا یا تسلیم کیا ہے وہ لوگ یا تو بھارت کے دشمن ہیں یا پھر اُن کے سامنے راشٹر کی کلپنا نہیں۔ اور وہ قومیت کے آدھار کو سمجھ نہیں پائے۔ پاکستان کا قیام سامراجیوں کی ایک گہری سازش کے تحت عمل میں لایا گیا ہے لیکن دیش بھگتی اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ دشمنوں کی اس سازش کو کشمیر یا دوسرے حصوں میں بھی پروان چڑھنے دیا جائے۔ متذکرہ بالا بنیاد کو لے کر ہم کہتے ہیں کہ کشمیر بھارت ہے اور بھارت کشمیر ہے۔ اور امر شہید ڈاکٹر مکرجی کے لفظوں میں :-

"بھارت کی ایک ایک انچ بھومی پر بھارت کی ۳۵ کروڑ جنتا کا ادھیکار ہے کسی خاص حلقے میں رہنے والی کسی خاص جماعت یا لوگوں کا نہیں۔ کشمیر بھارت میں تھا ہے اور رہے گا۔ وہ لوگ جو بھارت میں نہیں رہنا چاہتے، جہاں دل چاہے جا سکتے ہیں۔ لیکن اپنے ساتھ بھارت کی ایک انچ بھومی کو نہیں لے جا سکتے۔"

پرجا پریشد کا اندولن

جیسے کچھ لوگوں نے مذہب کے نام پر پاکستان کے حصول کا نعرہ بلند کیا تھا عین اُسی طرح ہماری ریاست کے اندر بھی کچھ ذی غرض حضرات نے کشمیر کی الگ قومیت کا نعرہ بلند کیا اور طرح طرح کی سازشوں کے جال بچھائے۔ لیکن پرجا پریشد کو اس بات کے لئے فخر ہے کہ اس کی آواز پر دیش بھگت عوام اس غلط نظریہ کے خلاف ایک چٹان کی مانند کھڑے ہو گئے اور دیش کی ایکتا کے لئے اپنا خون بہایا۔ نتیجہ کے طور پر بہت سی باتوں میں سپھلتا پراپت ہوئی ہے۔ لیکن ابھی بہت کچھ حاصل کرنا باقی ہے۔

آج بخشی غلام محمد اور اُن کے حکمران ساتھی یہ تو کہتے ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر بھارت کا اُسی طرح ایک انگ ہے جس طرح بنگال، آندھرا پردیش، پنجاب اور دوسرے حصے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی ریاست کے لئے الگ آئین، الگ جھنڈا اور الگ پردھان (صدر ریاست) کیوں رکھا گیا ہے؟ بھارت کے آئین کے تحت ملنے والے جمہوری و شہری حقوق سے ریاست باسیوں کو محروم کیوں رکھا گیا ہے؟ دیش کے دوسرے حصوں کی طرح بھارت کے الیکشن کمیشن کی زیر نگرانی ریاست میں عام انتخابات کیوں نہیں کروائے جاتے؟ دوسرے ہندوستانیوں کی طرح ریاست باسیوں کو ووٹ کا ادھیکار دے کر لوک سبھا کے لئے نمائندوں کا انتخاب عوام کے ووٹوں سے براہ راست کیوں نہیں کروایا جاتا؟ اسی قسم کی اور بھی بہت سی بنیادی باتیں ہیں جن سے ریاست باسیوں کو محروم رکھا گیا ہے۔

ہمارے متذکرہ ان سوالوں کا کسی بھی موقع پر تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا ہے۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ریاست کو یہ اختیارات بھارت کے آئین کی دفعہ ۳۷۰ کے تحت حاصل ہوئے ہیں۔ مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہ دفعہ کیسے اور کن حالات میں بنی تھی۔ دفعہ ہذا کی تشکیل ریاست کے حکمرانوں کی ایک گہری سازش کا نتیجہ تھی۔ دفعہ ۳۷۰ کی تشکیل کے موقع پر بھارت کے وزیر سورگیہ گوپالا سوامی آئینگر نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ دفعہ عارضی طور پر رکھی جا رہی ہے۔ پرجا پریشد نے روز اوّل سے ہی اس دفعہ کو منسوخ کرنے کے لئے آواز اٹھائی ہے۔ مگر آج ایک لمبا عرصہ گزر لینے کے باوجود اس عارضی دفعہ کو برقرار رکھنے کی ضرورت کیا ہے۔ اور یہ کبھی بھی نہیں بتایا گیا ہے کہ دفعہ ۳۷۰ کے تحت دی گئی "سپیشل پوزیشن" سے عوام کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ریاست کی اس امتیازی پوزیشن کو برقرار رکھنے کے لئے کئی دفعہ پاکستان کا ہوا دکھایا جاتا ہے اور ریاست کے مخصوص حالات کا نام لیا جاتا ہے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے وُہ کسی بھی صورت میں رضامند نہیں۔ اگر ہم پاکستان کا چیلنج پہلے ہی منظور کئے بیٹھے ہیں تو پھر پاکستان کی ناراضگی کی آڑ میں دیش کی ایکتا کو چیلنج کرنا اور عوام کے جمہوری حقوق پر چھاپہ مارنا مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے؟ ریاست کے مخصوص حالات کیا ہیں۔ جن کی موجودگی میں ریاست باسیوں کو جمہوری حقوق سے محروم کرنا ضروری ہے۔ کبھی کسی نے اس کی وضاحت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ ریاست کی "سپیشل پوزیشن" کی آڑ میں ریاستی حکمرانوں نے مفادِ خصوصی پیدا کر لئے ہیں اور وُہ اپنی گدیوں و من مانیوں کو جاری رکھنے کی خاطر اس امتیازی پوزیشن کی بنائی کے لئے طرح طرح کے حربوں سے کام لے رہے ہیں۔ مسلم اکثریت کے علاقوں میں کہا جاتا ہے کہ ریاست کا بھارت کے ساتھ مکمل الحاق ہو جانے سے ریاستی مسلمان اکثریت سے اقلیت میں بدل جائیں گے۔ اور ہندو اکثریت کے علاقوں میں بتایا جاتا ہے کہ بھارت کا الیکشن کمیشن لاگو کرنے سے پاکستانی ذہنیت رکھنے والے لوگ انتخابات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

لیکن جہاں تک اکثریت اور اقلیت کے سوال پیدا کرنے کا تعلق ہے یہ اُن ملکوں میں ہوتا ہے، جہاں پر لوگ باہر سے آکر آباد ہوئے ہوں مگر بھارت کے اندر اس قسم کے آج سوال پیدا کرنا بنیادی طور پر غلط ہے اور قوم و ملک کی ایکتا کی بنیادوں پر کلہاڑا چلانے والی بات ہے۔ اگر باقی ہندوستان کے اندر کروڑوں مسلمان آزادی اور برابری کے حقوق حاصل کر کے رہ سکتے ہیں تو ریاست کے مسلمانوں کے نام پر اس قسم کے جھگڑے کھڑے کرنا قوم پرستی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور پھر کشمیر کے اندر کشمیر کے لوگوں نے رہنا ہے اور اپنے حق کا استعمال کرنا ہے نہ کہ بھارت کے کسی دوسرے حصّے کے لوگ آکر یہاں کے لوگوں کے حقوق کو چھین لیں گے۔

اسی طرح آزادانہ الیکشن کروانے سے اگر کچھ اینٹی انڈیا لوگ کامیاب بھی ہو جائیں گے تو بھی دیش کی ایکتا پر کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اور نہ ہی وہ ریاست کو بھارت سے الگ کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بھارت کا آئین دیش کے ٹکڑے کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیتا۔ اگر اینٹی انڈیا عناصر سے یہ خطرہ ریاست میں پیش آسکتا ہے تو اس قسم کے لوگ باقی ہندوستان کے حصّوں میں بھی موجود ہیں جو بھارت کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ اگر وُہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو ریاست جموں و کشمیر میں بھی اس قسم کے لوگوں سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا اقلیت و اکثریت کے سوال اور اینٹی انڈیا عناصر سے خطرات کا پروپیگنڈہ اپنی گدیوں کو برقرار رکھنے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

آج واقعات اور حقائق کی روشنی میں جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ دیش کی ایکتا کے خلاف وطن دشمن عناصر کی سازشوں کو ختم کرنے نیز ریاست میں عوام کے جمہوری حقوق کے تحفظ کے لئے یہ از حد ضروری ہے کہ ریاست کی موجودہ امتیازی پوزیشن کو ختم کر دیا جائے اور یہاں پر بھارت کا ودھان دیش کے دوسرے حصّوں کی طرح مکمل طور پر لاگو کیا جائے۔

میں اس موقع پر آج ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں کہ جب تک "سپیشل پوزیشن" کی آڑ میں ریاست اور بھارت کے درمیان کھڑی کی گئی مصنوعی دیواروں کو مسمار نہیں کر دیا جاتا پرجا پریشد آرام اور چین سے نہیں بیٹھے گی۔

ریاست کے پاکستانی مقبوضہ علاقے

پاکستان نے حملہ کر کے ریاست جموں و کشمیر کے ایک تہائی حصہ پر جارحانہ طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔ آج

سے دس سال قبل جب ہماری فوجیں ان علاقوں کو آزاد
کروانے کے لئے تیزی سے آگے بڑھ رہی تھیں تو اندرونی
اور بیرونی سازش کو نہ سمجھتے ہوئے بھارت سرکار نے
عارضی صلح کو منظور کر لیا۔ نتیجہ کے طور پر گیارہ سال کا لمبا
عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک بھارت کے اس حصہ
پر پاکستان نے زبردستی قبضہ کر رکھا ہے۔ بھارت کے
اس علاقہ پر اس قدر لمبے عرصہ تک دشمن کا قابض رہنا
اُن ڈوگرہ ویروں کے ساتھ شدید ناانصافی ہے جنہوں نے
اس دھرتی کو اپنے خون سے سینچ کر بھارت کی سرحدوں
کو تبت اور سنکیانگ تک بڑھایا ہے۔ اور آج یہ شرم
کا مقام ہے کہ ان علاقوں کو آزاد کروانے کیلئے ہماری
سرکار حرکت میں نہ آئے۔ ہمارا پر زور مطالبہ ہے کہ
بھارت سرکار پاکستانی مقبوضہ علاقوں کی واپسی کے
لئے فوری اقدامات کرے۔

دیش کی سرحدوں پر خطرات

پاکستان کے سامراجی ممالک کے ساتھ فوجی معاہدے
امریکہ کی پاکستان کو فوجی امداد کے بعد بھارت کی سرحد
کے ساتھ سونتنتر دیش تبت پر کمیونزم کی یلغار دیش کی
رکھشا کے لئے تشویش کا کارن ہے۔ دُنیا کی سامراجی
طاقتوں کی ہماری سرحدوں پر ریشہ دوانیاں بھارت
کے لئے خطرے کی گھنٹی کا درجہ رکھتی ہیں۔ تبت کے
اندر حالیہ دردناک واقعات اور چینی کمیونزم کا ننگا
ناچ بھارت کے جمہوریت پسند عوام کے لئے ایک چیلنج
ہے۔ ہماری ریاست جموں و کشمیر کا تبت کے ساتھ کلچرل اور
دوسرا سمبندھ ہونے کے ناطے تبت کے امن پسند عوام
پر چین کے مظالم قدرتی طور پر ریاست باسیوں میں
بھاری تشویش کا موجب بن رہے ہیں۔ لیکن بھارت
سرکار نے تبت کے حالیہ افسوسناک واقعات کے متعلق
جو مبہم پالیسی اپنائی ہے اسے ہر ہندوستانی بُری طرح
محسوس کر رہا ہے۔ بھارت کا اپنا بھلا اسی بات میں
ہے کہ ہماری سرکار مصلحتوں سے کام لینے کی بجائے تبت
کے لوگوں کو کمیونزم کے خوفناک پنجوں سے نجات دلانے
کے لئے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال میں لائے۔

دیش باسیوں کو فوجی ٹریننگ

بھارت کی سرحدوں پر بڑھتے ہوئے خطرات
کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ دیش باسیوں کو فوجی
ٹریننگ دی جائے۔ لیکن ہماری ریاست میں لوگوں کو
فوجی تربیت دینے کی دیش کے دوسرے حصوں کی نسبت
اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ ہماری ریاست تین طرف
سے وطن دشمن طاقت سے گھری ہوئی ہے۔ ریاست کی
سرحدوں پر آئے دن کے حملوں اور دشمن کی طرف سے
بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر یہ لازم ہے کہ ریاست
باسیوں کو فوجی تربیت دی جائے۔ بارڈر پر بسنے
والے لوگوں کو جنگی تربیت کے ساتھ ساتھ ہتھیار دے کر
اپنے ڈیفنس کے لئے مسلح کیا جائے اور دیگر سہولیات
دے کر اُن کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ لیکن یہ امر تشویش
کا باعث ہے کہ خطرات کو محسوس کرنے کے باوجود سرکار
کی طرف سے اس سلسلہ میں لوگوں کو تیار نہیں کیا جا رہا ہے
حکمرانوں کو سوچنا اور سمجھنا چاہیئے کہ خطرات کی محض دُہائی
دینے سے خطرات ختم نہیں ہو جائیں گے۔ ان خطرات کا
مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں عملی طور پر تیاری کرنی ہوگی۔

خود اعتمادی اور دیش بھگتی

دیش کے چاروں طرف بڑھتے ہوئے خطرات
اور اندرونی و بیرونی سازشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے
یہ اشد ضروری ہے کہ لوگوں میں خود اعتمادی پیدا کی
جائے۔ اُنہیں بدلتے ہوئے دور کی ذمہ داریوں کا
احساس کروایا جائے کہ یہ دیش اُن کا ایک بڑا گھر
ہے۔ اس کے بنانے اور بگاڑنے کے وہ خود ذمہ دار
ہیں۔ اس گھر کی رکھشا کرنا اور اس کے لئے جینا مرنا

اُن کا دھرم ہے۔ لیکن بڑے دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے
کہ ریاستی حکمران اس کے برعکس عمل پیرا ہیں۔ اپنے اقتدار
کی خاطر عوام میں برادری ازم اور طبقاتی دھڑے بندیوں کا
زہر پھیلایا جا رہا ہے۔ انہیں اخلاقی گراوٹوں اور غلامانہ
ذہنیت کی گہری کھائیوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔ حق کی بات
کرنے والوں اور حکمرانوں کے سامنے ضمیر فروشی نہ کرنے
والوں پر جھوٹے الزامات لگا کر اُن پر مصیبتوں کے پہاڑ
نازل کئے جاتے ہیں۔ مخالف سیاسی جماعتوں کے کارکنوں
کو روٹ پرمٹ اور دیگر لالچوں سے خرید کر پبلک لائف
کو کرپٹ بنایا جا رہا ہے۔ اپنی گدیوں کی قائمی کی خاطر اخلاقی
گراوٹ اور سیاسی بد دیانتی پھیلانے میں ہمارے کانفرنسی
حکمرانوں نے اپنے اس عمل میں بدیشی حکمران انگریز کو بھی صدیوں
پیچھے پھینک دیا ہے۔ لیکن حکمرانوں کی یہ روش عوام کی جمہوری
آزادی اور دیش کی ترقی کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔
پرجا پریشد اس بات کو محسوس کرتی ہے کہ بیش بہا قربانیوں
سے حاصل کی ہوئی آزادی اُس وقت تک بے سُود اور بے
معنی رہے گی۔ جب تک لوگوں میں دیش بھگتی، خود اعتمادی
اور ایمانداری کا جذبہ پیدا نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ دیش کا
بھلا چاہنے والے ہر شخص پر فرض عائد ہوتا ہے کہ حکمرانوں کی
متذکرہ خطرناک روش کے خلاف جہاد کرے۔

ریاست میں انتخابات اور جمہوریت

لوگوں کو آزادی کا احساس کرانے اور اُن میں خود
اعتمادی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے انتخابات ایک بڑا ذریعہ
ہیں لیکن گذشتہ گیارہ سال کے عرصہ میں ریاست کے
اندر انتخابات خواہ وُہ جنرل ہوں یا لوکل باڈیز کے، ہر موقع
پر جمہوریت کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔ اور حالیہ ٹاؤن ایریا کمیٹیوں
کے انتخابات میں حکمرانوں کی یہ غیر جمہوری اور خطرناک روش
حکمران جماعت کی سو فیصدی نشستوں پر کامیابی کی حد
تک پہنچنے لگی ہے۔ انتخابات میں دھاندلی کا علاج انتخابی
عذر داریاں ہوتا ہے۔ لیکن ہماری ریاست میں ان عذرداریوں
کا جو حشر ہوتا ہے وُہ اور بھی درد ناک ہے۔ جنرل انتخابات
میں دھاندلی کے خلاف پرجا پریشد نے ڈیڑھ درجن کے
قریب انتخابی عذر داریاں دائر کی ہیں۔ مگر آج دو سال
سے زائد لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک پرجا پریشد کی
طرف سے دائر کی جانے والی ایک بھی عذر داری کا فیصلہ
نہیں ہو سکا۔ اور جس رفتار سے ان عذر داریوں کی سماعت
ہو رہی ہے، لگتا یا تین سالوں میں ان کا فیصلہ ہونا ناممکن
دکھائی دیتا ہے۔ ساری ریاست میں دو درجن کے قریب
عذر داریوں کی سماعت کے لئے صرف ایک ٹربیونل مقرر کیا
گیا ہے۔ لگ بھگ یہی حشر لوکل باڈیز کے انتخابات کے
سلسلہ میں کی جانے والی عذر داریوں کا ہوتا ہے۔ حکمران جماعت
کے بڑھتے ہوئے ان فاسسٹ اور غیر جمہوری رجحانات
کے نتائج کس حد تک خطرناک ہو سکتے ہیں۔ بخشی غلام محمد
وزیر اعظم اور اُن کے ساتھیوں کو اس سلسلہ میں التماس کے
واقعات کی روشنی میں ٹھنڈے دل سے وچار کرنا چاہئے۔
وقت نے انہیں موقع دیا ہے کہ وُہ اچھی مثالیں قائم کرتے۔
لیکن بدقسمتی ہے کہ وُہ اقتدار کی ہوس میں خطرناک راہوں پر
گامزن ہیں۔ اور وُہ جمہوریت کے تقاضوں کو بھولتے جا رہے
ہیں۔ ریاستی حکمرانوں کی ان غلط کاریوں کو پاکستان اور وطن
دشمن طاقتیں ہمارے مُلک کے خلاف پراپیگنڈہ کے طور پر
استعمال کر رہی ہیں۔ دُوسرے معنوں میں ریاستی حکمران اپنے
عمل سے مُلک کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔

اقتصادی بدحالی

ترقیاتی منصوبوں کے نام پر مرکز سے لاکر اور اپنے
بجٹ سے گذشتہ آٹھ دس سالوں میں کروڑوں روپیہ خرچ
کئے جا چکے ہیں۔ لیکن اتنی بڑی رقمیں خرچ کرنے کے بعد نتائج
نہایت ہی مایوس کُن سامنے آ رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ
مہنگائی کی وجہ سے ریاست کی آمدن میں اضافہ ضرور ہوا ہے
لیکن دیکھنا یہ ہے کہ بھاری اخراجات کے بعد عام لوگوں کی
اقتصادیات پر کیا اثر پڑتا ہے۔ بقول حکمرانوں کے ریاستی عوا

کی آمدن میں چھ فی صدی کا اضافہ ہوا ہے۔ لیکن جب ہم اس کے مقابلہ میں ضروریات زندگی کی چیزوں کی مہنگائی کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو صاف عیاں ہے کہ گذشتہ گیارہ سال کے عرصہ میں روزمرہ کے استعمال کی چیزوں میں پچاس فی صدی سے لے کر سو فی صدی کا اضافہ ہوا ہے۔ گویا ایک طرح سے حکمرانوں کا یہ اعتراف ہے کہ کروڑوں روپیہ صرف کرنے کے باوجود ریاستی عوام اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ترقیاتی سکیموں پہ خرچ کرنے والے روپیہ اور لوٹ کھسوٹ سے سرمایہ داری ختم کرو کے نعروں کے سائے تلے کچھ بڑے بڑے سرمایہ دار پیدا ہو گئے ہیں۔ لیکن چند گھرانوں کی خوشحالی کو عوام اور ملک کی خوشحالی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

منصوبہ بندی

کروڑوں روپیہ کی بربادی کا بڑا کارن یہ ہے کہ بغیر کسی منصوبہ بندی کے روپیہ کو خرچ کیا گیا ہے۔ اس بات کو قطعئ سامنے نہیں رکھا گیا کہ عوام کی اقتصادیات کو بہتر بنانے کے لئے اولاً ضرورت کس بات کی ہے اور بغیر کسی منصوبہ بندی کے سیاسی مصلحتوں اور ذاتی مفاد کو پیش پیش رکھ کر ترقیاتی کاموں کو شروع کیا گیا جس کا نتیجہ مختلف سکیموں پہ لاکھوں روپیہ کی بربادی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ عوام کی خوشحالی کے لئے نعرہ بازی سے کام لینے کی بجائے منصوبہ بندی اور .. PRIORTY کو طے کرنے کی ضرورت ہے کہ کون سے کام پہلے اور کون سے بعد میں کرنے سے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس کے لئے مناسب سروے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس وقت تک بیشتر کام جن کی طرف زیادہ دھیان دیا گیا ہے اُن سے زرعی اور صنعتی پیداوار میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کاموں کو (MAINTAIN) جاری رکھنے کے لئے مزید اخراجات کی ضرورت ہے۔

غذائی بحران

۱۹۴۷ء سے قبل ریاست عموماً غذائی لحاظ سے خود کفیل تھی۔ مگر گذشتہ دس سال سے غذائی قلت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ غذائی مسئلہ کو حل کرنے کے نام پہ کروڑوں روپیہ آبپاشی کی سکیموں اور ایگریکلچر پہ خرچ دکھانے کے باوجود حالت سُدھرنے کی بجائے بگڑتی جا رہی ہے۔ ریاست میں درآمد کئے جانے والے غلّہ کی مقدار میں ہر سال اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور لوگ غذائی قلت کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں۔ غلّہ کی اس قدر کمی کیسے اور کیوں محسوس ہو رہی ہے۔ سرکار اس سلسلہ میں ابھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکی ہے۔ غلّہ کی کمی کے سلسلہ میں متضاد قسم کے اعداد و شمار سرکار کی طرف سے بتلائے جاتے ہیں۔ غذائی مسئلہ ایک قومی سوال ہے۔ لیکن دُکھ کی بات ہے کہ ریاستی حکمران اس قومی مسئلہ کو پارٹی اور ذاتی مفاد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ گذشتہ سال غذائی مسئلہ کو بہتر لائنوں پہ حل کرنے کے لئے سرکار نے ایک فوڈ ایڈوائیزری بورڈ کا قیام عمل میں لایا تھا۔ جس بورڈ کا مجھے بھی ممبر لیا گیا تھا۔ مگر اس بورڈ کا کس طور مذاق اُڑایا گیا ہے اُسے بیان کرتے ہوئے دُکھ محسوس ہوتا ہے۔ ایک تو غلّہ کی فروخت کے نرخوں میں اضافہ ہمارے مشورہ کے بغیر کر دیا اور پھر ایک عرصہ سے اس بورڈ کی کوئی میٹنگ ہی نہیں بلائی گئی ہے۔ حالانکہ غذائی قلت کی وجہ سے پہاڑی اور دیگر علاقہ جات میں لوگ از حد پریشان رہے ہیں۔

اس کے علاوہ پچھلے دنوں اسمبلی میں غذائی مسئلہ پر خاص طریق پر سوچ وچار کرنے کے لئے وعدہ کرنے کے باوجود موقع نہیں دیا گیا۔ تاکہ اس قومی مسئلہ پہ سنجیدگی کے ساتھ سوچ وچار ہو سکے۔

پرجا پریشد سرکار کی ناقص غذائی پالیسی اور اس قومی سوال کو پارٹی و ذاتی مفاد کا سوال بنانے کی شدید مذمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ غذائی مسئلہ کو عوام کے تعاون سے قومی لائنوں پہ حل کیا جائے۔ اس کے علاوہ غلّہ کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ایک واضح اور جامع زرعی پالیسی اپنائی جائے۔ کسانوں کو اچھے بیج اور کھاد مہیا کی جائے

گوبر کو جلانے کے استعمال کو روکنے کے لئے اقدامات کئے جائیں اور اسے کھاد کے استعمال میں بہتر ڈھنگ سے لانے کے لئے کسانوں کو ترغیب دی جائے۔ مال مویشی کی رکھشا کے لئے فوری اور ضروری اقدام اٹھائے جائیں۔ اور بہتر نسل کے گائے اور بیل کسانوں کو مہیا کئے جائیں تاکہ دیہاتوں میں لوگوں کو بھی۔ دودھ کے حاصل کرنے میں سہولیات ملنے کے علاوہ کسانوں کو کھاد بھی میسر آ سکے گی۔ اس کے علاوہ مویشیوں کے لئے چراگاہیں مہیا کی جائیں۔

زرعی اصلاحات

بغیر کسی منصوبہ بندی کے تعصب اور عناد کی بنیاد پر ریاست میں کی گئی زرعی اصلاحات کا اثر قدرتی طور پر پیداوار پر پڑا ہے۔ دوسرے ان نام نہاد زرعی اصلاحات سے نہ کسان کی حالت بہتر ہو سکی ہے اور نہ ہی زمیندار خوش ہے جس کا اعتراف خود وزیر اعظم بخشی غلام محمد نے کیا ہے۔ زرعی اصلاحات کے اصول سے عوام کی بہتری چاہنے والے کسی شخص کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مگر اصلاحات کے لئے کسی قاعدہ اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے جنہیں ہمارے حکمرانوں نے بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ نتیجہ انتشار اور جھگڑوں کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ جن سے مزارعہ اور زمیندار دونوں تباہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ مگر حیرت اس بات کی ہے کہ اس تباہی اور بربادی کو تسلیم کرنے کے باوجود سرکار کی طرف سے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ابھی تک کوئی تسلی بخش قدم نہیں اُٹھایا گیا ہے۔ اور اب کواپریٹو فارمنگ کا راگ الاپنا شروع کر دیا گیا ہے جس کا نتیجہ مزید تباہی کی صورت کی سوائے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ تدبر کا تقاضا ہے کہ کسان کو ایک منصوبہ بندی کے تحت اتنی زمین دے کر مالک بنایا جائے جس سے اُس کا آسانی سے گذارہ چل سکے۔

صنعتی بربادی

زمین پر بڑھتے ہوئے دباؤ اور بے روزگاری کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ صنعتوں کو فروغ دیا جاتا اور چھوٹی دستکاریوں کو بڑھاوا دینے کے علاوہ نئے کارخانے کھولے جاتے لیکن یہ واقعات ہیں کہ سرکار کی نالائقی کی وجہ سے جہاں پرانے وقتوں کی دستکاریاں اور دوسری صنعتیں ختم ہو کر رہ گئی ہیں۔ وہاں سرکار کی طرف سے نئے کھولے جانے والے کارخانے اور دستکاریاں دم توڑ چکی ہیں۔ نقشہ ڈڈ ورکس، کشمیر ووڈ انڈسٹری وغیرہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

صنعتی ترقی کا سوال لوگوں کے روزگار اور ملک کی ترقی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ ماہرین کا ایک ایسا کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو کارخانوں اور دستکاریوں کے فیل ہونے کے کارنوں کی رپورٹ پیش کرنے کے علاوہ ریاست میں نئی دستکاریاں چالو کرنے کے سلسلہ میں اپنا مشورہ دے سکے تاکہ اُس کی روشنی میں ترقی اور روزگار کے نئے وسائل نکل سکیں۔

سرکار کی طرف سے مزدوروں کی بہتری اور بہبودی کے محض زبانی گیت گانے کی بجائے عملی طور پر کوئی خاص قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ مزدوروں کی بہتری سے متعلق لیبر لاز بنا کر لاگو کئے جائیں۔ اور مزدوروں کی اقتصادی حالت کو سنوارنے اقتصادی برابری کو نزدیک لانے کے لئے سرکاری ٹھیکہ جات مزدوروں کے کواپریٹو ادارے قائم کر کے انہیں بھی دیئے جائیں۔

سلال پروجیکٹ

صنعتی ترقی کے لئے بجلی کا پیدا کرنا لازمی جزو ہے۔ بیشک اس سلسلہ میں سرکار نے صوبہ کشمیر میں کچھ نہ کچھ کامیابی ضرور حاصل کی ہیں۔ مگر جہاں تک صوبہ جموں کا تعلق ہے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ کے خرچ کے باوجود نتیجہ تسلی بخش نہیں۔ ساٹھ لاکھ سے زائد رقم خرچ کر کے جوگندر نگر پنجاب سے بجلی لائی گئی۔ جس کے عوض میں ہر سال لاکھوں روپیہ ریاستی سرکار کو پنجاب سرکار کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بجلی صنعتی کاموں کو چالو کرنے کے لئے تو بہت مہنگی پڑتی ہے۔ دوسرے ہوا کا ایک جھونکا آنے سے بند ہو جاتی ہے۔ اگر سرکار یہی روپیہ تحصیل ریاسی میں سلال پر خرچ کرتی تو اس سے جہاں سارے صوبہ کے لئے بجلی مل سکتی ہے وہاں دوسرے ترقیاتی کاموں کے لئے وسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہماری بھارت کی مرکزی سرکار سے گذارش ہے کہ وہ سلال پروجیکٹ کے کام کو ہاتھ میں لے کر اسے جلد

پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

ناقص تعلیم

کہنے اور پروپگنڈہ کے لئے تو تعلیم مفت کر دی گئی ہے۔ مگر اس تعلیم کا نتیجہ کیا نکل رہا ہے۔ اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک تو بغیر کسی مناسب انتظام اور سروے کے سکول کھول دیئے گئے ہیں۔ دوسرے ہمارا تعلیمی ڈھانچہ اس قدر ناقص ہے کہ دھڑا دھڑ پڑھے لکھے لوگوں کی بے کاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ تعلیمی نظام میں انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں۔ اور تعلیم کو محض لفاظی تک محدود رکھنے کی بجائے عملی اور ٹیکنیکل بنایا جائے۔

صحت عامہ

صحت عامہ کے نام پر ریاست کے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ بھاری اخراجات کے باوجود بھی مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور نئی نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ خصوصاً تپ دق کی بیماری دن بدن زور پکڑتی جا رہی ہے۔ بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ بیماریوں کے موجب تلاش کر کے ان کی روک تھام کی طرف توجہ دی جائے۔ یونانی اور آیورویدک طریقہ علاج کو مقبول بنایا جائے۔ اشیاء خوردنی میں بڑھتی ہوئی ملاوٹ کو روکا جائے۔ اور ہسپتالوں میں غریب عوام کا علاج ٹھیک طور پر ہو سکے۔ اس کے لئے ضروری اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔

پنچائتیں اور دیہات سدھار

دیہاتی عوام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے پنچائتیں ایک بڑا ذریعہ ہو سکتی ہیں۔ مگر دکھ کا مقام ہے کہ دیہات سدھار کے نام پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کے بعد نتیجہ الٹا نکل رہا ہے۔ اس کا بڑا کارن یہ ہے کہ پنچائتوں کی قائمی جمہوری لائینوں پر کرنے کی بجائے پارٹی مفاد کو سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔ اچھے اور نیک لوگوں کو پیچھے پھینک کر بیشتر صورتوں میں حکمرانوں کے حضور میں جھکنے والے لوگوں کو غیر جمہوری طور پر آگے لایا جاتا ہے۔ جو دیہاتی عوام کے مفاد کو ذاتی مفاد پر قربان کر رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر دیہات سدھار اور قومی توسیع کے نام پر رکھا گیا بھاری عملہ اپنے فرائض کی انجام دہی کی بجائے برسر اقتدار پارٹی کی پروپگنڈہ مشینری بن کر رہ گیا ہے۔ اور حکمران جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس محکمہ میں بغیر کسی قابلیت اور تجربے کے بھر دیا گیا ہے جو اپنی "پیٹھ مضبوط" سمجھ کر نہ صرف سرکاری روپیہ غبن کر رہے ہیں۔ بلکہ پسماندہ عوام کو بھی لوٹ رہے ہیں اور دیہاتی عوام کے لئے نعمت کی بجائے لعنت ثابت ہو رہے ہیں۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ محکمہ ہذا کو سرے سے ہی OVER HAUL کیا جائے۔ اور ایک ہائی پاور کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو محکمہ ہذا میں لاکھوں روپیہ کے غبن کے متعلق تحقیقات کرے۔ اور مجرموں کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔

رشوت ستانی

وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالتے وقت ۹ اگست ۱۹۵۴ء کو بخشی غلام محمد نے اپنی پالیسی تقریر میں کہا تھا کہ عوام کو اقتصادی بدحالی سے نکالنے۔ ترقیاتی منصوبوں کو کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور ایڈمنسٹریشن کی حالت سدھارنے کے لئے بے ایمانی اور رشوت ستانی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ضروری ہے۔ بخشی صاحب کے اس اعلان سے اُمید کی ایک کرن پیدا ہوئی تھی۔ مگر آج چھ سال کے بعد جب ہم گرد و پیش کے ماحول کو دیکھتے ہیں۔ تو انتہائی مایوسی ہوتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں اُن کا کردار اپنے اعلان کے برعکس دکھائی دیتا ہے۔

ایڈمنسٹریشن

عوام کی بہتری اور ملک کی ترقی کے لئے جہاں رشوت ستانی اور بے ایمانی کو ختم کرنے کے لئے ایماندارانہ اور مضبوط قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ وہاں یہ اشد ضروری ہے کہ ایڈمنسٹریشن کی ناگفتہ بہ حالت کو سدھارا جائے۔۔۔ آج ہماری ریاست کے اندر ایڈمنسٹریشن نام کی چیز ہی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ایک کی جگہ چار چار آدمی کام پر لگانے سے بھی ٹھیک طور پر نہیں ہو رہا ہے۔ اس کا بڑا کارن یہ ہے کہ قابلیت اور تعلیمی معیار کو بالائے طاق

رکھ کر حکمرانوں نے اپنے قریبی اور نزدیکی لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر تعینات کر دیا ہے۔ سرکاری ملازموں کو حکمران جماعت کے کاموں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ حکمران جماعت کے کارکن ایڈمنسٹریشن کے کاموں میں مداخلت کرتے ہیں ضمیر اور قابلیت سے کام لینے والے ملازموں کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ہر طرف ایک اندھیر گردی پھیلی ہوئی ہے چوریاں ڈاکے اور قتل ہوتے ہیں مگر مجرموں کی کوئی باز یابی نہیں ہوتی۔ پولیس کو امن عامہ کو قائم رکھنے کی بجائے سیاسی مخالفین کو دبانے اور انہیں مار پیٹ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

لیکن ایڈمنسٹریشن کی حالت کو سدھارنے کیلئے اول تا سدھار حکمرانوں کو اپنے اندر کرنا ہوگا۔ اور کسی اصول کے تحت چلنا ہوگا۔ ہمارا یہ مشورہ ہے کہ ایڈمنسٹریشن کے کاموں میں حکمران جماعت کے کارکنوں کی مداخلت کو روکا جائے۔ بھرتی اور ترقی کے سلسلہ میں سیاسی اور ذاتی مصلحتوں کو سامنے رکھنے کی بجائے قابلیت کے معیار کو سامنے رکھا جائے سرکاری ملازموں کو پارٹی پالیٹکس سے دور رکھا جائے۔ سروس رولز کا سختی سے احترام کیا جائے۔ ریاست سے انڈین سول سروس میں لئے گئے افسروں کو یہاں سے تبدیل کیا جائے اور اُن کی جگہ ریاست کے باہر سے اچھے اور قابل آفیسروں کو یہاں لایا جائے۔

صُوبائی تعصّب

نیشنل کانفرنسی حکمرانوں نے شروع سے ہی صوبائی تعصب کی پالیسی اپنا رکھی ہے۔ حکمرانوں کی یہ پالیسی ریاست کی ایکتا کیلئے انتہائی خطرناک ہے۔ سروسز اور ترقیاتی کاموں کے سلسلہ میں حکمرانوں کا صوبہ جموں کو نظر انداز کرنے کا عمل کسی بھی وقت خطرناک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ حکمرانوں کے عمل سے لوگوں کے اندر اس بھاؤنا کا پیدا ہونا کہ صوبہ جموں کو ایک نوآبادی بنایا جا رہا ہے۔ تشویشناک امر ہے۔ پرجا پریشد ریاستی حکمرانوں کی اس پالیسی کی مذمت کرتی ہوئی مطالبہ کرتی ہے کہ ترقیاتی کاموں کے سلسلہ میں ریاست کے ہر حصہ کی ترقی کی طرف یکساں طور پر توجہ دیجائے ملازمتوں کے سلسلہ میں قابلیت کے معیار کو بنیادی اصول مانا جائے اور مقامی ملازمتوں کے سلسلہ میں ایک صوبہ کے لوگوں کو دوسرے صوبہ پر نہ ٹھونسا جائے۔ اور سرکار عملی اقدامات اٹھائے جس سے صوبہ جموں کے لوگوں کو یہ احساس ہو سکے کہ اُنکے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک نہیں کیا جا رہا۔

ریلوے لائین

یہ خوشی کی بات ہے کہ بھارت سرکار نے کٹھوعہ تک ریلوے لائین بچھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن ریاستی عوام کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ریلوے لائین کو کم از کم جموں تک لانے کیلئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ امید ہے کہ بھارت سرکار عوام کے اس مطالبہ کی طرف فوری اور مناسب توجہ دے گی۔

شرنارتھی مسئلہ

شرنارتھی مسئلہ جہاں باقی ہندوستان میں ایک طرح ختم کیا جا رہا ہے وہاں ہماری ریاست میں شرنارتھیوں کے نام پر کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کے باوجود یہ مسئلہ ویسے کا ویسا ہی لٹک رہا ہے۔ اور اس مسئلہ کو دیانتداری سے کسی قانون کے تحت حل کرنے کی بجائے آج تک سیاسی مصلحتوں اور حکمرانوں کے "فرمانوں" سے ہی کام لیا گیا ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ باقی ہندوستان کی طرح اس مسئلہ کو باقاعدہ کسی قانون کے تحت طے کیا جائے۔ شرنارتھیوں کے کلیم رجسٹر کر کے انہیں معاوضہ دیا جائے۔

کم تنخواہ پانیوالے ملازمین

ہماری ریاست میں چھوٹے ملازمین کی تنخواہوں کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس وقت اُنہیں جو تنخواہیں دی جا رہی ہیں وہ ان سے وہ اپنی زندگی کی گاڑی کو نہیں چلا سکتے۔ وعدے اور اعلان کرنے کے باوجود سرکار نے ابھی تک عملی طور پر اس ضمن میں کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔ اور اس سلسلہ میں مقرر کی گئی پے کمیٹی کی رپورٹ بھی مکمل ہو کر ابھی تک سامنے نہیں آ سکی ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ ریاست کی آمدن دوگنی ہو گئی ہے۔ تو کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ کمر توڑ مہنگائی کے باوجود ملازموں کی تنخواہیں بڑھانے میں لیت و لعل کی جائے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ کسی بھی ملازم کی تنخواہ سو روپیہ ماہوار سے کم نہیں رہنی چاہیئے۔ اور ریاست کے ملازموں کو بھی دیش کے دوسرے حصوں کی طرح طبی اور دوسری سہولیات ملنی چاہئیں۔

چھوٹے ملازموں کے علاوہ مزدوروں، تاجروں، ٹرانسپورٹروں، پسماندہ عوام کے بہت سے مسائل ہیں جو حکمرانوں کی نا اہلیت اور خود غرضی کی وجہ سے اُلجھے ہوئے ہیں۔ پرجا پریشد ان مسائل کی طرف

توجہ دلانا اور وقت آنے پر انہیں حل کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔

ہمارا کام مخالفت برائے مخالفت نہیں۔ اور نہ ہی کسی سے ذاتی عناد ہے۔ ہماری لڑائی سدھانتوں کی لڑائی ہے۔ ہم نے اپنے سدھانتوں کو چھوڑ کر کبھی اقتدار میں حصہ لینے کی خواہش نہیں کی ہے اور نہ ہی ہم اقتدار اور ذاتی مفاد کیلئے آج کچھ اور کل کچھ کہنے کیلئے تیار ہیں۔

کارکنوں سے اپیل

اِس موقع پر جہاں ہم نے اپنی منزل کی طرف ثابت قدمی سے بڑھنے اور حکمرانوں کی متذکرہ برائیوں کے خلاف مردانہ وار لڑنے کا عہد کرنا ہے وہاں مجھے عوام اور خصوصاً آپ کارکنوں سے بھی کچھ ضروری باتیں کہنی ہیں جن کا ہمارے سماج کے بہبود اور ہماری آنے والی نسلوں کے ساتھ گہرا سمبندھ ہے۔

(۱) شراب نوشی کی بدعت دن بدن تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ سرکاری طور پر اس بدعت کو روکنے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ لیکن اس بدعت کا ہمارے سماج اور ہماری آنیوالی نسلوں پر کتنا بُرا اثر پڑ رہا ہے اس پر ملک کا بھلا چاہنے والے ہر شخص کو سنجیدگی سے وچار کرنا چاہیئے۔ پرجا پرشد کے ہر کارکن پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں۔ اور گاؤں گاؤں میں ایک ایک انسان کو شراب نوشی کی بدعت سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج سے آگاہ کریں۔ اور انہیں اس بدعت سے بچنے کی پریرنا کریں۔

(۲) بڑھتی ہوئی اخلاقی گراوٹ اور سماجی برائیوں کے پیشِ نظر پرجا پرشد کے ہر کارکن پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان برائیوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے ایک آدرش انسان بنے اور اپنے عمل سے تاریکی کی گھٹاؤں میں پھنسے ہوئے بھائیوں کی رہنمائی کرے۔

(۳) حکمران اپنی گدیوں کی قائمی کی خاطر عوام میں انتشار پھیلانے اور اُنہیں تقسیم در تقسیم کرنے کیلئے برادری ازم اور طبقاتی دھڑے بندیوں کے پُرانے ہتھیاروں کو تیزی کے ساتھ استعمال میں لا رہے ہیں۔ مفاد خصوصی رکھنے والے اصحاب اور ذی غرض لوگوں کو اس مقصد کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ پرجا پرشد کے کارکنوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ طبقاتی دھڑے بندیوں اور برادری ازم کے زہر سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج سے عوام کو آگاہ کریں اور قومیت کے نظریہ کو سامنے رکھ کر پریم، بھائی چارہ اور اتحاد کا سندیش لوگوں تک پہنچائیں۔

(۴) پرجا پرشد کے کارکنوں پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ سماج میں رسم و رواج کے سلسلہ میں بڑھ رہی فضول خرچی اور دوسری برائیوں میں سدھار کے لئے لوگوں کو راغب کریں۔

(۵) دیہاتوں میں چھوٹے موٹے تعمیری کاموں کو آپس میں مل کر کرنے کیلئے لوگوں کو ترغیب دیں۔ اُنہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھائیں اور عوام کو صفائی و حفظانِ صحت کے موٹے موٹے اصولوں پر عمل کرنا سمجھائیں۔

(۶) پرجا پرشد کے کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ بلا وجہ کسی سرکاری ملازم کے ساتھ نہ اُلجھیں۔ غلط اور غیر جمہوری روش اختیار کرنے والے ملازموں کو ان کے ہوتے دور کی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں۔ اور رشوت خور بے ایمان ملازموں کے خلاف آواز بلند کریں حتّٰی کہ سرکار اُن کے خلاف ایکشن کیلئے مجبور ہو جائے۔

(۷) سب سے بڑھ کر پرجا پرشد کے پروگرام اور نظریہ کو گھر گھر پہنچائیں گاؤں گاؤں میں کمیٹیاں قائم کرکے پرجا پرشد کی تنظیم کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔

بھاری مشکلات کے باوجود آپ لوگوں کا اس قدر بھاری تعداد میں دور دراز علاقوں سے یہاں اس موقع پر اکٹھے ہونے کیلئے مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ ان دنوں یہاں اکٹھے بیٹھ کر ریاست اور عوام کے مسائل پر بڑی سوچ وچار کے بعد اپنا آئندہ لائحہ عمل طے کریں گے۔

آخر میں

میری یہی اپیل ہے کہ ہم نے سورگیہ ڈاکٹر مکرجی اور دوسرے شہیدوں کے اس مشن کو ہمیشہ سامنے رکھنا ہے جس کو لیکر انہوں نے اپنی قیمتی جانیں قربان کی ہیں۔ اس کیلئے ہمیں جہاں حکمرانوں کی طرف سے نازل ہونے والی سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا ہے وہاں ایک جانباز ہو کر ظلم و زبردستی کا مقابلہ کرنا ہے۔ تنگی۔ غریبی اور مصیبتوں میں حوصلے توڑ کر ضمیر فروشی پر نہیں اُترنا ہے۔ بلکہ بہادر اور زندہ انسانوں کی طرح برائی سے ٹکر لینی ہے۔ اور اپنے عمل سے ہمیشہ یہ ثابت کرنا ہے کہ ہماری آتما آزاد ہے اور ہم صحیح معنوں میں آزادی چاہتے ہیں۔

جے بھارت!

پروفیسر بلراج مدھوک کی افتتاحی تقریر

۵ اپریل کو جموں وکشمیر پرجا پریشد کے سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے۔ بھارتیہ جن سنگھ کے نیشنل سیکریٹری شری بلراج مدھوک نے کہا کہ ریاست جموں وکشمیر کو بھارت کے دوسرے حصوں کی سطح پر لانے کیلئے پرجا پریشد برابر گیارہ سال سے جدوجہد کرتی چلی آرہی ہے۔ نتیجہ کے طور پر ریاست اور باقی ہندوستان کے درمیان کھڑی کی گئی کچھ دیواروں کو توڑنے میں پرجا پریشد کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ریاست جموں وکشمیر میں داخلہ کیلئے پرمٹ سسٹم کی منسوخی سے دیش کے مہان نیتا سورگیہ ڈاکٹر مکرجی کے اس نظریہ کی فتح ہوئی ہے جس کے لئے انہوں نے اپنا جیون بلیدان دیا ہے۔ ڈاکٹر مکرجی نے ریاست اور باقی ہندوستان کے درمیان عاید کی گئی ان مصنوعی پابندیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور انہوں نے ریاست جموں وکشمیر کو بھارت کا ایک انگ مانتے ہوئے دیش کے اس حصہ میں پرمٹ لیکر داخل ہونا سویکار نہیں کیا تھا۔ شری مدھوک نے مزید کہا کہ ریاست میں بھارت کے الیکشن کمیشن اور سپریم کورٹ کا مکمل دائرہ اختیار بڑھانے کے سلسلہ میں حکمرانوں کے نظریہ میں تبدیلی پرجا پریشد کی ایک اور بڑی رفتح ہے۔ لیکن پرجا پریشد کی جدوجہد یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ پرجا پریشد اور جن سنگھ اُس وقت تک اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے حتیٰ کہ لوک سبھا کیلئے نمائندوں کا چناؤ دوسرے حصوں کی طرح عوام کے ووٹوں سے نہیں کروایا جاتا۔ حقوق شہریت کے سلسلہ میں ریاستی اور بھارتیہ کے امتیاز کو ختم نہیں کیا جاتا اور دوسری اسی قسم کی تمام باتوں کو ختم نہیں کیا جاتا جن سے ریاست کی بھارت سے علیحدگی کے رجحانات کو تقویت ملتی ہے۔

آپ نے کہا کہ ریاست کیلئے الگ ودھان کی تشکیل ہی بھارت کی ایکتا اور قومیت کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے اور اس سے بذات خود ریاست کے مفاد کو دھکا پہنچتا ہے۔ میری اس موقع پر بخشی غلام محمد سے اپیل ہے کہ وہ وقت کی آواز کو پہچانیں اور بھارت سرکار کو چاہیئے کہ ہندوستان کے آئین کی دفعہ ۳۷۰ کو منسوخ کر کے ریاست اور دیش کے دوسرے حصوں کے درمیان امتیاز کو ختم کرنے کیلئے اقدامات اٹھائے۔ آپ نے مزید کہا کہ دفعہ ہذا عارضی طور پر رکھی گئی تھی۔ گورنمنٹ جموں وکشمیر کو چاہیئے کہ اب وہ خود جرأت کے ساتھ اعلان کرے کہ وہ ریاست جموں وکشمیر کے ساتھ کسی سپیشل سلوک کے خواہاں نہیں۔ اور وہ ریاست جموں وکشمیر کی بہبودی ہندوستان کے دوسرے حصوں کے شانہ بشانہ چاہتے ہیں۔ بخشی غلام محمد کو چاہیئے کہ وہ رضاکارانہ طور پر اس بات کا اعلان کریں کہ پرائم منسٹر کی بجائے وہ اپنے آپ کو چیف منسٹر کہلانا پسند کریں گے۔ کیونکہ بھارت کے ودھان میں پرائم منسٹر کا عہدہ صرف مرکزی ایڈمنسٹریشن کیلئے رکھا گیا ہے۔ بخشی صاحب کے اس قدم سے اُن کی اپنی شان بڑھے گی اور وہ اپنے ان اعلانات کو عملاً ثابت کر پائیں گے۔ کہ وہ اول اور آخر ایک ہندوستانی ہیں۔

آپ نے آگے چل کر کہا کہ جذباتی اور دائمی الحاق کے علاوہ پیدا شدہ حالات اور واقعات کی روشنی میں یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔ کہ ریاست جموں وکشمیر کو بھارت کے دوسرے حصوں کی سطح پر لایا جائے۔ پاکستان میں فوجی ڈکٹیٹرشپ کا قیام اور کشمیر کے متعلق پاکستان کے جارحانہ ارادے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن تبت کے اندر کمیونسٹ امپیریلزم کی حالیہ یلغار سے ریاست جموں وکشمیر کی سرحدوں کو خطرہ اور بھی بڑھ گیا ہے۔ اور یہ بات بھی چھپی ہوئی نہیں کہ لداخ کے متعلق کمیونسٹ چین کے ارادے کس قدر خطرناک ہیں۔ اس بات کے تحریری ثبوت موجود ہیں کہ پاکستان کے سابق پرائم منسٹر مسٹر سہروردی جب چین گئے تھے تو انہوں نے چین کو مشورہ دیا تھا کہ وہ لداخ کو اپنے قبضہ میں لے لیں اور کشمیر کی وادی کو حاصل کرنے میں پاکستان کی مدد کرے۔ تبت کے اندر حالیہ واقعات سے کمیونسٹ چین کا یہ خطرہ اور بھی شدید صورت اختیار کر جاتا ہے۔ لداخ کا علاقہ وسیع اور کم آباد ہونے کے کارن یہاں پر سرحد پار کر کے کمیونسٹوں کا داخلہ کسی بھی وقت نازک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ وقت کی بڑی مانگ یہ ہے کہ ہندوستان

میں جمہوریت کی رکشا کیلئے مرکزی سرکار دیش کے شمالی حصہ کی ایڈمنسٹریشن اور سیکورٹی کی طرف خاص دھیان دے۔

شری مدھوک نے مزید کہا کہ ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہوگئی ہے۔ کہ اُسے اپنے دیش کا مفاد عزیز ہونے کی بجائے انٹرنیشنل کمیونزم سے زیادہ وابستگی ہے۔ ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی کے وطن دشمنانہ کردار سے دیش کے اس سرحدی حصہ میں ہوشیار رہنے کی اور بھی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ دیش کے اس حصہ میں کمیونسٹوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر بھی کڑی نگرانی رکھی جائے۔

آپ نے آگے چل کر کہا کہ یہاں تک پاکستان کے جارحانہ حملوں اور توڑ پھوڑ کی کاروائیوں کا تعلق ہے اس ضمن میں مضبوط ارادے اور سختی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ لیکن بیرو باڑی کا علاقہ پاکستان کے حوالے کرنے سے متعلق شری نہرو کے فیصلہ سے ہندوستانی عوام کو سخت رنج ہوا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جموں کشمیر کے لوگوں کو اس بات کا پورا احساس ہوگا کہ بنگال کے جہان سپوت نے یہاں اپنا بلیدان دے کر ریاست کو خطرات سے بچایا۔ اور ایکتا کی رکشا کی ہے۔ اور اب جبکہ بنگال کے اندر بیرو باڑی کو خطرہ لاحق ہوا ہے ریاست کے لوگ اس کی رکشا کیلئے اپنے فرض کو پہچانیں گے۔

شری بلراج نے آگے چل کر کہا کہ ریاست کے اندر اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ایڈمنسٹریشن کی حالت کو سدھارا جائے۔ اور لوگوں کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ ترقی کے کاموں میں ہر حصہ کے ساتھ انصاف روا رکھا جائے گا۔ ایڈمنسٹریشن کی حالت کو سدھارنے کیلئے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ایڈمنسٹریشن کے روزمرہ کے کاموں میں حکمران پارٹی کے کارکنوں کی مداخلت کو روکا جائے جس سے رشوت ستانی اور کنبہ پروری بڑھ رہی ہے۔

شری مدھوک نے آخر میں کہا کہ ان حالات میں پرجا پریشد پر بھاری ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ کہ وہ لوگوں کی آواز بن کر انکے اقتصادی و مجلسی مسائل حل کرنے کی طرف دھیان دے اور ریاست کے اندر کشمیر اور لداخ کے اندر بھی اپنی سرگرمیوں کو بڑھائے۔ مجھے امید ہے کہ پرجا پریشد کے کارکن اور ہمدرد اس طرف خاص توجہ دینگے۔ اور اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں گے۔

سواگت سمتی کے پردھان
شری رتن چند وکیل کا سواگتی بھاشن!

جموں ۵ اپریل۔ شری رتن چند وکیل نے سالانہ اجلاس میں شرکت کرنے والے ڈیلیگیٹ اصحاب اور کارکنوں کا سواگت کرتے ہوئے کہا

"محترم صدر و حاضرین اجلاس۔ آج ہم پرجا پریشد کے اس تاریخی اجتماع میں ریاست کے دور دراز علاقہ جات کی مسافت طے کرکے ریاست کے موسم گرما کی راجدھانی جموں شہر میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں سواگت سمتی کے ادھیکش کے ناطے آپ سبھی ساتھیوں کا ہاردک سواگت کرتا ہوں۔ آج سے گیارہ سال قبل جب ہماری ریاست پر تاریکی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ دشمن ہمیں ہڑپنے کی سرتوڑ کوشش میں تھا۔ ریاست کے مستقبل کی کشتی گرداب میں تھی اور ساحل سے ہمکنار ہونا غیر اغلب دکھائی دیتا تھا۔ پاکستان نے ہماری ریاست پر یلغار کردی تھی۔ اس وقت پرجا پریشد قائم کرکے ہم نے اپنے کندھوں پر بھاری بھرکم بوجھ اٹھایا اور عزم کیا کہ خواہ کتنی ہی آفتیں کیوں نہ آئیں ہم منجدھار میں پھنسی ریاست کے مستقبل کی کشتی کو نہ صرف ساحل پر ہی لگائیں گے۔ بلکہ ریاست کے عوام کو بھی بھارت کی عظیم جمہوریت کا اٹوٹ انگ بنا کر جمہوریت و اقتصادی خوشحالی میں برابر کا شریک ہونے کا موقعہ فراہم کرینگے۔ اس عزم راسخ سے ہمیں پیچھے ہٹانے کیلئے اپنے اور بیگانوں نے سازشیں کیں۔ حملے کئے۔ تشدد و تعصب کے ہر حربے نا بسند ہتھکنڈے استعمال کئے۔ لاٹھی و گولی کا سہارا لیا۔ اور یہاں تک بھی آگے بڑھا گیا کہ بھارت کے مہان نیتا ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی اور ریاست کے پندرہ ویروں کا بلیدان بھی کیا گیا۔ لیکن پرجا پریشد کے کارکنوں و رہنماؤں نے اپنے عمل و قدموں میں کوئی لغزش نہیں آنے دی اور ثابت قدمی سے سیاسی استحکام کیلئے لڑی جا رہی جنگ کی رہنمائی کی جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے آیا ہے کہ نہ صرف ہمارے مستقبل کو ہی یقینی صورت مل گئی ہے بلکہ سالہا سال سے کئے جا رہے شاندار جدوجہد کی کلپنا کے پورے ہونے کا موقعہ بھی نزدیک آتا دکھائی دے رہا ہے۔ آپ کی اور آپ کی شاندار تنظیم کی نذرتا سے عوام نے

جذبات کی رہنمائی کا ہی نتیجہ ہے کہ حکمران جماعت اور حکومت کو بھی بھارت سے روز بروز زیادہ نزدیک جانے کیلئے اقدام اٹھانے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے۔ مالیات کا ادغام، سروسز کا ادغام وحال ہی میں ریاست میں داخلہ کے مجوزہ پرمٹ سسٹم کو ختم کرنے کا فیصلہ یقینی طور پر پرجا پریشد کے دیرینہ مطالبہ کی پورتی ہے اور اب الیکشن کمیشن اور سپریم کورٹ کے پورے ادھیکار کو ریاست پر بھی بڑھاوا دینے کیلئے جو حال ہی نیشنل کانفرنس پارٹی نے سوجھاؤ دیا ہے۔ وہ لوگوں کے جذبات کی قدر ہے اور پرجا پریشد کے سلجھے ہوئے سٹینڈ کی فتح ہے۔ اسی طرح ابھی تک بھارت کے ودھان میں دفعہ نمبر ۳۷۰ رکھ کر ریاست کے عوام کی سیاسی اقتصادی خواہشات و تحریک کو انفرادیت سے اجتماعی صورت دینے میں دیوار حائل کی گئی ہے۔ اور علیحدگی کی بھاؤناؤں وعلامتوں کو غیر ضروری طور پر قائم رہنے کی گنجائش باقی رہنے دی گئی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ سبھی عناصر اور ذمہ دار اس طرف توجہ دیں اور ریاست کے عوام کو بھی باقی حصوں کے عوام کے دوش بدوش عوامی سطح پر تعمیر و ترقی کی عظیم دوڑ میں حصہ دار بننے کے قابل بنائیں۔ مجھے امید ہے کہ ملک کی سالمیت کو افضل سمجھنے اور متحرک کردار کا دعوے کرنے والی حکمران جماعت اور ریاستی حکومت اس خوشگوار موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے گی۔ اور بھارت کے ودھان کو پورے طور پر لاگو کرنے کا اعلان کر کے عوام کے دیرینہ مطالبہ کو مان لے گی۔

اس وقت میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ جب ہم بھارت کے ودھان کی مراعات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اور مستحکم بنیادوں پر اپنے انتظامیہ ڈھانچہ کو استوار کر رہے ہیں۔ وہاں ہماری ریاست کے ⅓ حصہ پر ناجائز طور پر قابض پاکستان کی فوجی آمریت وہاں کے ریاستی باشندوں کی زندگیاں دوبھر بنا رہی ہے۔ قوم کی خودداری کا تقاضا ہے کہ اپنے دیش کی انچ انچ بھومی کو آزاد کرایا جائے۔

پاکستانی مقبوضہ ریاستی علاقہ سے آئے ہوئے شرنارتھیوں کا مسئلہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ اور چاہئے تو یہ تھا کہ اس مسئلہ کو بھارت کے دوسرے حصوں کی سطح پر دائمی طور پر آباد کرنے کیلئے باقاعدہ قانون بنایا جاتا لیکن ایسا نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ انہیں

اراضیات بھی عارضی طور پر محض اسوقت تک الاٹ ہوتی ہیں جب تک اصل مالک اراضی کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اور آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ مالکوں نے واپس آکر مطالبہ کرنے پر اراضی الاٹ شدہ سے شرنارتھیوں کی بیدخلیاں ہو جاتی ہیں۔ مہاجرین کی بوگس تصدیقوں کے ذریعہ اراضیات ومکانات کا مالک قرار دیا جاتا ہے ——————

شرنارتھیوں سے مہاجرین کے مکانات کے کرایہ سختی سے لے کر پاکستان جانے والے کے نام ڈیپازٹ کرایا جاتا ہے۔ شرنارتھیوں کے نقصانات کے آج تک کلیم رجسٹر نہیں کئے گئے۔

ریاست میں زرعی اصلاحات کے نفاذ کے وقت بڑے دعوے باندھے گئے تھے کہ اس سے ملک کی غذائی حالت بہتر ہو گی۔ اس غذائی حالت کو مزید بہتر کرنے کیلئے حکومت کی طرف سے کروڑہا روپے آبپاشی پر خرچ کئے گئے ہیں۔ لیکن مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ حالت بہتر ہونے کی بجائے دن بدن بگڑتی جا رہی ہے۔ اور بقول حکومت کے آج ہمیں ۴۳ لاکھ من غلہ دو تہائی حصہ عوام کیلئے باہر سے ریاست میں درآمد کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ بلکہ اس سے قبل تمام ریاست میں صرف تین لاکھ من غلہ درآمد ہوتا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ زرعی اصلاحات اور آبپاشی کے منصوبے بغیر مناسب سروے کے عمل میں لائے گئے تھے۔ اور حکومت کی طرف سے آج اس حقیقت کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ کہ آبپاشی کے سیکٹر میں منصوبہ قدرے جلدی سے تیار کیا گیا تھا۔ اور سکیمیں تحقیقات یا سروے کرنے کے بغیر ہی اس میں شامل کی گئی تھیں۔ اور یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کہ آیا یہ سکیم مکمل ہونے پر ہماری غذائی پیداوار میں کسی اضافہ کا باعث ہوں گی چنانچہ ظاہر ہوا ہے کہ ۹۴ میں سے ۸۶ آبپاشی کی سکیمیں منصوبہ میں بغیر کسی ٹیکنیکل سروے کے شامل کی گئی تھیں۔ زرعی اصلاحات کے بارے میں بھی "وزیر کمیٹی" کی رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ یہ اصلاحات بھی بغیر مناسب سروے کے عمل میں لائی گئیں۔

کسی ملک کی ترقی کا دوسرا پہلو اس ملک میں صنعتوں کا پھیلاؤ اور اس کی فلاح و بہبود ہے۔ بلند دعووں کے باوجود نئی صنعتیں ایجاد کرنے کی بجائے پہلے کارخانوں کو بھی بند کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۴۷ء سے قبل رنبیر سنگھ پورہ میں شوگر مل چل رہی تھی۔ ستواری میں اون کے کپڑے کے کارخانے کے لئے عمارت بن چکی تھی۔ پنسلوں کا کارخانہ

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

شری رشی کمار کوشل جنرل سکریٹری جموں و کشمیر پرجا پریشد کی رپورٹ

۲۸ اپریل کو صبح پرجا پریشد کے جنرل اجلاس میں شری رشی کمار کوشل جنرل سکریٹری جموں و کشمیر پرجا پریشد نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا

"ہم یہاں پرجا پریشد کے کاریہ کرتا اس روپ میں لگ بھگ اڑھائی سال کے بعد اکٹھے ہو پائے ہیں۔ اس طرح ہم ایک کانفرنس کے لئے جس کا نام "الگ ودھان ورودھی کانفرنس" رکھا گیا تھا اکٹھے ہوئے تھے۔ اُس کانفرنس میں ہم نے اپنے اس عزم کا اعادہ کیا تھا کہ جب تک ہمارا یہ لکشش پورا نہیں ہو جاتا کہ ریاست جموں و کشمیر میں بھی بھارت کا مکمل ودھان دیش کے دوسرے حصوں کی طرح لاگو کیا جائے۔ ہم آرام اور چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہم سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ریاست کیلئے بننے والے بھارت کے ودھان سے جدا آئین کی ہر آئینی ڈھنگ سے مخالفت کرتے رہیں گے۔ ہماری طرف سے الگ ودھان کے خلاف کی گئی مخالفت کے باوجود کانفرنسی حکمرانوں نے جداگانہ آئین بنایا۔ لیکن آج آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُس الگ ودھان کی ایک ایک دھارا ختم ہو کر اُس کی جگہ بھارت کے آئین کی دفعات لاگو ہو رہی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ کہ جن دوستوں نے ہماری مانگ کی نہ صرف لفظی بلکہ عملی مخالفت کی تھی آج وہی ہماری سُر میں سُر ملا کر آگے بڑھنے میں خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ یہ تمام پرجا پریشد کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم کارکن اپنے ارادے اور عزم میں باہمت رہے تو وہ وقت دُور نہیں جب الگ ودھان نام کی چیز ریاست سے ختم ہو کر رہے گی اور اس کا سہرا آپ لوگوں کے سر پر ہوگا۔ اس وقت ہم نے جہاں اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں کا جائیزہ لینا ہے وہاں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ سبھی کارکنوں کی توجہ اس طرف بھی دلاؤں۔ کہ اپنی تنظیم کو اور بھی مضبوط لائینوں پر چلانے کی کتنی ضرورت ہے۔"

شری کوشل نے آگے چل کر اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ سابقہ جنرل انتخابات میں دھن، دھونس اور دھاندلی سے کام لیکر حکمرانوں نے یہ ثابت کیا کہ اُنہیں جمہوریت سے نہیں بلکہ اپنی گدیوں سے پیار ہے۔ حکومت کے اس فاسسٹ طریقہ کار سے لوگوں میں بے دلی کا سا ماحول پیدا ہوا ہے لیکن حکمرانوں کے اس طریقہ کار کا مقابلہ کرنے کیلئے ہمت اور جرأت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ میں نے سارے صوبہ جموں کا دورہ کیا ہے اور جگہ بجگہ لوگوں کے خیالات جاننے کی کوشش کی ہے۔ ہر جگہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ پرجا پریشد کی ریاست کے مستقبل کے بارہ میں اہمیت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن عوام کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے، تنظیم کی ممبر شپ بڑھانے اور تنظیمی کمیٹیاں قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ حکمرانوں کے غیر جمہوری طرز عمل کا مقابلہ مضبوط تنظیم سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ پرجا پریشد کے کارکنوں پر لازم آتا ہے کہ وہ حالات کو سمجھیں اور اس سلسلہ میں اپنے فرض کو پہچانیں۔

جنرل سکریٹری نے اپنی رپورٹ میں وادی کشمیر کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔ "آج حکومت کے جبر و استبداد اور فاسسٹ طریقہ کار سے پیڑت وادی کشمیر کی جنتا اس وقت کے انتظار میں ہے کہ جب پرجا پریشد اپنا دامن وادی کے اس خطہ میں بھی پھیلاتی ہے کشمیر میں پرجا پریشد کے کام کو بڑھانے کی اہمیت اس امر کے پیش نظر اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ آج وہاں ریاست کی "سپیشل پوزیشن" کو قائم رکھنے کے نام پر طرح طرح کے نئے فتنے کھڑے کروائے جا رہے ہیں۔ دیش کی ایکتا کے خلاف ان فتنوں کا مقابلہ اگر کوئی طاقت کر سکتی ہے تو وہ پرجا پریشد ہے۔ چنانچہ پرجا پریشد کے کارکنوں کو اندازہ لگانا چاہیئے۔ کہ ہماری ذمہ داریوں میں کس قدر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جنہیں بدرجہ اتم نبھانے کا بھار ہمارے کندھوں پر ہے۔"

کمیونسٹ چین کی تبت پر یلغار کا ذکر کرتے ہوئے شری کوشل نے کہا کہ یہ لداخ کی طرف چین کے قدم بڑھنے کی شروعات ہیں۔ لداخ۔ کشمیر اور جموں کے استحکام کو قائم رکھنے کی ایک عظیم ذمہ داری مہت آتما ڈاکٹر مکرجی کے انویائیوں پر عائد ہوتی ہے۔

پرجا پریشد کے جنرل اجلاس میں پاس کئے گئے ریزولیشن

جموں و کشمیر پرجا پریشد کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ۱۲ اور ۱۳ اپریل کو ریاست کے سیاسی حالات اور عوام کے مسائل سے متعلق حسب ذیل سات ریزولیوشن پاس کئے گئے :-

(۱) سیاسی قرارداد

ریاست جموں و کشمیر اکتوبر ۱۹۴۷ء سے عوام اور ہند سرکار کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے جبکہ پاکستان نے ریاست کو طاقت کے زور سے ہڑپ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور ریاست پر جارحانہ حملہ کر کے اس کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہندوستان کی نوجوں نے چند ہفتوں کے اندر ریاست کے پاکستانی مقبوضہ ایک بڑے حصہ کو آزاد کروا لیا تھا۔ اور اگر بے وقت عارضی صلح بندی کا اعلان نہ کیا جاتا۔ تو یہ یقینی تھا کہ ریاست کا کوئی بھی حصہ پاکستان کے قبضہ میں نہ رہتا اور آج حالت بالکل مختلف ہوتی ــــ اُس وقت سے لیکر آج تک ریاست کے نیشنل کانفرنسی لیڈروں نے جو پینترے بدلے ہیں۔ اور قلابازیاں دکھائی ہیں اس سے اور ہند سرکار کی غلط نیتی کے نتیجہ کے طور پر ہی اُلجھنیں پیدا ہوئی ہیں۔ جو آج گیارہ سال کا لمبا عرصہ گذرنے کے بعد بھی ریاست کے اندر نارمل حالات پیدا ہونے کے راستہ میں حائل ہیں ــــ بھارت کے آئین کی عارضی دفعہ ۳۷۰ کے تحت ریاست کو دی گئی "سپیشل پوزیشن" سے اس سلسلہ میں بھاری نقصان پہنچا ہے۔ اس امتیازی پوزیشن کا فائدہ اُٹھا کر حکمرانوں نے اپنے مفادِ خصوصی پیدا کئے ہوئے ہیں۔ جو ریاست اور باقی بھارت کے درمیان جذباتی اور دائمی الحاق کے راستہ میں حائل ہو رہے ہیں۔

جموں و کشمیر پرجا پریشد ریاست میں مقدم جمہوری اپوزیشن جماعت رہی ہے۔ اور روز اول سے ہی اس بات کے لئے جدوجہد کرتی چلی آ رہی ہے کہ ریاست کی سپیشل پوزیشن کی آڑ میں ریاست باسیوں کے ساتھ روا رکھے گئے امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے اور بھارت کا ودھان بھی دیش کے دوسرے حصوں کی طرح یہاں بھی لاگو کیا جائے

پرجا پریشد کو اپنے حصول مقصد کے لئے بیش بہا قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ اور یہ خوشی کا مقام ہے کہ آج ریاست کے اندر اور باہر ہمارے اس نظریہ کی ہر جگہ سراہنا کی جا رہی ہے جو ہم نے ریاست کے ہندوستان کے ساتھ سمبندھ کے بارہ میں شروع سے ہی اپنایا ہے۔ پرمٹ سسٹم کی منسوخی کا فیصلہ اور ریاست پر بھارت کے الیکشن کمیشن و سپریم کورٹ کا مکمل دائرہ اختیار بڑھانے کے سلسلہ میں حکمرانوں کے نظریہ میں تبدیلی ایک مبارک قدم ہے اور یہ پرجا پریشد کے سٹینڈ اور امر شہید ڈاکٹر مکرجی کے اُس مشن کی فتح ہے جس کے لئے اُنہوں نے آج سے چھ سال قبل اپنا جیون بلیدان دیا تھا۔ لیکن معاملہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہو جاتا ریاست کے لوگوں کو ابھی تک اُن کے بہت سے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ وہ لوک سبھا کے لئے نمائندوں کا چناؤ دیش کے دوسرے حصوں کی طرح آزادی کے ساتھ اپنے ووٹوں سے نہیں کر سکتے۔ ریاست کے لئے بنائے گئے الگ ودھان میں الگ ریاست اور مستقل باشندہ ریاست کی دفعات ہندوستان کے آئین کی منشا کے بنیادی طور پر خلاف ہیں۔ جو ریاست کے بھارت کے ساتھ الحاق کے باوجود عوام اور قدرتی ترقی کے راستہ میں حائل بنی ہوئی ہیں۔ لہٰذا پرجا پریشد کا یہ اجلاس اپنے نظریہ کا اعادہ کرتا ہے کہ ہم اُس وقت تک آرام اور چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جب تک بھارت کا مکمل آئین ریاست پر دیش کے دوسرے حصوں کی طرح لاگو نہیں کر دیا جاتا۔

پرجا پریشد ریاست کے حکمرانوں کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دے گی کہ بھارت کے آئین کی دفعہ ۳۷۰ کے تحت ریاست

حاصل ہونے والی سپیشل پوزیشن کی آڑ میں وہ عوام اور ملک کے مفاد سے کھیلتے جائیں اور اپنی من مانیاں چلاتے رہیں۔ ہمیں پورا وشواس ہے کہ آخرکار ہمارے نظریہ کی فتح ہوگی۔ ریاست جموں و کشمیر ہندوستان کے ایک ودھان۔ ایک پردھان اور نشان تلے دیش کے دوسرے حصوں کے شانہ بشانہ ترقی کی طرف قدم بڑھائے گی۔ اور حکمرانوں کی پیدا کردہ مصنوعی مخالفت کے باوجود دو ودھان، دو پردھان اور دو نشان رکھنے کی یہ دھاندھلی ختم ہو کر رہے گی۔

پڑوسی ممالک تبت اور پاکستان کے اندر حالیہ واقعات کے بعد ریاست کے بھارت کے ساتھ مکمل الحاق کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کے اندر فوجی ڈکٹیٹرشپ کا قیام جس کا دماغ امریکہ کی فوجی امداد سے اور بھی بگڑ گیا ہے۔ اور ــــ ریاست کے امن کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ ریاست کے اندر توڑ پھوڑ کی کاروائیوں کے ساتھ ساتھ پاکستان نے سرحدوں پر فوجوں کو جمع کرنا شروع کر دیا ہے ـــــ چین کی ڈکٹیٹرشپ نے تبت کا گلا گھونٹنے کے ساتھ لداخ کو بھی بُری نگاہوں سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ اس طور پر ...... دو ظالم ڈکٹیٹرانہ حکومتوں سے ریاست کی سرحدوں کو خطرہ لاحق ہے۔ ان واقعات کی روشنی میں اس بات کی اور بھی اشد ضرورت ہو گئی ہے کہ ریاست اور باقی بھارت کے حصوں کے درمیان امتیاز کو ختم کر دیا جائے۔ اور اس سرحدی ریاست کی ایڈمنسٹریشن و سیکورٹی کی طرف بھارت سرکار خاص دھیان دے۔

وقت کی ایک اور بڑی مانگ یہ ہے کہ ریاست کے مختلف حصوں کے ساتھ تعصب اور امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے۔ اس وقت حصوں کے لوگوں کے اندر یہ احساس بڑی شدت سے کام کر رہا ہے کہ ترقیاتی کاموں اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں ان کے ساتھ ...... ریاستی حکمران سوتیلی ماں کا سلوک روا رکھ رہے ہیں۔ اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ حکمران اپنے عمل سے ریاست کے پسماندہ حصوں کے لوگوں کے اندر پیدا شدہ اس احساس کو اپنے عمل سے ختم کریں۔ ریاست کے تمام حصوں کی ایکتا کی ضرورت دیش کی ایکتا کی ضرورت سے کسی بھی طرح کم نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ریاست کے تمام طبقوں اور ہر حصہ کے لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا جائے۔

گویا ریاست کے موجودہ سیاسی حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ریاست کے تمام حصوں کے لوگوں کے دلوں سے عملی طور پر اس بھاؤنا کو ختم کیا جائے کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اور اس طور ریاست کی ایکتا کو قائم کیا جائے۔ ہماری ریاست کا بھارت کے ساتھ دیش کے دوسرے حصوں کی طرح الحاق کر کے بھارت کا ودھان یہاں پر مکمل طور پر لاگو کیا جائے۔ پاکستان اور کمیونسٹ چین کے ناپاک ارادوں پر کڑی نگاہیں رکھتے ہوئے ریاست کے اندر پاکستانی اور کمیونسٹ ایجنٹوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔ پرجا پریشد کا یہ اجلاس ریاست و بھارت کی سرکاروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سارے حالات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں۔ پرجا پریشد اس بات کا یقین دلاتی ہے کہ دیش کی ایکتا اور رکھشا کیلئے اپنے [illegible] حصولِ مقصد میں سرکار کو پورا پورا تعاون دے گی۔

(۲) آرتھک پرستاؤ

کسی بھی ملک میں جمہوریت کی نشوونما اور مجموعی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہاں بسنے والوں کی اقتصادی حالت کو سنوارا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی تمام ریاستوں میں اقتصادی ترقی اور منصوبہ بندی کی طرف خاص دھیان دیا جا رہا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر معدنیاتی طور پر بھرپور جنگلات کی دولت سے مالامال۔ زرخیز وادیوں اور لوگوں کے محنت کش ہونے کے علاوہ اس کے بہت سے سیاحوں کی آمد کے لئے پرکشش ہیں۔ ـــــ جموں و کشمیر بھارت کا ایک انگ ہونے کے ناطے بھارت [illegible] نے گزشتہ گیارہ سال کے عرصہ میں ریاست کی اقتصادی [illegible] کے لئے رائے عامہ کو منظم کریں۔

[illegible] لی امداد [illegible]

(۳) انتخابی عذرداریاں اور انتخابات

پرجا پریشد ریاست میں بھارت کے الیکشن کمیشن کا دائرہ اختیار بڑھانے کے سلسلہ میں حکومتوں کے نظریہ میں تبدیلی کا خیر مقدم کرتی ہے لیکن انتخابات سے متعلق ریاستی حکمرانوں نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں گہرے افسوس اور تشویش کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ۱۹۵۷ء کے جنرل انتخابات صوبہ جموں میں [illegible] گئی ـــ

بدتر ہو گئی ہے۔ عوام کی قوت خرید میں کوئی اضافہ ہونے کے بغیر اشیاء خوردنی اور دوسری روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کی قیمتوں میں بھاری اضافہ ہوا ہے۔ نتیجہ کے طور پر ہر طرف اقتصادی بدحالی اور بے چینی کا دَور دورہ ہے۔

اقتصادی بدحالی کا بڑا کارن یہ ہے کہ ترقیاتی کاموں کو بغیر کسی منصوبہ بندی کے ہاتھ میں لیا گیا ہے۔ ایڈمنسٹریشن نام کی چیز ہی مفقود ہے۔ روپیہ کا دُراپیوگ ہوا ہے۔ اور ذاتی و سیاسی مصلحتوں کو پیش پیش رکھ کر ترقیاتی کاموں کو کیا جا رہا ہے — پانچسالہ منصوبوں کے تحت بھاری رقموں کا ذاتی اور پارٹی مفاد کے لئے جس طور دُراُپیوگ کیا گیا ہے۔ یہ ایک بڑا اسکینڈل ہے جس کی ایک ہائی پاور جوڈیشل انکوائری کمیشن کے ذریعہ کھُلی تحقیقات کی جانی چاہیئے۔

پرجا پریشد شروع سے ہی اس بات کا مطالبہ کرتی آرہی ہے کہ عوام کی اقتصادی بہتری سے متعلق ترقیاتی کاموں کے سلسلہ میں ذاتی اور سیاسی مصلحتوں کو پیش پیش نہ رکھا جائے اور ریاست کی اقتصادی بہتری کے لیے نعرہ بازی سے کام لینے کی بجائے عمل اور حقائق سے کام لیا جائے — پرجا پریشد اقتصادی پالیسی سے متعلق حسب ذیل سوجھاؤ پیش کرتی ہے:-

زرعی اصلاحات :- ریاست کے عوام کی ایک بڑی اکثریت کا ذریعہ معاش زرعی پیداوار ہے۔ چنانچہ یہ لازمی ہے کہ زرعی اصلاحات کے سلسلہ میں جامع اور واضح منصوبہ بندی سے کام لیکر کسان کے مسائل کو حل کیا جائے۔ اور اگریکلچر کی بہتری کے لئے اقدامات کئے [illegible] کے لئے پرجا پریشد کا مطالبہ [illegible] ہیں۔ جو ریاست [illegible] بھارت کے درمیان جذباتی اور دوامی الحاق کے راستہ میں حائل ہو رہے ہیں۔

جموں و کشمیر پرجا پریشد ریاست میں مقدم جمہوری اپوزیشن جماعت رہی ہے۔ اور روز اول سے ہی اس بات کے لئے جدوجہد کرتی چلی آرہی ہے کہ ریاست کی سپیشل پوزیشن کی آڑ میں ریاست باسیوں کے ساتھ روا رکھے گئے امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے اور بھارت کا ودھان ریاست کے دوسرے حصوں کی طرح یہاں بھی لاگو کیا جائے

کے پریوار کا گزارہ باعزت طور پر چل سکے۔ کیونکہ زرعی اصلاحات کا مدعا ہرگز یہ مُدعا نہیں ہو سکتا کہ شہری اور دیہاتی عوام کے درمیان امتیاز روا رکھا جائے — پرجا پریشد کا یہ مطالبہ ہے کہ دیہاتی اور شہری کی آمدنی کے روشن امتیاز کو ختم کیا جائے۔ اور زیادہ سے زیادہ اور کم از کم قابلِ خرچ آمدن کا تناسب ایک اور بیس رہنا چاہیئے۔ اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کی موجودہ قیمتوں اور حالات میں کم از کم آمدن کی حد سو روپیہ ماہوار رکھی جانی چاہیئے۔ لیکن پرجا پریشد کمیونسٹوں کے کلاس وار سوسائیٹی کے اصول کی سخت مخالف ہے۔ اس کا یہ نظریہ ہے کہ دھڑے بندیاں پیدا کرنے کی بجائے ایک دوسرے کو تعاون دینے کا ماحول پیدا کیا جائے — زرعی اصلاحات کے متعلق پرجا پریشد کا نظریہ اس اصول پر مبنی ہے۔ کہ پیداوار میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ کسان کے اندر زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جانا چاہیئے۔ اور اُسے اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ جو زمین وہ کاشت کرتا ہے وہ اُس کی ملکیت ہے۔

(۲) کاشتکاروں کو سستے نرخوں پر آبپاشی کے ذرایع اچھے بیج مہیا کرنے کے علاوہ اُنہیں کھیتی باڑی کے جدید طریقوں سے روشناس کیا جائے۔

(۳) دیہاتوں میں چھوٹے پیمانے کی دستکاریوں کو بڑھاوا دیا جائے۔ تاکہ کاشتکار اپنا فالتو وقت اپنے فائدہ کے لئے صرف کر سکے۔

(۴) پرجا پریشد کواپریٹو اور سٹیٹ فارمنگ کے ذریعہ کھیتی باڑی کی مخالفت کرتی ہے۔ کیونکہ ہمارا یہ یقین ہے کہ اس طریقہ سے بیکاری میں اضافہ ہوگا۔ پیداوار میں کمی واقع ہو گی۔ زمین پر کسان کی ملکیت ختم ہونے سے وہ ایک غلام مزدور کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔ اور ملک میں ڈکٹیٹرانہ رجحانات کو تقویت ملے گی۔

انڈسٹری :- پرجا پریشد کا یہ مطالبہ ہے کہ چھوٹی دستکاریوں کو ہر ممکن وسعت دی جائے۔ ہماری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ ہندوستان بھر میں بے روزگاری کے مسئلہ کا حل چھوٹی دستکاریوں کو بڑھاوا دینے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے پرجا پریشد مانگ کرتی ہے کہ

(۱) چھوٹی دستکاریوں کو بڑھاوا دینے کے لئے لوگوں کو عام قرضے دیئے جائیں۔

(۲) چھوٹے پیمانے پر صنعتیں چلانے والوں کو ٹیکنیکل امداد اور رہنمائی کی سہولیات مہیا کی جائیں۔

(۳) ریاست کا ایک جامع انڈسٹریل سروے کر دیا جائے تاکہ اس بات کا پتہ چل سکے کہ کہاں کہاں پر کن کن دستکاریوں کی ترقی کے امکانات ہو سکتے، تاکہ اُن مقامات پر اُنہی صنعتوں کی ترقی کی طرف توجہ دی جا سکے۔ پرجا پریشد سرکار کی موجودہ ناکام انڈسٹریل پالیسی کی مذمت کرتی ہے جس سے صوبہ جموں میں پرانی کئی صنعتیں اور کارخانے بند ہو کر رہ گئے ہیں۔

(۴) معدنیات کو نکالنے اور صنعتی ترقی کو فروغ دینے کے لئے ریاست کے باہر سے آکر یہاں اپنا سرمایہ لگانے کے لئے صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اور اُنہیں ہر ممکن سہولیات دی جائیں۔

بجلی:۔ صنعتوں کی ترقی اور معدنیات کو نکالنے کے لئے سستی اور عام بجلی کا مہیا ہونا اشد ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں پرجا پریشد مطالبہ کرتی ہے کہ سلال پروجیکٹ کی تعمیر کی طرف خاص توجہ دی جائے کیونکہ اس سے ساری ریاست اور خصوصاً صوبہ جموں کی اقتصادی بدحالی کو دُور کرنے میں خاص مدد ملے گی۔

ذرائع آمد و رفت:۔ اقتصادی ترقی کے لئے آمد و رفت کے ذرائع کا آسان ہونا ایک لازمی جزو ہے۔ پرجا پریشد مطالبہ کرتی ہے کہ ناردرن ریلوے کو پٹھانکوٹ سے جموں تک لانے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی بھدرواہ کو چمبہ بسوہلی کو پٹھانکوٹ سے، سرینگر کو لداخ۔ پونچھ کو سری نگر اور لیہ کو منالی سے ملانے کے لئے نئی سڑکوں کی تعمیر کی طرف خاص دھیان دیا جائے۔ ان سڑکوں کی تعمیر نہ صرف ریاست کی اندرونی ترقی کے نقطہ نگاہ سے ہی ضروری ہے بلکہ ریاست کی حفاظت اور فوجی نگاہ کا بھی ان سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ خاص سمبندھ ہے۔

سیاحت اور ٹرانسپورٹ:۔ سیر و سیاحت ریاست کی ایک بڑی آمدن والی صنعت ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ اس صنعت کو مزید فروغ دیا جائے۔ وادی کشمیر میں سیر و سیاحت کی ترقی کے لئے سرکار کی طرف سے اُٹھائے گئے اقدامات کی پرجا پریشد سراہنا کرتی ہے لیکن اس بات کے لئے افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ صوبہ جموں کے بہترین صحت افزا مقامات مثلاً سنسر۔ بھدرواہ۔ کشتواڑ۔ بنی وغیرہ کی ترقی کے سلسلہ میں سرکار نے سوتیلی ماں کا سلوک روا رکھا ہے۔ پرجا پریشد مطالبہ کرتی ہے کہ صوبہ جموں کے صحت افزا مقامات کی ترقی کے لئے سپیشل رقمیں مخصوص کی جائیں اور ان مقامات کو سیاحوں میں مقبول بنانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

ویشنو دیوی یاتریوں اور سیاحوں کی کشش کا ایک بڑا مرکز ہے لہٰذا کٹڑہ اور اس سے ملحقہ جگہوں کی ترقی کی طرف خاص دھیان دیا جائے۔ اور یاتریوں کی سہولیات کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

ٹورسٹ انڈسٹری کی ترقی کے لئے سستی اور اچھی ٹرانسپورٹ کا ہونا لازمی ہے لیکن ریاست میں ٹرانسپورٹ کو حکمرانوں نے اپنے مفاد کے لئے لونڈی بنا رکھا ہے۔ پرجا پریشد مطالبہ کرتی ہے کہ ٹرانسپورٹ کے فروغ کے لئے روٹ پرمٹ کی بدعت کا خاتمہ کیا جائے۔ ٹرانسپورٹ انڈسٹری کو فروغ دینے کے لئے چھوٹے ٹرانسپورٹروں۔ ڈرائیوروں اور سرکار کے نمائندوں پر مشتمل ایک نمائندہ ٹرانسپورٹ بورڈ قائم کیا جائے۔ جس کی رہنمائی میں ٹرانسپورٹ کی بہبودی کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں۔

پرجا پریشد ریاست کے تمام طبقوں کی اقتصادی بہتری کے لئے متذکرہ پانچ نکاتی پروگرام پیش کرتی ہے کارکنوں اور پرجا پریشد کے ہمدردوں سے گذارش کرتی ہے کہ پروگرام ہٰذا کو عملی جامہ پہنانے کے لئے رائے عامہ کو منظم کریں۔

(۳) انتخابی عذرداریاں اور انتخابات

پرجا پریشد ریاست میں بھارت کے الیکشن کمیشن کا دائرہ اختیار بڑھانے کے سلسلہ میں حکومتوں کے نظریہ میں تبدیلی کا خیر مقدم کرتی ہے لیکن انتخابات سے متعلق ریاستی حکمرانوں نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں گہرے افسوس اور تشویش کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ۱۹۵۷ء کے جنرل انتخابات میں صوبہ جموں میں اگر کئی —

بے ضابطگیوں سے متعلق بیس انتخابی عذرداریاں دائر کی گئی تھیں۔ جن میں سے ابھی تک صرف دو کا فیصلہ ہوسکا ہے۔ ساری ریاست میں انتخابی عذرداریوں کی سماعت کے لئے صرف ایک الیکشن ٹریبونل مقرر کیا گیا ہے جس سے یہ توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ اسمبلی کے انتخابات کے لئے بقایا تین سالوں میں بھی ان عذرداریوں کی سماعت کرپائے گا۔ لہٰذا پرجا پریشد صدر ریاست سے مطالبہ کرتی ہے کہ عذرداریوں کی سماعت کے لئے جلد از جلد مزید الیکشن ٹریبونل مقرر کئے جائیں۔ اس کے علاوہ عذرداریوں کی سماعت کے بعد اسمبلی کے ہونے والے ضمنی انتخابات بھارت کے الیکشن کمیشن کی دیکھ ریکھ میں کروائے جائیں۔

اسمبلی کے انتخابات کو چھوڑ کر لوکل باڈیز کے انتخابات میں تو حالت اور بھی دردناک ہے۔ سرکاری آفیسروں کی مداخلت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ نیشنل کانفرنس کے ناکام اُمیدواروں کو کامیاب اور مخالف کامیاب اُمیدواروں کی ناکامیابی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ حکومت کے اس طریقہ کار سے لوکل باڈیز کے انتخابات ایک ڈھونگ بن کر رہ گئے ہیں۔ اور لوگوں کے جمہوری انتخابات سے متعلق اعتقاد کو سخت دھکا لگا ہے۔ پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ سارے صوبہ جموں اور خصوصاً لستاہ - رام بن - کٹھوعہ اور ارنیہ ٹاؤن ایریا کمیٹیوں کے انتخابات جوڈیشل آفیسران کی دیکھ ریکھ میں نئے سرے سے کروائے جائیں۔ تاکہ ان اداروں میں لوگوں کو اپنے صحیح نمائندے بھیجنے کا موقعہ مل سکے۔

(۴) سابقہ فوجیوں کی بہبود کیلئے اقدامات

جموں و کشمیر کے ڈوگرے جنگجو ہونے کے لحاظ سے مشہور ہیں۔ اُن کی ایک بہت بڑی تعداد ریاست اور ہندوستان کی فوج میں ملازمت رہی ہے۔ لہٰذا تسق طور پر ریاست کے اندر ایک بڑی تعداد سابقہ فوجیوں کی ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کی اقتصادی حالت اچھی نہیں۔ ان میں سے ہزاروں لوگوں کو مشکل سے اپنی زندگی کی گاڑی کو چلانا پڑ رہا ہے۔ ریاست میں کی گئی نام نہاد زرعی اصلاحات کا بھی ان لوگوں پر بُرا اثر پڑا ہے۔ اور دوسرے سروس ختم کرنے کے بعد وہ کھیتی باڑی کے قابل بھی نہیں رہتے۔ لہٰذا پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ سابقہ فوجیوں کی آبادکاری اور اُن کی بہتری کے لئے خاص اقدامات کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا یہ سوچا ہوا ہے کہ

(۱) سابقہ فوجیوں کو چھوٹی دستکاریاں چالو کرنے کے لئے کُھلے قرضے دیئے جائیں۔

(۲) ریاستی ملازمتوں میں بھرتی کے سلسلہ میں سابقہ فوجیوں اور اُن کے بچوں کو ترجیح دی جائے۔

(۳) سابقہ فوجیوں کے بچوں کی پڑھائی کے لئے خاص مراعات دینے کے علاوہ انہیں وظیفے بھی دیئے جائیں۔

(۴) سابقہ فوجیوں کو ٹیکنیکل ٹریننگ دلانے کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے گذارہ کے لئے ٹیکنیکل کام کرسکیں۔

(۵) پاکستانی مقبوضہ علاقوں کو آزاد کروایا جائے

جموں و کشمیر کے ایک تہائی حصہ پر پاکستان کا جارحانہ قبضہ ہوا۔ عارضی صلح بندی کی حد کو پار کرکے ریاست کے علاقہ پر مسلح پاکستانیوں کے آئے دن کے حملے ایک دردِ سر بن چکے ہیں۔ پرجا پریشد اپنے مطالبہ کو دہراتی ہے کہ ریاست کے ان پاکستانی مقبوضہ علاقوں کو آزاد کروانے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔ ریاست کے ان علاقوں پر پاکستان کو قابض رہنے کی اجازت دینے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہم ریاست پر پاکستان کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ پاکستان کے مقبوضہ علاقوں کو آزاد کروانے کے لئے اقدامات کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ سرحدوں پر آئے دن کے حملوں کی روک تھام کے لئے موثر کارروائی کی جائے۔ اس سلسلہ میں پرجا پریشد مانگ کرتی ہے کہ:-

(۱) تمام سرحدی علاقوں کو ایسے عناصر سے پاک کیا جائے جن کی دیش کے تئیں وفاداریاں مشکوک ہیں یا وہ پاکستان کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں۔

(۲) سرحدوں کے ساتھ ساتھ بسنے والے لوگوں کو فوجی ٹریننگ دے کر مسلح کیا جائے۔ تاکہ وہ آئے دن کے حملوں سے اپنی مال و جان کو محفوظ رکھ سکیں۔ اور دشمن کا مقابلہ کرسکیں۔

(۳) سرحد کے ساتھ ملٹری کی پکٹوں کو مضبوط بنایا جائے۔

پاکستان کے تئیں نرمی کی پالیسی کو ترک کیا جائے اور اُسے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔

(۶) ریاست کے شرنارتھیوں کی آبادکاری

ریاست کے شرنارتھیوں کی آبادکاری کا مسئلہ قومی اہمیت کا حامل ہے لیکن دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ریاستی حکمرانوں نے اس قومی مسئلہ کو بھی پارٹی مفاد اور سیاسی مصلحتوں کا اکھاڑہ بنا رکھا ہے۔ جسکے نتیجہ کے طور پر شرنارتھیوں کی آبادکاری کے نام پر مرکز سے لاکر کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کے باوجود یہ مسئلہ ابھی تک ابتدائی مرحلہ پر ہی حل طلب ہے ——— پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اس مسئلہ کو کل ہند آبادکاری قوانین اور پالیسی کے تحت حل کیا جائے۔ شرنارتھیوں کے کلیم رجسٹر کر کے اُنہیں معاوضہ دیتے کا فیصلہ کیا جائے۔ اور پاکستانی درندوں کے قبضہ میں پھنسی ہوئی دیویوں اور بچوں کو وہاں سے لانے کے لئے فوری اقدامات اُٹھائے جائیں۔

(۷) جرمانوں کی واپسی اور جوڈیشل تحقیقات

حق کی آواز بلند کرنے پر ریاستی حکمرانوں نے پرجا پریشد کے ۱۹۵۲-۵۳ء کے اندولن میں وہ وہ مظالم ڈھائے ہیں جس کو سن کر حیوانیت بھی کانپ اُٹھتی ہے۔ مگر حیرت کا مقام ہے کہ ذمہ دارانہ نظامِ حکومت کے دعویداروں نے عوام کے مطالبہ کے باوجود جبر و تشدد کے کسی ایک واقع کی بھی آج تک کھلی اور آزادانہ تحقیقات نہیں کرائی ہے۔ اور وعدہ کرنے کے باوجود سرکار نے ابھی تک ستیہ گرہیوں سے وصول کئے گئے جرمانے واپس نہیں کئے ہیں ——— پرجا پریشد کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ۱۹۵۲-۵۳ء کے پرجا پریشد کے اندولن میں وصول کئے گئے جرمانے واپس کئے جائیں۔ اور نظر بندی کے دوران ڈاکٹر مکرجی کی موت کی آزادانہ جوڈیشل تحقیقات کروائی جاوے۔

سالانہ اجلاس مختلف اخبارات کی نگاہوں میں!

پرجا پریشد کے سالانہ اجلاس کے متعلق سرکاری خرچ پر شائع ہونے والے اخبارات کو چھوڑ کر دیگر مختلف اخبارات نے اپنے غیر جانبدارانہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے نوٹ اور خبریں شائع کی ہیں ——— ہفتہ وار "پنتھ سیوک" جموں نے لکھا ہے " پرجا پریشد کی سالانہ کانفرنس کے سلسلہ میں بھاری جلوس نکالا گیا۔ اس سال جلوس منظم و پُرکشش تھا۔ بازار ڈیوڑھیوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور لوگ بھاری تعداد میں بازار میں اکٹھے تھے۔ اور چھتوں پر سے ہزاروں نرناریوں نے جلوس دیکھا۔ جلوس میں کئی نوجوان پُرکشش وردیوں میں ملبوس گھوڑوں پر سوار تھے۔ پنڈت ڈوگرہ کھلی جیپ پر سوار تھے۔ اس بار بخشی صاحب کے جلوس میں ٹرانسپورٹروں اور دوسرے ٹھیکیداروں سے جبراً نوٹوں کے ہار گلے میں ڈلوائے گئے تھے۔ اس کی بار پنڈت ڈوگرہ کو بھی نوٹوں کے ہاروں سے لاد دیا گیا۔ اور بازار کے تقریباً ہر کونے سے آپ کو نوٹوں کے ہار پہنائے گئے اور یہ مثال قائم کر دی گئی کہ اگر پرائم منسٹر کے گلے میں ہار ڈالے جاتے ہیں تو عوام اپنے محبوب نیتا کے گلے میں بھی اتنے ہی ہار ڈال سکتے ہیں جتنے کہ حکومت کے سربراہ کو پڑ سکتے ہیں۔ یعنی ہزاروں روپیوں کے ہاروں سے پنڈت جی کا سواگت کیا گیا ——— ڈیلی گیٹوں کا یہ اجلاس لگاتار دو دن جاری رہا۔ اجلاس میں بھاری رونق ضبط اور ڈسپلن تھا"۔

ہفتہ وار "حقیقت" جموں نے لکھا ہے " پرجا پریشد کے سالانہ اجلاس کے سلسلہ میں جموں میں پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ صدر پرجا پریشد کا جلوس نکالا گیا جس راستے سے جلوس گذرنا تھا۔ وہ تمام راستے جھنڈیوں اور دروازوں سے آراستہ کئے گئے تھے۔ جلوس کافی لمبا تھا۔ اور دیکھنے والوں کی بھیڑ بھی زیادہ تھی۔ کوئی بھانگڑہ پارٹی جلوس کے ساتھ نہ تھی۔ البتہ جھانکیاں جلوس کے ہمراہ تھیں۔ اُسی شام پریڈ گراونڈ میں مشاعرہ کا پروگرام تھا۔ جو رات گئے تک جاری رہا۔ پنڈت پریم ناتھ جی ڈوگرہ کا صدارتی ایڈریس جو اُنہوں نے سالانہ جلسہ میں پڑھا تعریف کے قابل تھا"۔

ہفتہ وار "چاند" جموں نے اپنے ایک نوٹ میں لکھا ہے۔

"جموں و کشمیر پرجا پریشد کا اجلاس جموں میں ہوا۔ مدت کے بعد سالانہ اجلاس کرنے کا موقع مذکورہ سوسائیٹی کو ملا ہے۔ اجلاس متواتر تین یوم ہوتا رہا جموں پرانت کے کونہ کونہ سے ڈیلی گیٹ آئے ہوئے تھے۔ حالات حاضرہ اور ریاستی مسایل پر سیر حاصل بحث مباحثے ہوئے۔ تجاویز بھی پاس ہوئیں۔ اور پرجا پریشد کا نظریہ پوری طرح حاضرین پر واضح ہوا۔ پرجا پریشد کو بجا طور پر فخر ہے کہ وہ اپنی ازلی ساعتوں سے جو کچھ کہتی آئی ہے۔ اور اپنے نصب العین کے حصول میں جو بیش بہا قربانیاں دی ہیں برسر اقتدار پارٹی یعنی حکومت کشمیر اور ہند سرکار آہستہ آہستہ تسلیم و منظور کر رہی ہے۔ پرجا پریشد کا اجلاس بارونق رہا۔ اور جلوس بھی کافی شاندار تھا۔ خواتین کی بہت زیادہ تعداد تھی۔ نوجوانوں کے نعرے اور جوش قابل دید تھا۔ پرجا پریشد کے مستند لیڈر پوجیہ پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ کو کرنسی نوٹوں سے لاد دیا گیا تھا۔ ایک کھلی جیپ میں شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے جلوس گذرا لوگوں نے پھولوں کی ورشا کی اور خوشی و فخر سے تالیاں بجائیں۔ "چاند" نے اپنے نوٹ میں اس بات کے لئے اعتراض کیا ہے۔ کہ ڈوگرہ جانباز ویروں کی جلوس میں جھانکیاں کیوں نہیں بنائی گئی تھیں۔

مقامی اخبارات کے علاوہ بیرون ریاست کے اخبارات نے بھی پرجا پریشد کے جلوس اور اجلاس کے متعلق خبریں اور نوٹ شائع کئے ہیں۔ دہلی کے ایک مشہور انگریزی ہفتہ وار اخبار نے پرجا پریشد کی سالانہ کانفرنس کو "فتح کی کانفرنس" قرار دیا ہے۔

بقیہ صوائی سیاست صفحہ ۱۸ سے آگے

ایجاد کیا گیا تھا۔ چھوٹی چھوٹی صنعتیں بھی صوبہ جموں میں چل رہی تھیں۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام بند ہو چکی ہیں۔ اور جو باقی ہیں۔ وہ سرکار کی نااہلیت کی وجہ سے نیل ہو رہی ہیں جس سے مزدوروں کی مصیبتوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ اور ریاست کی اقتصادیات پر بحران کی صورت دکھائی دیتی ہے۔

ملک میں شراب نوشی کی بدعت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور لوگوں کا اخلاق بگڑ رہا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس طرف فوری توجہ دے کر سماج کو اس بگڑ رہی صورت حال سے نکالا جائے۔ اور ریاست میں نشہ بندی قانون بنا کر اس بدعت کو ختم کیا جائے۔

انتظامیہ میں سدھار ہماری سالہا سال کی کلپنا رہی ہے اور وہ تبھی ہو سکتا ہے جبکہ سروسز میں بھرتی اور ترقی قابلیت کے آدھار پر ہو۔ لیکن ریاست میں اس اصول کو بری طرح پائمال کیا گیا ہے۔ غنڈہ گردی اور لاقانونی روزمرہ بڑھتی جا رہی ہے۔ جمہوری قدریں پائمال ہو رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ضمن میں سختی سے اقدام اٹھا کر نظم و نسق کو بہتر بنایا جائے۔

پرنشا میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے۔ صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک و قوم کو جو مسائل درپیش ہیں اُن کے حل کرنے میں ہماری رہنمائی کریں۔ میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ ہم آپ کے شایاں شان شاید انتظام نہ کر سکے ہوں۔ لیکن بہت قلیل مدت میں یہ سارے انتظامات کرنے پڑے۔ جس میں کمی کا رہ جانا بڑی بات نہیں"۔

پال داس بھجی پرنٹر پبلشر نے ہیرالڈ پریس جموں میں چھپوا کر دفتر "سودیش" سے جاری ہوا

نے کی۔ اور ریاست میں ترقیاتی منصوبوں کے تحت
مرکز سے ملنے والی رقوم کے ڈی اُبیوگ پر روشنی
ڈالی۔ وضاحتی تقاریر کے بعد اقتصادی قرارداد باتفاق
رائے ہاؤس نے منظور کر لی۔

شرنارتھیوں کی آباد کاری

اقتصادی قرارداد کے بعد ڈاکٹر
وید پرکاش نے رفیوجیوں کی آباد کاری سے متعلق
ایک نان آفیشل قرارداد پیش کی کہ ریاست جموں
وکشمیر کے شرنارتھیوں کی آباد کاری کا مسئلہ ابھی
تک بنیادی طور حل طلب ہے جس کے لیے ضروری
ہے کہ ریاستی شرنارتھیوں کی پیچھے رہ گئی جائدادوں
کے کلیم رجسٹر کئے جائیں اور جائدادوں کا معاوضہ
دینے کا فیصلہ کیا جائے۔ الاٹ شدہ اراضیات کو
شرنارتھیوں کے نام منتقل کیا جائے جس کے لئے
باقاعدہ قانون بنایا جائے اور آباد کاری کے لئے
گرانٹ کو معقول حد تک بڑھایا جائے۔ نیز شہری
شرنارتھیوں کے کوارٹروں کی قیمتیں اصل لاگت
کی بنیاد پر کسی اصول کے تحت مقرر کی جائیں۔
— ریزولیوشن ہذا کی تائید سردار بچن سنگھ جھیتی
نے کی اور قرارداد باتفاق رائے پاس ہوئی۔

فسادات میں تباہ شدگان کی بحالی

شری مست ناتھ
پرگی مجید روہ نواسی نے ایک اور نان آفیشل
قرارداد پیش کی کہ مرکزی سرکار نے ۱۹۴۷ء کے
فرقہ وارانہ فسادات میں تباہ ہونے والوں کی امداد
کے لئے ساٹھ لاکھ روپیہ کی رقم منظور کی ہے۔
لیکن ریلیف ہذا کو تقسیم کرنے کے سلسلہ میں نہ صرف
تاخیر سے کام لیا جا رہا ہے بلکہ یہ امداد ایک ہی طبقہ
کے چند خاص لوگوں میں تقسیم کرنے کے منصوبے باندھے
جا رہے ہیں۔ لہذا باہمی اتحاد اور انصاف کا تقاضا
ہے کہ یہ ریلیف بلا امتیاز مذہب و ملت فسادات
میں تباہ ہونے والے اصحاب میں منصفانہ لائنز
پر تقسیم کی جائے۔

ریزولیوشن ہذا کی تائید شیخ عبدالرحمان زونل
سیکرٹری پرجا پریشد نے کی اور کہا کہ ریلیف ہذا کی
تقسیم کے سلسلہ میں پہلے ہی کافی سے زیادہ تاخیر
ہو چکی ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ یہ امداد جلد از جلد
تباہ شدگان میں تقسیم کی جائے۔

علاقہ جات کے متعلق رپورٹیں

پرتی ندھی سمیلن میں مختلف علاقہ جات کے
نمائندگان نے اپنے اپنے علاقہ کے حالات بیان
کئے۔ عوام کے مسائل پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ
کس طور راشی اہلکاران کے ساتھ مل کر کانگرسی
کارکنوں نے لوٹ کھسوٹ اور تاناشاہی کا بازار
گرم کر رکھا ہے۔

شری فقیر چند جگانوں نواسی نے علاقہ جگانوں
تحصیل ادھم پور کے حالات بیان کئے اور علاقہ
میں پل کی تعمیر کے مسئلہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے
اس تعلق میں سرکار کی ٹال مٹول کی پالیسی پر کڑی
آلوچنا کی۔

شری سنت پال سیکرٹری پرجا پریشد نے سانبہ
منڈل کے مسائل اور حالات بیان کئے اور تحصیلدار
سانبہ بلاک ڈیولپمنٹ آفیسر سانبہ اور کچھ ایک دیگر
اہلکاران کے خلاف اخلاق سوز اور غیر قانونی حرکات
سے متعلق سخت شکایات بیان کیں۔

ماسٹر رام داس لکھنپال نے تحصیل ریاسی کے
متعلق رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ سرکاری
اہلکاران کھلے بندوں برسراقتدار پارٹی کے کاموں
میں حصہ لے رہے ہیں اور اپنے فرض منصبی کی
انجام دہی میں بُری طرح ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔
شری کرشن لال سیکرٹری پرجا پریشد رنبیر سنگھ پورہ

نے تحصیل کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کانفرنسی
کارکنوں کی اینٹی سوشل کارروائیوں اور سرکاری
کارندوں کی دھاندلی پر روشنی ڈالی۔
شری بنسی لال نے تحصیل نوشہرہ کے متعلق رپورٹ
پیش کی اور مقامی مسائل بیان کئے۔
شری امرناتھ تحصیل سیکرٹری ڈوڈہ نے تحصیل
سے متعلق دردناک صورت حال بیان کی اور ابن الوقت
سرکاری اہلکاران کی چیرہ دستیوں کا تذکرہ کیا۔
تحصیل راجوری کی رپورٹ شری رگھونندن لال نے
پیش کی اور مقامی مسائل پر روشنی ڈالی۔
شری دینا ناتھ صدر پرجا پریشد پونچھ نے علاقہ کی
پسماندگی ضلع میں پاکستانی عناصر کی تخریبی سرگرمیوں
لاء اینڈ آرڈر کی ناگفتہ بہ حالت اور عوام کے مسائل
سے ہاؤس کو آگاہ کیا۔
شری ہنسراج شرما آف بلاور نے تحصیل بسوہلی کے
حالات پر روشنی ڈالی اور مقامی مسائل کا ذکر کیا۔
صوبیدار شری ہری سنگھ نے تحصیل اکھنور کے عوام
کے مسائل بیان کرتے ہوئے جھب ندی پر پل کی تعمیر
اور اکھنور چھمب سڑک کو پختہ بنانے کی اہمیت کا تذکرہ کیا۔
تحصیل کٹھوعہ کے حالات سے متعلق رپورٹ شری
پورن سنگھ آف نگری پڑول۔ نے پیش کی اور کاشتکاروں
کے مسائل سے متعلق سرکار کی بے رخی کا ذکر کیا۔
شری پرسرام گپتا نے تحصیل ادھم پور کے عوام کے
مسائل پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ سرکار کی غلط نیتوں کے
کارن علاقہ میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ ادھم پور
میں پانی کی قلت ایک بڑا مسئلہ بنتا جا رہا ہے اور کانفرنسی
کارکنوں نے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا ہے۔
تحصیل ہیرانگر کے مسائل اور حالات سے متعلق
رپورٹ شری گردھاری لال آرگنائزنگ سیکرٹری۔ نے
پیش کی اور بتایا کہ منسٹری حاصل کرنے کے بعد شری جی ایل
ڈوگرہ نے دوبارہ کس طور بے ضابطگیوں اور من مانیوں
کا چکر چلایا ہے۔
شری ملا کرشن تحصیل سیکرٹری پرجا پریشد بھدرواہ
نے علاقہ کے عوام کے بے پناہ مصائب اور کانفرنسی
کھڑپینچوں کی چیرہ دستیوں سے پیدا شدہ حالات بیان کئے۔

شری ڈوگرہ کا کارکنوں سے خطاب

سمیلن ہذا کے خاتمہ پر صدر پرجا پریشد پنڈت
پریم ناتھ ڈوگرہ نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ ہر قیمت
اور مشکل کا مقابلہ کرنے کے لئے پرجا پریشد کی تنظیم
کو مضبوط بنائیں۔ اور ہر مسئلہ کا حل اسی میں مضمر ہے کہ
لوگوں کو بیدار اور منظم کر کے ہر برائی کے سامنے ڈٹ
جانے کے لئے تیار کیا جائے۔

شری کیدار ناتھ ساہنی کا بھاشن!

۱۴ اپریل رات کو کھلے اجلاس میں بھاشن کرتے
ہوئے دہلی کارپوریشن میں جن سنگھ پارٹی کے نیتا شری
کیدار ناتھ ساہنی نے کہا کہ انگریز کے جانے کے بعد
دیش۔ سے غلامی کے نشانات مٹ جانے چاہئیں تھے۔
لیکن دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ غلامی کی نشانیاں بھرشٹاچار
تنگی و غریبی اور اخلاقی گراوٹ میں دن بہ دن اضافہ ہو
رہا ہے۔ بے کاری بڑھ رہی ہے۔ ففتھ کالمسٹوں کی
سرگرمیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ سرحدوں پر خطرات بڑھ
رہے ہیں۔ کئی ہزار مربع میل علاقہ پر دشمن نے جارحانہ طور
پر قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کن لوگوں کی نیتوں
کا یہ پریٹام ہے۔ اس صورت حال پر جنتا کو وچار کرنا
چاہئے۔ آپ نے مزید کہا کہ حکومت کا نشہ انسان کو مدہوش
کر دیتا ہے۔ کانگریسی اور کانفرنسی حکمران اقتدار کے نشہ
میں اپنے انسانی اور جمہوری فرائض کو بھول چکے ہیں۔
انہیں اپنے کرتویہ کے پالن کا احساس کروانے کے لئے
ضروری ہے کہ جنتا متحد ہو کر حکمرانوں کو ہوش میں لائے۔
شری ساہنی نے کہا کہ پرجا پریشد اور جن سنگھ

अभ्यास अत्यावश्यक

अभ्यास अत्यावश्यक है। तुम प्रतिदिन घण्टों बैठकर मेरा उपदेश सुनते रहो, पर यदि तुम उसका अभ्यास नहीं करते, तो एक पग भी आगे नहीं बढ़ सकते। यह सब तो अभ्यास पर ही निर्भर है। जब तक हम इन बातों का अनुभव नहीं करते, तब तक इन्हें नहीं समझ सकते। हमें इन्हें देखना और अनुभव करना पड़ेगा। सिद्धान्तों और उनकी व्याख्याओं को केवल सुनने से कुछ न होगा।

—स्वामी विवेकानन्द

श्री रामधन महाजन
चेयरमैन "जय स्वदेश" प्रबन्धक कमेटी

بارھویں سالانہ اجلاس کے موقع پر صدر پرجا پریشد پنڈت پریم ناتھ، ڈوگرہ
کے جموں شہر میں پرجوش خیرمقدم کا ایک منظر --
لوگوں نے شری ڈوگرہ کو پھولوں و نوٹوں کے بے شمار ہار پہنائے -

پرجا پریشد کے
بھاری جلوس کا
ایک منظر

Vol. VI 5 May, 1961 No. 19

जम्मू कश्मीर प्रजा-परिषद
वार्षिक अधिवेशन
अङ्क

रिजिस्टर्ड नं०
पी 327

मूल्य
30 नये पैसे

Afganistan
N
Jammu & Kashmir
Population Map
District wise muslim population percentage
N.A.
98%
95%
98%
80%
14%
Pakistan
97%
Baramula
Kupwara
Srinagar
98%
98%
Badgam
Pulwama
92%
Anantnag
Poonch
Kargil
Leh(Ladakh)
China
60%
Rajauri
Doda
Udhampur
50%
Jammu
Kathua
Himachal Pradesh
6%
8%
Punjab
Legend
Population between
< 500.000
500.000-1 million
> 1 million
Map not to Scale
Copyright (c) Compare Infobase Pvt. Ltd. 2001-02
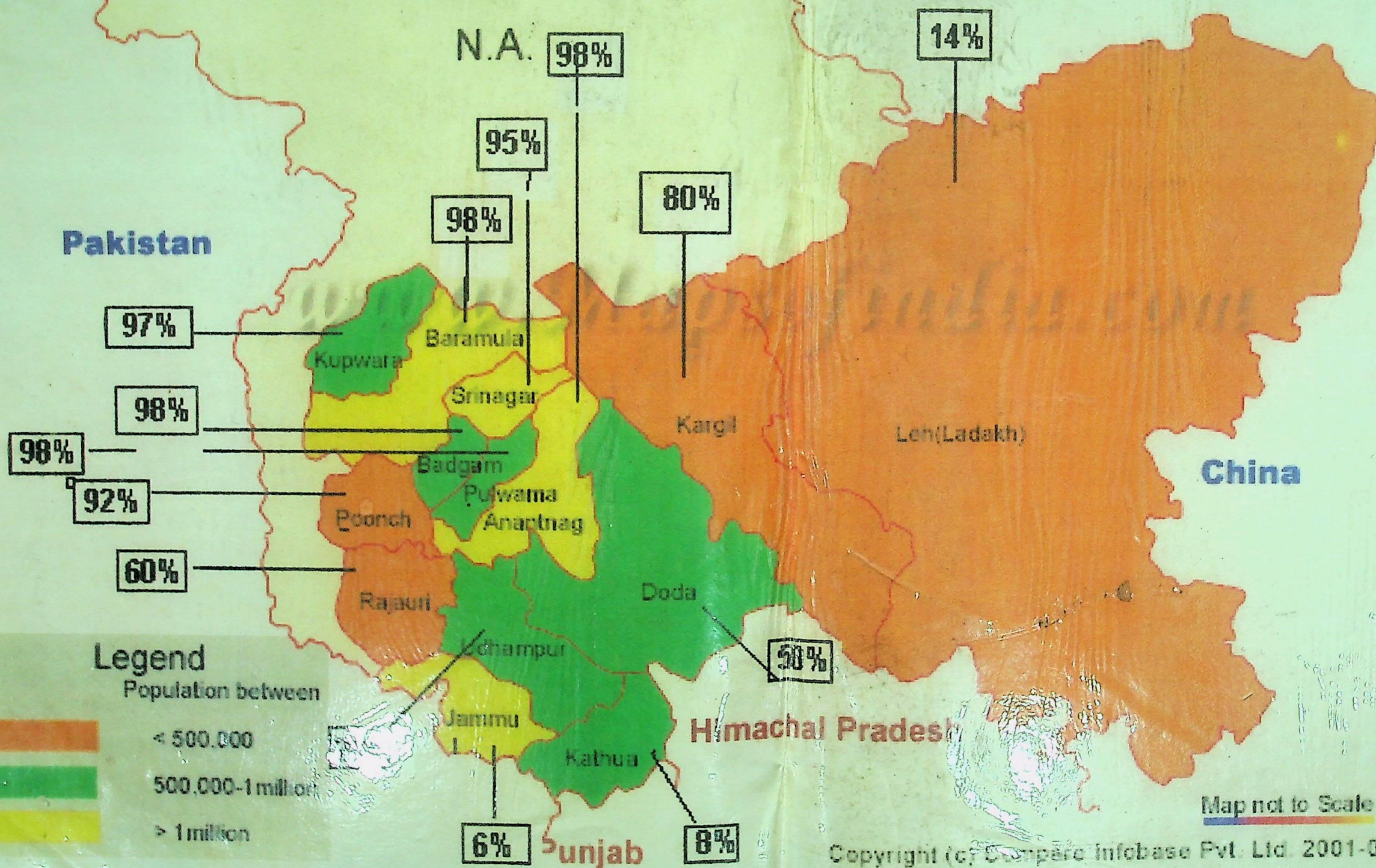
Government Notification.

The following definition of the term "State Subject" has been sanctioned by His Highness the Maharaja Bahadur (vide Private Secretary's letter No. 2354 dated the 31st January 1927, to the Revenue Member of Council) and is hereby promulgated for general information:—

Class I.—All persons born and residing within the State before the commencement of the reign of His Highness the late Maharaja Gulab Singh Bahadur and also persons who settled therein before the commencement of Sambat year 1942 and have since been permanently residing.

Class II.—All persons other than those belonging to class I who settled within the State before the close of Sambat year 1968 and have since permanently resided and acquired immovable property therein.

Class III.—All persons, other than those belonging to class I and II permanently residing within the State, who have acquired under a *Rayatnama* any immovable property therein or who may hereafter acquire such property under an *Ijazatnama* and may execute a *Rayatnama* after ten year's continuous residence therein.

NOTE 1.—In matter of grants of State Scholarships, State land for agricultural and house building purposes and recruitment to State Service, Subjects of class I should receive preference over other classes and those of class II over class III subject, however, to the order dated 31st January 1927 of His Highness the Maharaja Bahadur regarding employment of hereditary State subjects in Government service.

NOTE 2.—The descendents of the persons who have acquired the status of any class of the State subject will be entitled to become the state subject of the same class. For example if A is declared a State subject of class II his sons and grandsons will *ipso facto* acquire the status of the same class (II) and not of class (I).

(Sd.) NAZIR AHMED,
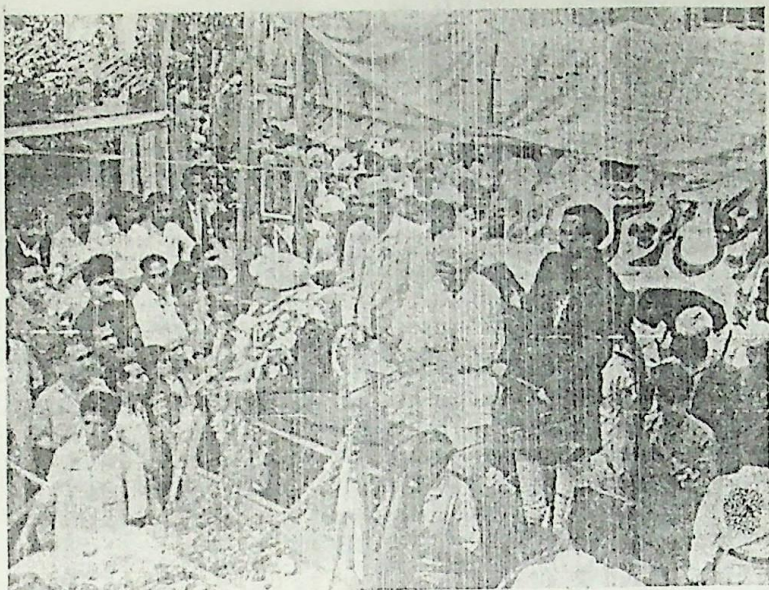
Judicial Minister.

بارھویں سالانہ اجلاس کے موقع پر صدر پرجا پریشد پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ
کے جموں شہر میں پرجوش خیرمقدم کا ایک منظر --
لوگوں نے شری ڈوگرہ کو پھولوں و نوٹوں کے بے شمار ہار پہنائے -

پرجا پریشد کے
بھاری جلوس کا
ایک منظر

अभ्यास अत्यावश्यक

अभ्यास अत्यावश्यक है। तुम प्रतिदिन घण्टों बैठकर मेरा उपदेश सुनते रहो, पर यदि तुम उसका अभ्यास नहीं करते, तो एक पग भी आगे नहीं बढ़ सकते। यह सब तो अभ्यास पर ही निर्भर है। जब तक हम इन बातों का अनुभव नहीं करते, तब तक इन्हें नहीं समझ सकते। हमें इन्हें देखना और अनुभव करना पड़ेगा। सिद्धान्तों और उनकी व्याख्याओं को केवल सुनने से कुछ न होगा।

—स्वामी विवेकानन्द

श्री रामधन महाजन
चेयरमैन "जय स्वदेश" प्रबन्धक कमेटी

Jammu and Kashmir Little Known Facts

1947 - PAKISTAN INVASION

(22nd October, 1947 Muzaffarabad Attacked)

Y.R. Gupta

THE main invasion was planned and launched by the Army Hqrs of Pakistan and was called "Operation Gulmarg". It was to begin from Muzaffarabad on 22nd October, as stated by Major Onkar Singh Kalkat who could know about this plan while in Pakistan from the letter written by the highest Army authority of Pakistan British C-in-C on arrival in India. This fact was brought to the notice of Brig. Kulwant Singh and other concerned Army officers and also Sardar Baldev Singh, the Defence Minister, by him. The plan of invasion was also confirmed by Sh. D.K.Reddy, a Journalist. The Govt. of India however did not take the matter seriously even when day to day infiltration had already been reported to them by the Govt. of Jammu & Kashmir right from 3rdSept.1947.

The Jammu & Kashmir Govt. had no knowledge of this planned massive invasion from Abbatabad side. The stoppage of supplies "Economic Blockade" had already created a very serious situation in the state.

The State Govt. tried to persuade Pakistan through the diplomatic channels to honor its commitments under the "standstill agreement". Failing to get a positive response to its numerous communications the Prime Minister of Kashmir sent a rather strongly worded telegram to the Governor General of Pakistan, Mr.Jennah on Oct.18, 1947, which read "Finally the Kashmir Govt. wish to make it plain that it is not possible to tolerate the attitude longer without grave consequences to life and property of the people which it is bound to defend at all costs. The Govt. even now hope that you would personally look into the matter and put a stop to all the iniquities which are being perpetrated. If unfortunately this request is not heeded the Govt. fully hopes that you would agree that it would be justified in asking for friendly assistance and oppose trespass on its fundamental rights".

A cable was also sent on the same day to the Prime Minister of U.K. apprising him of the situation created by the influx of Armed Pakistanis into the state and stoppage of all supplies and requested that the dominion of Pakistan may be advised to deal fairly with Jammu & Kashmir.

The Governor General of Pakistan took no notice of the allegations made by Kashmir Govt. and instead made counter charges of repression by Dogra forces.

While this exchange of telegrams was going on, preparations were afoot at Abbattabad for a large scale invasion of Kashmir. A large number of soldiers and officers of the Pakistan Army including those on leave were deputed to organize and assist about 5000 tribal's that had been assembled there in the name of "Jehad". The invasion was to be lead by Maj Gen Akbar Khan of the Pakistan Army who was given the name of "Gen Tariq".

These hordes that entered the State along the Abbattabad - Muzaffarabad - Domel - Srinagar road on Oct.22, 1947 formed the spearhead of the final and the biggest blow by Pakistan against the State. Its object was Kashmir Valley and the capital city Srinagar.

And also almost simultaneously new thrusts were made all along the borders of the State - Pakistan including Gilgit but this master plan to occupy Srinagar failed by the timely arrival of air borne Indian Troops in Srinagar.

The Armed forces of the State which had to defend about 600 miles long frontier with Pakistan and to also meet the threat of internal uprising were quite inadequate to meet the situation. These had been spread all along the frontier at the time of invasion. The mixed 4th Bn was Incharge of the Muzaffarabad - Kohala Sector. The State troops were efficient and brave, but were ill equipped. The loyalty of the Muslim personnel of the Armed forces was doubtful as the state authorities had received information about their plans of sabotage and desecration in collaboration with Pakistan Army. Col. Narain Singh who commanded the 4th Bn Incharge of the Muzaffarbad Kohala Sector was warned to remain alert and careful about the Muslim personnel but he expressed his full faith in them. But subsequently he had to pay a heavy price.

In view of these circumstances the rapid advance of Pakistan hordes after they had once broken through the outer defenses should cause no surprise. Their main column entered the State at the dead of night on 22nd Oct. 1947. The Muslim personnel of the state pickets not only joined hands with them but killed their Hindu companions in their own tents and began to lead the convoy of motor vehicles supplied by the Pakistan Govt. for carrying the invaders. After occupying the strategic Krishan Ganga Bridge without much difficulty entered the town of Muzaffarabad without firing a shot. Here thousands of men, women and children were mercilessly killed, women raped and abducted. The town was set on fire and simultaneously looting started. A few of them(raiders) crossed over to Domel. The Muslim pickets joined with them and Col.Narain Singh was shot dead by his own Muslim sentinel in his own tent itself. The occupation of Domel brought both the roads leading to Srinagar from Rawalpindi and Abbatabad came under the control of the invaders. The road to Srinagar now lay open. The raiders occupied Garhi the same day and started their advance towards Uri. The few Dogra troops resisted them at every step. Brig. Rajinder Singh the Chief of Staff of the State Army then came forward to command the troops in person. He stemmed the tide of the enemy advance near Uri for two days. He fought the enemy to the bitter end. He along with his 150 soldiers were cut into pieces in this action. On the same day the Mohaara Power House was also damaged and so put out of order (24th Oct.). This plunged Srinagar into darkness. On the 24thafternoon Maharaja Hari Singh who was holding Dussehra Darbar sent an urgent appeal for help to the Govt. of India. He in his letter stated:

"I have to inform Your Excellency that a grave emergency has arisen in my State and request immediate assistance of your Government.

As Your Excellency is aware, the State of Jammu and Kashmir has not acceded to either the Dominion of India or to Pakistan. Geographically my State is contiguous to both the Dominions. It has vital economic and cultural links with both of them. Besides my state has a common boundary with the Soviet Republic and China. In their external relations the Dominions of India and Pakistan cannot ignore this fact.

I wanted to take time to decide to which Dominion I should accede, whether it is not in the best interest of both the Dominions and my State to stand independent, of course with friendly and cordial relations with both.

I accordingly approached the Dominions of India and Pakistan to enter into a Standstill Agreement with my State. The Pakistan Government accepted this arrangement. The Dominion of India desired further discussion with representatives of my Government. I could not arrange this in view of the developments indicated below. In fact the Pakistan Government under the Standstill Agreement are operating Post and Telegraph system inside the State.

Though we have got a Standstill Agreement with the Pakistan Government, that Government permitted steady and increasing strangulation of supplies like food, salt and petrol to my State.

Afridis, soldiers in plain clothes, and desperadoes, with modern weapons, have been allowed to infilter into the State at first in Punch area, then in Sialkot and finally en masse in the area adjoining Hazara district on the Ramkote side. The result has been that the limited number of troops at the disposal of the State had to be dispersed and thus had to face the enemy at several points simultaneously and it has become difficult to stop the wanton destruction of life and property and looting. The Mahoora Power House which supplies the electric current to the whole of Srinagar has been burnt. The number of women who have been kidnapped and raped makes my heart bleed. The wild forces thus let loose on the State are marching on with the aim of capturing Srinagar, the summer capital of my Government, as a first step to over running the whole State.

The mass infiltration of tribesmen drawn from the distant areas of the NWF Province coming regularly in motor trucks using Maneshra-Muzaffarabad road and fully armed with upto date weapons cannot possibly be done without the knowledge of the Provincial Government of the NWF Province and the Government of Pakistan. In spite of repeated appeals made by my Government no attempt has been made to check these raiders or stop them from coming to my State. In fact both the Pakistan Radio and Press have reported these occurrences. The Pakistan Radio even put out a story that a Provisional Government has been set up in Kashmir. The people of my state, both the Muslims and non-Muslims, generally have taken no part at all.

With the conditions obtaining at present in my State and the great emergency of the situation as it exists I have no option but to ask for help from the Indian Dominion. Naturally, they cannot send the help asked for by me without my State acceding to the Dominion of India. I have accordingly decided to do so and I attach the Instrument of Accession for acceptance by your Government. The other alternative is to leave my State and my people to freebooters. On this basis no civilized Government can exist or be maintained. This alternative I will never allow to happen so long as I am the Ruler of the State and I have life to defend my country.

I may also inform Your Excellency's Government that it is my intention at once to set up an Interim Government and ask Sheikh Abdullah to carry the responsibilities in this emergency with my Prime Minister.

If my State has to be saved immediate assistance must be available at Srinagar..."

The Sheikh had already sent his family to Indore for safety and himself slipped away to Delhi.

Before taking any action on the Maharaja's request for help the Govt. of India decided to send Mr. V.P. Menon to Srinagar to get first hand information. He flew to Srinagar on the 25thOctober. He soon realized the desperateness of the situation. Menon therefore advised the Maharaja to leave immediately for Jammu to be out of reach of the Pakistani invaders.

The Maharaja left Srinagar for Jammu that very night (25.10.1947) and Menon and the Kashmir Premier Mr.Mahajan flew to Delhi early next morning.(26.10.1947).

On receiving the report from Menon the Govt. of India felt inclined to go to the rescue of the state. But it was not possible before the accession of the State takes place. Hence Menon flew back to Jammu immediately with the Instrument of Accession. On reaching Jammu he contacted the Maharaja who was in sleep at that time after a long journey, who at once signed the Instrument of Accession. Menon flew back to Delhi along with the legal documents.

...ished and Owned by B.L. GUPTA, OFFICE: Maharaja Gulab Singh Road-Extension (Samadhian Road), Jewel Chowk, Jammu., Editorial: 0191-2565995
...T: Early Times Printing Press, Samadhian Road, Jammu. Responsible for selection of News under the PRB Act. RNI No. : JKENG 2002/7815, Postal Licence No. : JK-222/02.
All disputes are subject to the exclusive jurisdiction of competent courts and forums in Jammu City.

Sumer Khajuria
Advocate,ward no. 2 Indira Nagar
Udhampur J&K
Mob: 9419808862
Sumer khajuria@gmail.com

Purmandal

Geographical Location

1) Geographically Purmandal is a small town 39 kms from Jammu towards its south east ,a place of Hindu pilgrimage in belief of obtaining moral cleansing by bath in waters of holy Devika .It is situated in a nook among low hills called shivaliks, far up one of the ravines which joins the holy river Devika .This hamlet now presently Revenue Tehsil and Rural Development ,Block headquarter lies on both banks of holy river Devika ,separated by sandy bed and is approached by road connectivities one by Bajria chowadi route behind Sainik colony Jammu ,as well as by link bifurcating Jammu-Pathankot main National Highway at Kalu Chak.
2) Purmandal presents right of a strange collection of building strangely located.A double row of lofty and handsome buildings with nought ,but the sandy stream –bed between them;there was a chief temple with a five fecades and behind numerous domes ,one gilt and another conspicuous ,most of the other are houses built by the courtiers of Maharaja Ranjit Singh of Lahore throne,who had deep eternal attachment with this holy place and had been occasionally paying visit to this place as well.
3) The main shrine is the temple of Umapati and adjoining to it are large number of shiva temples in row ,big and small,which makes an attractive pattern.The temple spires rise up in a beautiful cluster and shine brightly in the sun.

Historical Inputs

4) Tracing the History of Puru-Mandal,a reference of its origin surfaces from the Maharaja Jayati's dynasty,taking birth during vedic time.Maharaja

Jayati the son of Maharaja Nahus was succeeded by his son "Puru" despite being youngest one among five sons namely Yadhu,Turvasu,Druhu and Puru took birth from Queens Devyani and Shirmista.[1]

5) Perusal of Rigveda ,the geographical boundaries of Duggar Pradesh had been cast with the depictations:

6) Based on the foregoing versions so cropped up ,it brings home the prudent personto believe that those were the people belonging to "Purus" and "Panchjana",who were inhabitating in the areas of "Shyarnavat (saruinsar),Aajierkiya(Aik),Madine (Madin Nallah) ,Sushoma(Sohan river),of which one is near Texla and another tributary of river satluj near Una of Himachal Pradesh,Pastyanam (area of Pathoar near Texla)
7) On the issue of "Panchjan" ,they were none else than Puru's five brothers as their collective name viz Tuvarash,Yadhu,Anu,Druhu,and Puru mentioned collectively in Rig veda ,once in shaloka.[6]

5) The area across Devika holy river ,called Purumandal goes to suggest that it was a Mandal of Puru's five brothers remained rulers of the areas defined in Vishnu Puran.This destination which was called conjunction of Puru-Mandal,was once the centre of power of Panchjana i.e. the Puru's five brothers with principality of the entire empire headed by Maharaja Puru who succeded his father Maharaja Jayanti.

Religious background

6) Purumandal,the destination historically linking from vedic periods ,has also its religious background,being known as the place of pilgrimage because of the flowing holy river Devika,around the hemlet ,being revered as major shrine of it vital importance on its back.Most of the shiva lingams are also said to have naturally appeared and defined as "Umapati shiva", Indreshwar,Bhuteshwar,Gayaeshwar, Kasheshwar and Balkeshwar.

7) Another rediscovery of the shrine is also believed to be closely connected with Kashmir ,the fountain head of shaivism.The building of the first temple is ascribed to a Kashmir King ,Raja veni Dutt(probably vinayaditya or Avantivarman who ruled between 855 AD to 883 AD) .It is said that this place was then overgrown with a dense forest .Lengendary it is further said that a cow from neighbouring village used to visit this spot every day and had been standing over the svayambhu image,and the milk from her teats used automatically drop on the said sacred svayambhu image.One day the owner of the said cow followed his cow to watch as to what happened to her being not providing milk at home of the said villager. The villager found that his cow's milk that flowed from the sacred image collected in depression and was taken by a she-jackal.Enraged ,he (the villager)shot at the poor animal.The arrow struck her in the head of she –Jackal and resultantly died on spot.

8) It is further believed that simultaneously a daughter took birth from the queen of Raja venni Dutt,but the said daughter of the king was subjected to a chronic disease of headache.All treatments so made were of no curing response,thus the king consulted the astrologers.It was thus disclosed by the known astrologers that the Princess in her earlier birth was she –Jackal who was shot dead at Purmandal.The king therefore prayed at the feet of

Umapati,seeking pordon of such sin ,which was accepted by Lord Shiva.Consequently the princess got rid of such incurable disease .The king being felt graced from Lord Shiva ,therefore built first temple over the image of Umapati.

9) Another version is also taken on the said story legendary the said she Jackal was killed by the arrow of hunter and she fell on the sacred image of svayambhu,thereafter she achieved salvation instantly from her animal state and transformed to a human being.

10) There was ancient custom of undertaking "Panch Kashi" Parikarma between Uttarbani and Purmandal.The performance of said Parikarma ,religiously it is believed that the soul of an individual is cleaned from all sins so having committed of the present as well of the past births and the soul after death gets rid of rebirth cycles for ever by attainment of Moksha.

Holy Devika

11) The Holy River Devika ,being Gupta Ganga is flowing underground invisibly at Purmandal also called "Antah Salila" by the Learned Pandits.

12) Under Hindu religions faith holy Devika has larger importance than holy Ganga because of the reason that holy Devika is the Ardhangani of Lord shiva, which flows in shape of holy river at the blessing of Lord shiva for giving grace of purification from the sins of the innocent people of Dugger Pradesh.Lord shiva had promised the holy Devika that enroute of her flowing ,he (Lord shiva) shall establish his abodes to accompany her for the good of the people.

13) a)Holy Devika at the first instance appeared at Bhaderwah at the bank of Nerru River and emerges there in after touching the feet of Apshambhu Lingam called as Guprevar Mahadev.

b)It rises in the mountains of Sudh Mahadev and takes a southerly course .It disappears and appears at number of places.

c)At Udhampur it re appears, where two shiva temples and huge Nandi Bull are subsisting.

d)Again it appears at Nainsu and merges with Birwan river also called Bhuteshwar.

e)It appear again at Jandrah ,where it again disappears.

f)Holy Devika re appears at Uttarbani Purmandal.At Purmandal it flows underground of sandy surface normally ,except flowing water during rainy days.It joins finally with Basantar River which is further after joining Devika is also named as Devika River instead of Basantar,and disappears at sheikhpura now in Pakistan in sandy desert although the floods of this river join River Ravi there.

g)It again appears at Airwan in Kathua District in shape of Bawali and finally disappears there also.

16)The Devika is credited with a devine origin ,like the vitasta (the Jhelum)in Kashmir .The origin of this river is also escribed to prayers and penance of Maharishi Kashyapa.

Nath Sampardaya

14) It is believed that Guru Gorkh nath ji used to live in a small hut near Sudh Mahadev temple.Afterwards the pupils and other followers built the temple of Guru Gorakh Nath there. Since Guru Gorakh Nath had deep rooted reverence for Lord shiva having built his (Lord shiva's) abodes along the flowing holy river Devika therefore the task of maintaining temples along Devika were assumed by Nath Sampardaya.It is believed that the administration of shiv Temples (called Maths) along the flowing holy Devika river went in the hands of Dashnami-Panths,Nath sampardha in seventh century A.D.

Developmental contribution of Ruling dynasities

18)This holy place of Purumandal is said to have visited by Guru Nanak Dev Ji around 1520 A.D. Great General Man Singh of Mughal Emperor Akbar had also visited this holy shrine.

19)Maharaja Ranjit Singh of Lahore throne was greatly attached to this holy shrine and had paid special visit in 1838,on the occasion of chaitar chaturdashi and stayed there for three days for taking Bath.

20)The founder of Jammu and Kashmir state ,Maharaja Gulab Singh took up the development of Purumandal by construction of numerous temples as well as made renovation of the dilapidated structures. It was also named Purumandal –Uttarbani as "Duggar Kashi" also called "chotti Kashi" by establishment of Sanskrit learning Peeth.

21) After Maharaja Gulab Singh,his succeeding son Maharaja Ranbir Singh also took keen interests towards the development of Purumandal – Uttarbani shrines.

Festivals of Purumandal

Shivratri

22) Devika is believed to have appeared on Phalguna chaturdashi(Krishana Paksha) i.e. shivratri at the end of Dawapara Yuga. Great importance therefore attaches to a bath in its waters on shivratri.

23)Three days shivratri festival is celebrated commemorating the wedding of Lord Shiva with Parvati. The Jangams narrate the story of such wedding in traditional poetic fascination ,attracting the people.Such festival take place in February –March every year on the occasion of Shivratri.

Chattar -chaturdashi

24)A big fair is also attended by thousands of people on the auspicious occasion of chaittar chaturdashi at Purmandal also called generally shiv-Nagari of Madhardesh.

25) Before partition of 1947 ,it was a holy destination of pilgrimage besides also the people of Duggar Desh,the people of Kaweta,Rawalpindi,and Multan,and immersed the ashes remains of dead in holy Devika at Purumandal and Uttarbani ,which is considered as good and rewarded as at Hari dawar ,Paryag and Kashi Vishwanath(Varanasi)

Inhabitation of Purmandal

26)Purumandal Tiratha is generally considered the abode of Hindu "Jogi" caste . Apart that numerous other caste also inhabiting there –Baru Brahmins and Gussain Brahmins who had mainly remained connected with the "Puja" of shiv temples and the management of shrines and appropriation of offerings etc.Their places of inhabitatins are within one kilometer radius of the main shrines.

27)Baru Brahmins had their origin at Nazirabad region of Asam and belonged to Badua village where from they are believed to have migrated to Jammu about 430 years back. According to famous scholar Dharam chand the expression Baru has developed from word "Batuk". The famous

Poetess Padma Sachdeva is the daughter of Baru Family of Purumandal,whose father's name was Jai Dev Sharma ,a college Professor by profession who was killed in 1947 riots at Mirapur now in POJK The name of Padma Sachdeva was shakutla .She being burdened of minor children was forced to join service as teacher and became a source of income for their family.

28) Purumandal has also distinction of producing a first poetess of national fame in Dogri script both poetary and literature.

Reference

1)Vishnu Puran Ank 10 page 270-72

2)Rig veda 8.64.10

3)ibid8.64.11

4)ibid 9.65.22

5)ibid 9.65.23

6)ibid1.108.8

7)Vishnu Puran AnkPage 270-72